www.KitaboSunnat.com
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الثمرات النقیة للدورة النحویة
مَا اَحسَنَ هٰذَا النَّحوَ الَّذِی قَدْ نَحَوْتَ
(حضرت علی رضی اللہ عنہ)
مصنف
ابو محمد
ادریس
الاثری حفظہ اللہ

الثمرات النقية للدورة النحوية

مَا اَحْسَنَ هٰذَا النَّحْوَ الَّذِی قَدْ نَحَوْتَ

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

مصنف

ابو محمد

اسلامک ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ
دیپال پور اوکاڑہ

کتاب .... الثمرات النقیه للدورة النحویه

تالیف .... محمد ادریس اثری حفظہ اللہ تعالیٰ

کمپوزنگ .... محمد شفیق خدا بخش

ڈیزائنگ .... نجیب الرحمٰن

پرنٹنگ .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز 0300-8661763

ناشر .... اسلامک ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ دیپالپور

اشاعت .... مئی 2015

قیمت ....

لاہور: بادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

اسلامک ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ دیپالپور
0300-6964378

فہرست

انتساب

بنام گرامی قدر

اساتذہ کرام خصوصاً شیخ المشائخ حضرت مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ محدث جلالپوری ومولانا ثناءاللہ رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد جن کے خرمنِ علم سے خوشہ چینی نصیب ہوئی اور مشفق والدین جن کی تربیت اور دعاؤں سے اس قابل ہوا۔

محمد ادریس اثری حفظہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۱)
حرف جار
مضاف
موصوف
صفت اول
صفت ثانی
مضاف الیہ
مجرور
متعلق اشرع فعل کے
اشرع فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
مبتدا
حرف جار
موصوف
مضاف
مضاف الیہ
صفت
مجرور
خبر
جملہ اسمیہ خبریہ
متعلق ثابت کے
صیغہ صفت اپنے فاعل اور
متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
معطوف علیہ
معطوف
مبتدا
جملہ اسمیہ خبریہ
خبر
متعلق نازلة
عَلٰى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مُحَمَّدٍ
حرف جار
مضاف
معطوف
معطوف علیہ
بدل الکل
مبدل منہ
مضاف الیہ
مجرور
معطوف علیہ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ
حرف جار
معطوف علیہ
معطوف اول
اسم موصول
فعل فاعل
مفعول بہ
حرف جار
مجرور
متعلق اول
مضاف
مضاف الیہ
حرف جار
مجرور
متعلق ثانی
صلہ
معطوف ثانی
مجرور
معطوف

کلمة المؤلف

قرآن وسنت جو کہ تمام علوم کیلئے مخدوم کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی صحیح تفہیم میں جہاں دیگر علوم (خادمہ) کی ضرورت ہے وہاں صرف ونحو کو امتیازی شان حاصل ہے بندہ کو دور طالب علمی سے ہی اللہ رب العزت کی ودیعت خاص اور اساتذہ گرامی قدر کی ترغیب کی بناء پر صرف ونحو کے فن سے خصوصی شغف رہا ہے تحصیل علم کے زمانے میں ہم عصر ساتھیوں کو اسباق دہرانے اور پڑھانے کے مواقع ملتے رہے شرح مائۃ عامل، ھدایۃ النحو، کافیہ، ملا جامی، الفیہ وغیرہ کتب نحو خوب یاد تھیں۔ فراغت کے بعد یہ ذوق مزید بڑھا تو ان کتب کو سبقاً بھی متعدد بار پڑھانے کا موقع ملتا رہا اس دورانیے میں ھدایۃ النحو اور کافیہ پر حواشی بھی لکھے (فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)

عموماً دیکھا گیا ہے کہ جامعات ومدارس دینیہ کے طلبہ میں قرآن وسنت کی بابت بڑی بے توجہی اور بے رغبتی ہے جس کی ایک وجہ کتب نحو وصرف کا مطول ومغلق ہونا ہے۔ میری یہ دیرینہ خواہش تھی کہ ذہین طلبہ کی کوئی ایسی کلاس میسر آئے جس میں عزیز طلبہ کو عام فہم انداز میں مختصر وقت کے اندر مکمل نحو وصرف سے متعارف کروایا جائے کیونکہ ہمارے جامعات ومدارس میں مقررہ نصاب کی وجہ سے یا تو ہر سال کتب نحو بلا تکمیل پڑھائی جاتی ہیں یا کتاب تو مکمل کروادی جاتی ہے لیکن اجراء کی نوبت نہیں آتی جس سے بعض طلبہ ذاتی لیاقت کی وجہ سے امتحان میں کامیابی کیلئے متن کتاب تو یاد کر لیتے ہیں مگر صرف ونحو کے حصول کا جو مقصد ہوتا ہے اس سے یکسر بیگانے رہتے ہیں قرآن مجید کا اعراب، صیغہ جات، تراکیب اور کتب احادیث کی عبارت کا نحوی صرفی حل اور عربی کتب کا مطالعہ صحیح طریقے سے نہیں کر پاتے۔

جس کے لئے ضرورت تھی کہ کوئی ایسا مواد مرتب کیا جائے جس میں اس کمزوری کا ازالہ ہو اور عزیز طلبہ کو مطالعہ کتب احادیث اور عربی عبارات حل کرنے میں جو پریشانی لاحق ہو اس کو کسی حد تک دور کیا جائے کیونکہ اکثر طلبہ اُصول وضوابط اور قوانین تو ازبر کر لیتے ہیں بلکہ نحویوں کے اختلاف سے بھی واقف ہوتے ہیں مگر حصول نحو کے مقاصد سے بے خبر ہوتے ہیں۔

لہٰذا بعض اساتذہ اور اہل علم سے مشاورت کے بعد ۱۹۹۸ء کو قرآن ورمضان کے مابین گہرے ربط کے پیش

نظر رمضان المبارک کی پُر سعادت گھڑیوں اور قیمتی لمحات میں دورہ نحو وصرف کا آغاز کیا گیا اس لئے کہ تمام مدارس دینیہ اور جامعات میں سالانہ تعطیلات رمضان المبارک میں ہوتی ہیں شائقین علم اور تشنگان صرف و نحو طلبہ کو استفادے کا موقع ملے اور طلبہ کو صرف ونحو کے بنیادی اصول وقواعد اور ضروری قوانین بلا اختلاف از بر کروانے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور احادیث رسول پر ان قوانین کا اجراء بھی کروایا جائے جس سے طلبہ میں مطالعہ کی قابلیت اور عربی عبارات حل کرنے کی استعداد اور عربی کتب صحیح پڑھنے کا ملکہ راسخہ پیدا ہو۔ بندہ نے افادیت مذکورہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف کتب نحویہ سے ایسا مواد کشید کیا اور جدولی انداز کو اپناتے ہوئے احاطہ تحریر کیا اور ہر سال اسلامک ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ دیپالپور میں رمضان المبارک کے پرسعادت لمحات میں دورانِ دورہ صرف ونحو میں ملحوظ رکھا۔ ضرورت کے پیش نظر بعض ضروری ابحاث کو بسا اوقات شامل کیا اور بعض غیر مفید امور کو خارج کیا اور حتی الوسع کوشش کی کہ طلبہ متاع عزیز کو اختلاف بین النحویین کے چنگل سے بچا کر اصل مقصد کی طرف راغب کیا جائے۔ اس طرح قطع وبرید کے بعد اب اچھا خاصا مواد جو کہ مختلف لیکچروں میں تھا کتابی شکل اختیار کر چکا ہے۔

سابقہ اڈیشن میں بعض جگہ تکرار اور عبارات کا حذف اور امثلہ کا مذکور نہ ہونا اور توضیح طلب مقامات تھے۔ جو رمضان المبارک دورہ کی کلاس میں تو حتی المقدور کمی پوری کر دی جاتی تھی۔

یہ ایسا علمی نحوی مجموعہ ہے جس میں مسائل نحو کو احسن انداز سے پیش کیا گیا ہے اور بعض رموز وغموض کی نقاب کشائی بھی کی گئی ہے جس سے مبتدی ومنتہی ذہین وفطین اور سطحی ذہن رکھنے والے تمام طلبہ یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

میرے بعض رفقاء بہی خواہ اور عزیز طلبہ جن کا پر اصرار مطالبہ تھا کہ اغلاط کی درستگی کر کے جلد اس کو دوبارہ شائع کیا جائے میں نے اپنی تدریسی مصروفیات کی وجہ سے کچھ عرصہ ان کی خواہش کو معرض التواء رکھا اب اللہ کی توفیق اور کرم نوازی سے اسے دوبارہ شائع کر رہے ہیں اور ہر خاص وعام کے افادہ کیلئے منصہ شہود پر لا رہے ہیں۔

اس مجموعہ کا نام "الثمرات النقية للدورة النحوية" منتخب کیا ہے اس طرح کہ جنوری ۲۰۰۵ء کو اللہ

رب العزت کی توفیق خاص سے سعادت حج نصیب ہوئی فریضہ حج کی ادائیگی سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے دوران مسجد نبوی کی وسیع وعریض لائبریری میں بیٹھ کر یہ نام منتخب کیا اور ریاض الجنۃ میں اللہ کے حضور دعا بھی کی۔اس جدید اڈیشن کی تیاری اور درستگی کے دوران بھی متعدد بار حرمین شریفین کی زیارت کا موقع ملتا رہا اور بیت اللہ حرم مکی اور مسجد نبوی حرم مدنی میں قبولیت دعا کے مقامات پر اللہ کے حضور دعا کرتا رہا۔ کہ

اے اللہ میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز میں اگرچہ اس قابل تو نہیں مگر تو اپنی خصوصی عنایت سے میری مدد فرما اور خادمین قرآن وسنت کی فہرست میں ہمیں بھی شامل فرما۔جیسا کہ سابقہ اڈیشن میں عزیزم مختار احمد سلفی حفظہ اللہ اور عزیزم علی عباس سجاد حفظہ اللہ کا تعاون حاصل رہا۔اس دوسرے اڈیشن کی اشاعت میں میرے معاون خاص عزیزم تلمیذی الرشید محمد شاہد رفیق حفظہ اللہ کا تعاون حاصل رہا جنہوں نے اپنی تعلیمی اور طالب علمی مصروفیات سے وقت نکالا۔

اور رئیس اسلامک ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ فضیلۃ الأخ حافظ محمد عباس صدیق حفظہ اللہ اور فضیلۃ الأخ محمد سرور عاصم صاحب حفظہ اللہ مدیر مکتبہ اسلامیہ لاہور جنہوں نے اس کی طباعت واشاعت میں دلچسپی لی۔

میں ان تمام معاونین کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس لیے کہ ”لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس “ رب العزت ان تمام معاونین کو دنیا وآخرت میں ان کے خلوص کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ اور میرے لئے میرے معاونین میرے والدین اور میرے اساتذہ گرامی اور تمام قارئین کے لئے اخروی سرخروئی کا باعث اور ذریعہ نجات بنائے۔ایں دعاأ از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

وما توفیقی الا باللہ هو حسبی و نعم الوکیل علیه توکلت و الیه أنیب

العبد

ابو محمد محمد ادریس اثری عفا اللہ عنہ

اسلامک ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ

دیپال پور اوکاڑہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَسْتَهْدِيْ وَنَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِأَنْفُسِنَاوَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَامَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ابتداء: کسی بھی اہم کام یا فن کا آغاز کرنے سے قبل بسم اللہ یا الحمد للہ یا اللہ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔اس میں قرآن کریم، حدیث رسول ﷺ اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کی موافقت واتباع ہے۔ابتداء کی تین قسمیں ہوا کرتی ہیں۔

۱۔ابتدائے حقیقی: یہ ہے کہ کسی چیز کو سب سے پہلے ذکر کرنا کہ اس سے پہلے کوئی چیز مذکور نہ ہو۔

۲۔ابتدائے اضافی: یہ ہے کہ کسی چیز کو کسی چیز سے قبل ذکر کرنا خواہ اس سے قبل کوئی چیز مذکور ہو یا نہ ہو۔

۳۔ابتدائے عرفی: جو مقصود سے مقدم ہو اگرچہ غیر مقصود سے مؤخر ہی ہو۔

یہاں بسم اللہ سے ابتداء حقیقی اور الحمد للہ سے عرفی یا اضافی ہے۔

نحو کی اہمیت

عربی کلام کا علم نحو دنیا میں مروجہ ستائیس علوم میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔وہ علوم یہ ہیں

(۱)علم تفسیر (۲)علم اصول التفسیر (۳)علم القرآت (۴)علم التجوید (۵)علم الحدیث

(۶)علم اصول الحدیث (۷)علم الفقہ (۸)علم اصول الفقہ (۹)علم الفرائض (۱۰)علم حکم الشارع

(۱۱)علم الاشباہ والنظائر (۱۲)علم الفتاوی (۱۳)علم الکلام (۱۴)علم الادب (۱۵)علم الصرف

(۱۶)علم النحو (۱۷)علم المعانی (۱۸)علم البیان (۱۹)علم البدیع (۲۰)علم المنطق (۲۱)علم مناظرہ

(۲۲) علم الحکمت یا فلسفہ (۲۳)علم الھیت (۲۴)علم الحساب (۲۵)علم الہندسہ (۲۶)علم الطب

(۲۷)علم التاریخ

عربی زبان جو کہ اہل جنت، قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کی زبان ہے کو جاننے کے لیے صرف نحو کا جاننا

بہت ضروری ہے بالخصوص نحو کو کیونکہ کسی جملے کا صحیح معنی اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی ترکیب کا علم درست نہ ہو اور نحوی ترکیب فن نحو ہی سے ممکن ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے انسان کو فن قوت نطق وگویائی کی بنا پر ہی تمام مخلوقات سے اشرف بنایا ہے جس قوت کی بناء پر انسان مافی الضمیر کا اظہار و بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ (الرحمٰن) اور مافی الضمیر کا اظہار اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کلام کے اجزاء والفاظ کو صحیح ترکیب دینے اور انکے درست تلفظ اور تکلم کا علم نہ ہو جس کا دارومدار علم نحو پر ہے۔

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "اَلصَّرْفُ أُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوُ أَبُوْهَا" جیسے اولاد اور گھر بغیر باپ کے بے رونق ہوتے ہیں اسی طرح بغیر نحو کے کلام بے رونق و بدمزہ ہوتی ہے نحو کی اہمیت کے لیے یہ جملہ بھی مشہور ہے۔ "اَلنَّحْوُ فِي الْعُلُوْمِ كَالْبَدْرِ فِي النُّجُوْمِ" جیسے چودھویں کا چاند باقی ستاروں میں مقام رکھتا ہے یہی حیثیت علم النحو کی باقی علوم میں ہے۔ یہ مقولہ بھی مشہور ہے "اَلنَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ" جیسے بغیر نمک کے کھانا بے ذائقہ ہوتا ہے ایسے ہی کلام میں علم النحو کا لحاظ نہ رکھا جائے تو وہ بے ذائقہ ہوگی۔ اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے تھے۔ "تَعَلَّمُوْا النَّحْوَ فَإِنَّهُ جَمَالٌ لِلْوَضِيْعِ وَتَرْكُهُ هُجْنَةٌ لِلشَّرِيْفِ" علم نحو کو پہچانو کیوں کہ یہ گھٹیا آدمی کے لیے حسن و جمال کا سبب ہے اور اس کو ترک کر دینا شریف آدمی کے لیے باعث عیب ہے علم نحو کے بغیر جو طالب علم عربیت کو پڑھتا ہے اس کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس کے منہ پر خالی تھیلہ لگا دیا گیا ہو۔

حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ طالب علم کو اتنی نحو ولغت حاصل کرنا ضروری ہے کہ حدیث نبوی میں غلطی اور تحریف سے محفوظ رہ سکے۔

نحو کی ضرورت

جس قدر عربی کلام میں وسعت ہے کسی دوسری کلام میں نہیں ہے بسا اوقات اعراب کی معمولی غلطی سے مفہوم کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے اور عدم احتیاط سے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی آیت مبارکہ

ہے "وَإِذِابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ" اس آیت میں لفظ اِبْرَاهِیْمَ اِبْتَلٰی فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور رَبُّهٗ اِبْتَلٰی کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اگر اِبْرَاهِیْمُ کو رفع اور رَبَّهٗ کو نصب پڑھا جائے تو معنی کس قدر غلط ہو جائے گا۔ اسی طرح سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶ جو آیت طہارۃ سے موسوم ہے ایمان والوں کو حکم ہے۔ "وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ" کہ وضو کرتے وقت اپنے سروں کا مسح کرو اور پاؤں کو دھوؤ۔ اس میں اَرْجُلَكُمْ میں مشہور قرأت نصب ہے اور اگر اس کو بِرُؤُوْسِكُمْ پر عطف کر کے جر پڑھیں گے تو معنی ہوگا کہ "پاؤں کا بھی مسح کرو حالانکہ صحیح احادیث میں وضو کے اندر مکمل پاؤں کا دھونا فرض قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ المزمل کی آیت نمبر ۶ "فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ" میں لفظ فِرْعَوْنُ کو رفع کی بجائے نصب اور اَلرَّسُوْلَ کو نصب کی بجائے رفع پڑھا جائے تو معنی ہوگا کہ رسول نے فرعون کو جھٹلایا تو ہم نے رسول کا مؤاخذہ کیا (العیاذ باللہ)

ایسے ہی کبھی کسرہ کی جگہ فتحہ اور فتحہ کی جگہ ضمہ یا اس کے برعکس اعراب پڑھنے سے جملہ کے معانی یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں جس میں عوام الناس تو درکنار بڑے بڑے عربی دان اور عربی النسل لوگوں کو بھی اعرابی غلطی کے سبب بارہا ندامت اٹھانی پڑی۔

مثلاً ۹۶ھ کے آخر میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کا واقعہ معروف ہے کہ ایک اعرابی نے ولید بن عبدالملک کے ساتھ مجمع عام میں فریاد رسی کرتے ہوئے اپنے داماد کی شکایت کی خلیفہ نے اس اعرابی سے جب وہ حاضر خدمت ہو پوچھا "مَاشَأنَكَ" جس کا معنی ہے۔ تیرے اندر کیا برائی ہے اس نے جواب دیا "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْنِ" میں برائی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ صورت حال دیکھ کر خلیفہ کے بھائی سلیمان بن عبدالملک نے تصحیح کی کہ خلیفہ صاحب پوچھتے ہیں "مَاشَأنُكَ" تیرا کیا کام ہے۔ اعرابی نے کہا "ظَلَمَ عَلَيَّ خَتَنِيْ" میرے داماد نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ خلیفہ نے پوچھا "مَنْ خَتَنَكَ" یعنی تیرا ختنہ کس نے کیا ہے۔ اعرابی نے کہا کسی حجام نے کیا ہوگا۔ اس پر پھر سلیمان بن عبدالملک نے تصحیح فرمائی اور کہا کہ خلیفہ صاحب کا مقصد ہے "مَنْ خَتَنُكَ" تیرا داماد کون ہے۔ اس واقعہ میں شَأنُكَ ضمہ کی بجائے

شَأنُكَ فتحہ اور خَتَنُكَ ضمہ کی بجائے خَتَنَكَ فتحہ پڑھنے سے مطلب کس قدر تبدیل ہو گیا ہے۔

امام النحو امام سیبویہ کا واقعہ ہے کہ طالب علمی دور میں ایک روز ان کے استاد حماد بن سلمہ رحمہ اللہ نے کسی حدیث میں الفاظ "لَيسَ أَبَا الدَّرْدَاءِ" املا کروائے یعنی أَبَا الدَّرْدَاءِ کو منصوب لَيسَ کی خبر کی بناء پر لکھوایا اور لیس میں ھو ضمیر کو اسم قرار دیا لیس کا۔ تو امام سیبویہ نے انکو ادا کرتے وقت طلبہ کے سامنے لَيسَ أَبُو الدَّرْدَاءِ کہا شیخ نے فرمایا غلط نہ بتاؤ۔

یہ لَيسَ أَبَا الدَّرْدَاءِ ہے اس گرفت پر امام سیبویہ کو بڑی ندامت ہوئی اور دل میں خیال کیا کہ وہ علم کیوں نہ سیکھوں جو ایسی غلطی سے بچا سکے تو انہوں نے اس فن کو حاصل کیا اور اس فن میں ایک ضخیم کتاب لکھی جو "الکتاب" کے نام سے موسوم ہے۔

پھر تو اس کم سنی میں اتنے بڑے امام مشہور ہوئے کہ لوگوں کی غلطیاں نکالتے۔ ایک واقعہ انکی نسبت مشہور ہے کہ ایک بزرگ نے انکی شہرت سنی تو قصدِ زیارت سے انکے پاس گئے۔ ان کے بارے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ کہیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوگا۔ وہ بزرگ حیران رہ گئے کہ میں تو امام النحو سے ملنے آیا ہوں اور وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے جب وہاں پہنچے تو کچھ بچے کھیل رہے تھے بزرگ نے یوں سلام کیا "اَلسَّلَامْ عَلَيْكُمْ" اس پر ایک بچے (امام سیبویہ) نے جواب دیا "وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا جَامِعَ التَّنوِيْنِ وَاللَّامِ" اس جواب سے وہ بزرگ جان گئے کہ واقعی یہ امام سیبویہ ہے۔

نحو کا موجد اوّل

اس کی بابت مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول: "مُغنِی اللَّبِیبِ" میں لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ علم نحو کے موجد ہیں قواعد نحویہ کا آغاز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے ہو گیا تھا اس طرح کہ ایک اعرابی مدینے میں آیا اور لوگوں سے کہا کہ کوئی شخص ہے جو مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کلام الٰہی کا کچھ حصہ پڑھائے اس پر ایک شخص نے اس کو سورۃ براۃ کی چند آیات پڑھائیں۔ اور سورۃ براۃ آیت نمبر ۳: ﴿ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ میں لفظ رسولُهٗ کو بکسر اللام رسولِهٖ پڑھایا۔ رسولِهٖ کی جر کیسا تھ اس پر اعرابی نے کہا کیا اللہ اپنے رسول سے بری ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو میں اس سے بری ہوں اس واقعہ کی خبر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے اس اعرابی کو بلا کر پوچھا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے؟ تو اس نے مکمل واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصحیح فرمائی کہ یہ آیت اس طرح نہیں جیسا کہ تجھے پڑھائی گئی ہے۔ بلکہ یوں ہے:

﴿اَنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ یعنی لفظ رَسُوْلُهٗ میں لام کا ضمہ ہے اس پر حضرت عمر نے ابوالاسود الدوئلی جو کہ بنو کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جلیل القدر تابعی ہیں ان کو بلا کر قواعد نحو کے جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے نحو کی بنیاد رکھی۔

دوسرا قول: "نُزْهَةُ الْاَوْلِيَاءِ" وغیرہ میں حضرت ابوالاسود الدوئلی سے مروی ہے۔ کہ میں ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے دست مبارک میں ایک رقعہ دیکھا میں نے عرض کیا حضرت یہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کلام عرب میں غور کیا اور دیکھا کہ وہ عجمیوں کے اختلاط کی وجہ سے بگڑ چکا ہے اس لیے میں نے چند اصول منضبط کیے ہیں تا کہ ان کی طرف رجوع کرنے سے اس خرابی کا ازالہ ہو سکے اور وہ رقعہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا: اُنْحُ هٰذَا النَّحْوَ" (اُقْصُدْ نَحْوَهٗ)" کہ تم اس طرف توجہ کرو اور اس کے مطابق قواعد جمع کرو اگر تمہارے ذہن میں کوئی مزید

بات آئے تو اسے بھی اس میں شامل کرلو میں نے رقعہ دیکھا تو اس میں یہ مضمون تھا:
"اَلْکَلَامُ کُلُّہُ ثَلَاثَۃٌ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالِاسْمُ مَا أَنْبَأَ عَنِ الْمُسَمّٰی وَالْفِعْلُ مَاأَنْبَأَعَنْ حَرَکَۃِ الْمُسَمّٰی وَالْحَرْفُ مَا أَنْبَأَ عَنْ مَعْنًی لَیْسَ بِاسْمٍ وَلَا بِفِعْلٍ"
یعنی کلام عرب میں تین کلمات ہیں اسم، فعل اور حرف۔ اسم وہ کلمہ ہے جو مسمی کو بتلائے اور فعل وہ کلمہ ہے جس کے ذریعے کسی کام کا ہونا معلوم ہو اور حرف وہ کلمہ ہے جو کسی ایسے معنی کا فائدہ دے جو اسم میں ہو نہ فعل میں۔
چنانچہ میں نے ان اصولوں کی روشنی میں کچھ مزید قواعد نحویہ لکھے عطف، نعت، تعجب اور استفہام وغیرہ کے چند ابواب مرتب کیے اور جب اِنَّ وَاَخَوَاتُھَا کے باب تک پہنچا تو میں نے یہ مسودہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا: لٰکِنَّ کو بھی اس میں شامل کرلو۔ میں آپ کی رہنمائی میں ابواب نحو مرتب کرتا رہا حتی کہ جب اچھا خاصہ مجموعہ ہوگیا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا: "مَا اَحْسَنَ ھٰذَا النَّحْوَ الَّذِیْ قَدْ نَحَوْتَ" یہ کیا ہی اچھا طریقہ ہے جو تو نے اختیار کیا
اس مذکورہ بالا واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نحو کے موجد اوّل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی قول قابل اعتماد ہے نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قواعد نحویہ جمع کرنے کا محرک جس واقعہ نے بنایا اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ موجد اوّل ہیں واقعہ یوں ہے کہ سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر: ۳۷ ﴿لَا یَاْکُلُہٗ اِلَّا الْخَاطِؤُوْنَ﴾ ایک اعرابی کو یوں پڑھتے ہوئے سنا: "﴿لَا یَاْکُلُہٗ اِلَّا الْخَاطِئِیْنَ﴾ جو قاعدہ کے خلاف ہے اس لیے آپ نے کچھ قواعد جمع کیے۔
تیسرا قول: حضرت عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ علم نحو کے موجد اوّل ابوالاسود الدوئلی ہیں اور وجہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوالاسود کی صاحب زادی نے کہا: ﴿مَا اَحْسَنَ السَّمَاءُ﴾ استفہام کے انداز میں یعنی " السماء "کو رفع کے ساتھ پڑھا تو ابوالاسود نے یہ خیال کیا کہ صاحبزادی نے آسمان کی سب سے خوبصورت چیز کے متعلق سوال کیا ہے اس لیے جواب میں فرمایا: "نُجُوْمُھَا" (تارے) اس کے

بعد صاحبزادی نے کہا کہ ابا جان میرا مقصد خوبصورت چیز کے متعلق معلوم کرنا نہیں تھا۔ پوچھا مَانَحوْتِ؟ پھر تیرا کیا مقصد تھا؟۔ تو اس نے کہا میں تو آسمان کی دلکشی اور خوبصورتی پر تعجب کر رہی تھی۔ اس پر ابوالاسود نے جواب میں فرمایا: بیٹی اس طرح نہ کہیے بلکہ یوں کہیے: ﴿مَا اَحْسَنَ السَّمَاءَ﴾ یعنی آسمان کس قدر حسین ہے۔ بعدازاں ابوالاسود الدوئلی نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے علم نحو کے قواعد کو وضع کیا اور سب سے قبل جو ابواب لکھے وہ باب تعجب اور استفہام ہی تھے۔

موسیٰ بن اسماعیل اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ بصرہ میں سب سے پہلے علم نحو کو ایجاد کرنے والے حضرت ابوالاسود الدوئلی ہیں۔ چنانچہ حضرت عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک شخص زیاد کے پاس آیا جبکہ وہ امیر بصرہ تھے اس نے دعا دی کہ اللہ امیر بصرہ کو تندرستی سے نوازے۔

" توفی ابانا وترك بنونا" اس جملہ پر امیر بصرہ زیاد نے انتہائی سختی سے اس شخص سے دریافت کیا۔ توفی ابانا وترك بنو نا ؟ یعنی صحیح جملہ کہو "تو فی ابو نا و تر ك بنونا " اور پھر حکم صادر فرمایا کہ جاؤ میرے پاس ابوالاسود کو بلاؤ۔ لاؤ جب وہ تشریف لائے تو فرمایا میں نے جس کام سے آپ کو روکا تھا اب وہی کام آپ انجام دیں چنانچہ انہوں نے قواعد نحویہ جمع کرنا شروع کیے۔

چوتھا قول: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علم نحو کے پہلے موجد حضرت نصر بن عاصم رحمہ اللہ ہیں۔

پانچواں قول: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ علم نحو کے پہلے واضع عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج ہیں مگر یہ قول کسی حد تک درست نہیں ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے یہ علم یا تو حضرت ابوالاسود الدوئلی سے حاصل کیا یا میمون الاقرن سے حاصل کیا ہے۔

راجح قول: ترجیح دوسرے قول کو ہے اس لیے کہ کسی نے حضرت ابوالاسود الدوئلی سے سوال کیا کہ تم کو یہ علم نحو کہاں سے حاصل ہوا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں نے اس کی حدود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیکھی ہیں ابوعبیدہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ حضرت ابوالاسود الدوئلی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مصاحب رہے ہیں اور علم نحو میں آپ کے شاگرد بھی رہے ہیں۔

علماء نحات کے قرون

قرن اوّل: حضرت ابوالاسود الدوئلی کے تلامذہ نے اس علم کو ترقی دی ابوعمر بصری اور ان کے شاگرد خلیل بن احمد نے علم نحو کو باضابطہ مرتب و مہذب کیا۔ امام خلیل کے مشہور شاگرد امام سیبو یہ کی علم نحو پر جامع تصنیف "الکتاب" ہے۔ جو بعد میں آنے والے تمام نحویوں کا ماٗ خذ رہی ہے۔

قرن اوّل کے مشہور آئمہ نحو درج ذیل ہیں۔

۱۔عنبسہ بن معدان المعروف بعنبسہ الفیل (متوفی ۹۳ھ)

۲۔میمون الاقرن (متوفی ۱۰۲ھ) یہ دونوں ابوالاسود کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔

۳۔ابو بحر عبداللہ بن ابی اسحٰق حضرمی (متوفی ۱۱۷ھ) عربیت اور قرأت کے امام تھے امام یونس نحوی سے ان کی بابت دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ عبداللہ اور دریا دونوں برابر ہیں۔ فرزدق شاعر کی اغلاط پکڑتے فرزدق نے یہ شعر ان کی ہجو میں پڑھا:

فَلَوْ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ مَوْلٰى هَجَوْتُهٗ

وَ لٰكِنْ عَبْدُاللّٰهِ مَوْلٰى مَوَالِيًا

آپ نے فرمایا: تو نے اس شعر میں خطا کی ہے اس لیے کہ مَوْلٰی مَوَالِیًا کی بجائے مَوْلٰی مَوَالٍ ہونا چاہیے۔

۴۔ابوسلیمان یحیٰی بن یعمر التابعی (متوفی ۱۲۹ھ) ابوالاسود کے شاگرد ہیں۔

۵۔عطار بن ابی الاسود (متوفی ۱۳۰ھ) علم نحو میں ید طولی رکھتے تھے۔

قرن ثانی: ۱۔ابو عمر عیسیٰ بن عمر ثقفی (متوفی ۱۴۹ھ) علم نحو قرأت اور عربیت کے بڑے ماہر تھے ان کی فن نحو میں دو کتابیں ہیں "الاکمال" اور "الجامع" نہایت عمدہ تصانیف ہیں۔ جن کے متعلق خلیل نحوی نے کیا خوب کہا ہے:

ذَهَبَ النَّحْوُ جَمِيْعًا كُلُّهٗ غَيْرَ مَا اَحْدَثَ عِيْسٰى ابْنُ عُمَرَ

ذَاكَ اِكْمَالٌ وَ هٰذَا جَامِعٌ لِلنَّاسِ شَمْسٌ وَّ قَمَرٌ

۲۔ابوعمرو بن العلاء بن عمار بن عبداللہ التیمی المازنی (متوفی ۱۵۴ھ) ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے یہ بھی عربیت اور نحو کے مشہور عالم ہیں علم نحو نصر بن عاصم لیثی سے حاصل کیا مشہور ہے کہ علمی دفاتر سے ان کا گھر بھرا ہوا تھا۔جیسا کہ فرزدق نے کہا:

مَا زِلْتُ اُغْلِقُ اَبْوَاباًوَّ اَفْتَحُهَا

حَتّٰی اَتَیْتُ اَبَا عَمْرِوبْنِ عُمَّارِ

۳۔ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد بصری فراہیدی متوفی (۱۶۰ھ) فن عروض کے واضع ہیں علم عروض میں تقطیع کیا کرتے تھے۔

۴۔ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر المعروف سیبویہ (متوفی ۱۸۱ھ) متقدمین ومتأخرین میں علم نحو کے امام و پیشوا کہلاتے ہیں آپ کی کتاب ''الکتاب'' کتب نحو کے لیے امہات الکتب کا درجہ رکھتی ہے۔امام جاحظ نے معتصم باللہ کے وزیر محمد بن عبدالملک الزیات کو بطور تحفہ وہدیہ پیش کی تھی جوانہوں نے فراء نحوی کی میراث حاصل کی۔

۵۔ابوالحسن علی بن حمزہ الکسائی متوفی (۱۷۹ھ) نحو لغت وقرأت کے ماہر ہیں۔

۶۔ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء الکوفی (متوفی ۲۰۷ھ) علماء کوفہ کے امام لغت اور ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

قرن ثالث: ۱۔ابوالحسن سعید بن مسعدہ مجاشعی المعروف بأخفش (متوفی ۲۱۵ھ) امام سیبویہ کے شاگرد ہیں اور علماء بصرہ کے ممتاز آئمہ نحو میں سے ہیں ان کی مشہور تصنیف ”الاوسط فی علم النحو“ ہے۔

۲۔ابوعمرو صالح بن اسحٰق جرمی (متوفی ۲۲۵ھ) یہ نحو ولغت کے ساتھ ساتھ علم فقہ میں بھی دسترس رکھتے تھے علم نحو میں ان کی تصنیف ''الفرح'' نامی کتاب ہے۔

۳۔ابوعثمان بکر بن محمد بن عثمان المازنی البصری (متوفی ۲۴۹ھ) نحو وادب میں اپنے زمانہ کے امام کہلاتے تھے علم نحو میں آپ کی کتاب ”علل النحو“ مشہور ہے۔

۴۔ابوالعباس محمد بن یزید المعروف بالمبرد بصری (متوفی ۲۸۵ھ) عربیت اور فن نحو کے شیخ تھے۔علم النحو

میں ان کی کتاب "المقدمة" مشہور ہے۔

۵۔ابو العباس احمد بن یحییٰ المعروف بثعلب (متوفی ۲۹۱ھ) علم النحو میں ان کی تصنیف "الاوسط" معروف ہے۔

۶۔ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن السری بن سہل المعروف بزجاج نحوی (متوفی ۳۱۲ھ) اہل عربیت کے استاد تھے۔

۷۔ابو بکر محمد بن السری بن سہل المعرف السراج (متوفی ۳۱۶ھ) نحو وادب کے مشہور آئمہ سے ہیں۔

۸۔ابو الحسن محمد بن احمد المعروف بابن کیسان بغدادی (متوفی ۳۲۰ھ) علم نحو میں ان کی دو بڑی عمدہ تصانیف ہیں ایک "مهذب" اور دوسری "علل النحو"۔

قرن رابع: ۱۔ابو جعفر احمد بن محمد المعروف بنحاس نحوی (متوفی ۳۳۸ھ) علم نحو میں ان کی دو کتب مشہور ہیں ایک "تفاحه" اور دوسری "الكافی"

۲۔ابو القاسم عبد الرحمٰن بن اسحاق الزجاجی (متوفی ۳۳۹ھ) ان کی تصنیف "الجمل الكبيره" بڑی اہمیت کی حامل ہے جن کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب مسجد حرام میں بیٹھ کر لکھی اور ہر باب لکھنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے اپنے لیے مغفرت اور خلائق کے لیے اس سے انتفاع کی دعا کرتے۔

۳۔محمد بن مرزبان (متوفی ۳۴۵ھ) مشہور نحوی ہیں امام سیبویہ کی کتاب "الكتاب" کے پڑھانے پر سوا شرفیاں لیتے ورنہ پڑھاتے نہ تھے۔

۴۔ابو محمد عبد اللہ بن جعفر المعروف بابن درستویہ الفارسی (متوفی ۳۴۷ھ) مشہور نحوی ہیں علم نحو میں ان کی کتاب "الارشاد" نہایت مفید ہے۔

۵۔ابو سعید حسن بن عبد اللہ بن المرزبان المعروف بیسرانی (متوفی ۳۶۸ھ) فن عربیت میں بے مثال شخصیت تھے آپ کی عظیم الشان تصنیف امام سیبویہ کی کتاب کی شرح ہے۔

۶۔حسین بن احمد المعروف بابن خالویہ الھمدانی (متوفی ۳۷۰ھ) علم نحو میں "جمل" نامی تصنیف انہی

کی ہے۔

۷۔ابوعلی حسن بن احمد بن عبدالغفار الفارسی (متوفی ۳۷۷ھ) علمائے نحات کے امام تھے آپ کی نحو کے موضوع پر مشہور تصنیف "الایضاح" ہے جو کہ ۱۹۶ ابواب پر مشتمل ہے دوسری کتاب" التکملہ" ہے۔

۸۔ابوالحسن علی بن عیسیٰ الرمانی (متوفی ۳۸۲ھ) علم نحو ولغت وعلم فقہ اور علم کلام وغیرہ علوم میں ماہر ومتجر تھے۔

۹۔ابوالفتح عثمان بن جنی الموصلی (متوفی ۳۹۲ھ) بڑے اونچے درجہ کے ادیب اور علم نحو وتصریف میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابوعلی فارسی سے علم حاصل کیا اور چالیس سال تک استاد کی خدمت کرتے رہے آپ کی کتب " الخصائص "اور" اللمع " نحوی شاہکار ہیں۔

الغرض علم نحو کی ایجاد اور تدوین میں فضیلت کا سہرہ تو علمائے بصرہ کے سر ہے، انہیں سے علماء کوفہ نے علم نحو کو سیکھا پھر دونوں فریق شرح وتفصیل میں مشغول ہوگئے اور باہمی اختلاف رائے بھی پیدا ہوا جس کی بنیاد یہ تھی کہ اہل بصرہ زیادہ تر سماع کو ترجیح دیتے بصورت مجبوری قیاس کی اجازت دیتے جبکہ اہل کوفہ عموماً قیاس پر اعتماد کرتے تھے اہل کوفہ کو عباسیوں کی حمایت بھی حاصل رہی اس وجہ سے بھی کوفیوں کا موقف دارالخلافہ میں پھیلا ایک وقت آیا کہ فریقین میں اختلاف رائے کی وجہ سے دونوں شہر ویران ہوگئے اور علماء کی اکثریت بغداد میں منتقل ہوگئی ان دونوں مذہبوں کے آمیزے سے بغدادیوں کے مذہب نے بھی جنم لیا جیسا کہ اندلس میں علم نحو پہنچنے سے اندلسیوں کا مذہب پیدا ہوا۔یہی وجہ ہے کہ بغداد میں آنیوالے مؤلفین نے علماء بصرہ کے مذہب کو صرف اختلاف بتانے کی حد تک محدود رکھا لہٰذا انہوں نے اصول ومبادیات پر اکتفا کیا جیسا کہ ابن مالک نے تسہیل میں اور علامہ زمخشری نے مفصل میں ملحوظ رکھا۔

(واللہ اعلم)

مقدمۃ العلم

''مقدمۃ'' یا تو باب تفعیل سے ہے اس صورت میں متعدی ہوگا قَدِّمْ نَفْسَكَ یا تَقَدُّمْ باب تفعل سے ہے اس صورت میں لازم ہوگا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ مُقَدِّمَةُ الْجَيْشِ سے مأخذ ہے (مقدمہ دو طرح کا ہوتا ہے۔)

۱۔ مقدمۃ العلم: وہ معانی جن پر علم کا شروع کرنا موقوف ہو مثلاً تعریف، موضوع، غرض وغایت وغیرہ۔

۲۔ مقدمۃ الکتاب: اس مجموعہ کلام کو کہتے ہیں جو مقصود سے پہلے لایا جائے جس سے مقصود کا انتفاع اور مقصود سے ربط ہو۔

ہر علم کو جاننے کے کیلئے چند چیزوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس علم کو شروع کرنے والا اس میں بے بصیرت نہ سمجھا جائے۔

بعض کے نزدیک تین چیزیں ہیں۔(۱) تعریف العلم [1] (۲) موضوع العلم [2] (۳) غرض العلم [3]

بعض کے نزدیک تین مذکورہ اور چوتھی چیز وجہ تسمیۃ العلم بھی جاننا ضروری ہے۔

البتہ بعض کے نزدیک ہر جن کے آغاز میں ایک چیز کا جاننا مستحب اور تین چیزوں کا جاننا واجب ہے۔

مصنف و مؤلف کے حالات زندگی کا جاننا مستحب ہے اور تعریف، موضوع، غرض وغایت واہمیت کا جاننا واجب ہے۔

کچھ لوگوں نے ہر فن کے آغاز میں آٹھ چیزوں کا جاننا ضروری سمجھا ہے جنہیں وہ رؤس ثمانیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۱) تعریف (۲) موضوع (۳) غرض وغایت (۴) واضع علم (۵) تاریخ علم (۶) مقام ومرتبہ (۷) ثمرۃ العلم (۸) شارع کا حکم

---

(۱) تعریف کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اگر تعریف معلوم نہ ہو تو ایک مجہول چیز کا حصول لازم آئے گا جو عقلمند سے صادر نہیں ہو سکتا۔

(۲) موضوع کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اگر موضوع معلوم نہ ہو تو پھر ایک فن کے مسائل دوسرے فن میں تلاش کرنے کا اندیشہ ہوگا۔

(۳) غرض کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اگر غرض معلوم نہ ہو تو فعل عبث لازم آئے گا۔

بعض حضرات کے نزدیک ہر فن کے آغاز سے قبل دس چیزوں کا جاننا ضروری ہے جیسا کہ ابن ذکریؒ اور علامہ العصبان کا شعر ہے۔

أَنَّ مُبَادِیَ کُلِّ فَنٍّ عَشَرَةٌ ۔۔۔ اَلْحَدُّ وَالْمَوْضُوْعُ ثُمَّ الثَّمْرَةُ

وَفَضْلُهٗ وَنِسْبَتُهٗ وَالْوَاضِعُ ۔۔۔ وَالْاِسْمُ وَالْاِسْتِمْدَادُ

وَحِکْمُ الشَّارِعُ وَمَسَائِلُ ۔۔۔ وَالْبَعْضُ بِالْبَعْضِ اِکْتَفٰی

مَنْ دَرَی الْجَمِیْعَ حَازَ الشُّرَفَاءُ (۱)

نحو کی تعریف (۲)

لُغَةً: لفظ نحو لغت میں متعدد معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ امام داؤدی کا یہ شعر ہے۔

لِلنَّحْوِ سَبْعَ مَعَانٍ قَدْ اَتَتْ لُغَةً ۔۔۔ جَمَعْتُهَا فِیْ ضِمْنِ بَیْتٍ مُّفْرَدٍ کَمُلَا

قَصْدٌ وَّمِثْلٌ وَّمِقْدَارٌ وَّنَاحِیَةٌ ۔۔۔ نَوْعٌ وَّبَعْضٌ وَّصَرْفٌ فَاحْفَظِ الْمَثَلَا (۳)

(۱) ترجمہ: یقیناً ہر فن کی ابتدائی دس چیزیں ہیں۔ تعریف اور موضوع پھر فائدہ اور اہمیت اور اس کی نسبت اور بنانے والا اور اس فن کا نام اور کن علوم سے مدد لیتا ہے۔ اور شارع کا حکم اور اس فن کے مسائل۔ ان میں بعض دوسرے بعض کے ساتھ کفایت کرتے ہیں اور جو شخص تمام کو جان لے وہ شرفاء کے مرتبہ کو پالیتا ہے۔ ان مذکورہ اشیاء کے مجموعہ کو اہل علم کے نزدیک مقدمۃ العلم یا مبادیات فن کہا جاتا ہے۔

(۲) تعریف کا لغوی معنی ما یعرف به الشیء (وہ چیز جس سے کسی چیز کو پہچانا جائے)۔ تعریف کا اصطلاحی معنی مَا یُمَیَّزُ بِهِ الشَّیْءُ عَنْ جَمِیْعِ مَّا عَدَاهُ (وہ چیز جس کے ذریعے کسی چیز کو اس کے ماسوا سے جدا کیا جائے)

(۳) نحو کے لغوی اعتبار سے سات معنی ہیں میں نے ین کو مکمل طور پر ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔ قصد، مثل، مقدار، ناحیہ، نوع، بعض، صرف پس آپ مثالوں کو یاد کر لیں۔

بعض نحوی لغوی معنی کی وضاحت کیلئے یہ شعر پڑھتے ہیں۔

نَحَوْنَا نَحْوَ نَحْوِكَ يَا حَبِيْبِي نَحَوْنَا نَحْوَ أَلْفٍ مِّنْ رَقِيْبٍ

وَجَدْنَاهُمْ مَرْضٰى نَحْوَ قَلْبِي تَمَنَّوْا مِنْكَ نَحْوًا مِّنْ زَبِيْبٍ [1]

اَمْثِلَةٌ:

(۱) **قصد:** نَحَوْتُ نَحْوَ الْكَعْبَةِ (۲) **مثل:** سَعْدٌ نَحْوُ سَعِيْدٍ

(۳) **مقدار:** هُمْ نَحْوُ أَلْفٍ، عِنْدِيْ نَحْوُ أَلْفِ دِيْنَارٍ (۴) **ناحیہ:** هُنَّ نَحْوَ الْبَيْتِ عَامِدَاتٌ

(۵) **نوع:** هٰذَا عَلٰى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ (۶) **بعض:** سَمِعْتُ نَحْوَ كَلَامِكَ

(۷) **صرف:** نَحَوْتُ إِلَيْهِ بَصَرِيْ

(دیگر معانی کیلئے)

(۸) **فصاحت:** مَا أَحْسَنَ نَحْوَكَ فِي الْكَلَامِ (۹) **طریق (راستہ):** هٰذَا نَحْوٌ مُسْتَوِيٌّ

(۱۰) **اعراض:** ثُمَّ يَتَنَحّٰى عَنْ ذَالِكَ الْمَكَانِ (۱۱) **قبیلہ (برادری):** نَحْوُنَا نَحْوُكَ

(۱۲) **صیانت:** يَا مَلَائِكَتِي أُنْحُوْهُمْ عَنِ النَّارِ (اى صُوْنُوْهُمْ) كَمَا نَحَوْا كَلَامِيْ عَنِ الْخَطَأِ

اِصْطِلَاحًا: هُوَ عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ يُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْإِعْرَابِ وَ الْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ [2]۔

علم نحو دراصل ان اصولوں کا نام ہے جنہیں عمل میں لا کر معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے اسم و فعل و حرف کے اواخر کا پتہ چلتا ہے۔

---

(۱) ہم نے قصد کیا تیرے قبیلے کی طرف اے میرے دوست ہم نے قصد کیا اندازاً ایک ہزار رقیبوں کا ہم نے انہیں اپنے جیسا مریض پایا۔ انہوں نے تمنا کی تجھ سے ایک قسم کی کشمش کی۔

(۲) یہ تعریف جامع مانع ہے یعنی جَامِعٌ لِجَمِيْعِ أَفْرَادِهٖ وَمَانِعٌ لِدُخُوْلِ غَيْرِهٖ فِيْهِ اسکو حد تام کہا جا سکتا ہے۔ (الطرد والعکس)

موضوع[1]: اَلْكَلِمَةُ وَ الْكَلَامُ (۲) لفظ موضوع (مفرد ہو یا مرکب)

غرض وغایت[2]: (۱) صِیَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَأِ اللَّفْظِیِّ فِیْ كَلَامِ الْعَرَبِ۔

(۲) عبارت میں کلمہ کے آخر میں کوئی اعرابی یا بنائی غلطی نہ ہو۔

(۳) انسان روزمرہ کی بول چال اور تحریرِ عبارات میں ہر قسم کی خطأ ترکیبی سے محفوظ رہے۔

(۴) گفتگو کے وقت معانی وضعیہ پر تراکیب کلام کو تطبیق دینے اور کلمات کو باہم ملا کر تلفظ کرنے میں غلطی سے بچا جائے۔

(۱) **موضوع**: وضع سے مشتق ہے لغت میں معنی نہادن۔ رکھنا اسم مفعول کا صیغہ ہے معنی رکھا ہوا۔ موضوع پانچ چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ (۱) الفاظ (۲) خطوط (۳) اشارات (۴) عقود (۵) نصب۔ آخری چار دوال اربعہ کہلاتی ہیں۔ اصطلاحاً دو طرح سے وضاحت کی جاتی ہے۔

(۱) تَخْصِیْصُ الشَّیْءِ بِالشَّیْءِ اِذَا اُطْلِقَ شَیْءٌ اَوْ اُحِسَّ فُهِمَ مِنْهُ الشَّیْءُ الثَّانِیْ (ایک شئے کو دوسرے شئے کے ساتھ اس طرح خاص کرنا کہ جب پہلی (شئے) بولی یا محسوس کی جائے تو دوسری (شئے) سمجھ میں آجائے۔ مثلاً لفظ چاقو دستے اور پھل کے لئے مخصوص ہے جب بھی لفظ چاقو بولا جائے تو پھل اور دستہ سمجھ میں آتا ہے۔

(۲) مَا یُبْحَثُ فِیْهِ عَنْ عَوَارِضِهِ الذَّاتِیَةِ (یعنی کسی چیز کے حالات ذاتیہ کے بارے بحث کی جائے) تو جس علم میں کسی چیز کے حالات ذاتیہ کے بارے بحث ہو وہ چیز اس علم کا موضوع ہوا کرتی ہے یوں ہر علم کا اپنا ایک موضوع ہوتا ہے جس میں اس کے عوارض ذاتیہ کے سلب وثبوت سے بحث ہوتی ہے جیسے علم طب کہ اس میں امراض جسم انسانی کو لاحق ہوتے ہی اور علاج کے ذریعے انکا تدارک کیا جاتا ہے لھذا جسم انسانی علم طب کا موضوع ہوا ایسے علم تفسیر کا موضوع ''قرآن مجید'' علم قراۃ کا موضوع ''الفاظ قرآن'' اور علم کا موضوع ''آپ ﷺ کی ذات بحیثیت رسول ﷺ'' اصول حدیث کا موضوع ''راوی ومروی'' فقہ کا موضوع ''مکلّف کا فعل وعمل'' اصول فقہ کا موضوع ''ادلہ اربعۃ واحکام'' میراث کا ''ترکہ میت اور وارثین'' علم کلام وعقائد کا ''ذات وصفات باری تعالیٰ'' علم منطق کا ''معرف تصورات وحجۃ تصدیقات'' حساب کا ''اعداد ومقادیر'' علم صرف کا ''کلمات ثلاثۃ'' اور نحو کا ''کلمہ اور کلام ہے۔ کیونکہ نحو میں کلمہ وکلام کے عوارض ذاتیہ یعنی معرب ومبنی، منصرف وغیر منصرف، مفرد تثنیہ جمع مذکر مؤنث وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔

(۲) غرض کا لغوی معنی نشان اصطلاحی مَا یَكُوْنُ بَاعِثًا لِلْفِعْلِ (یعنی وہ چیز جو کسی کام پر ابھارنے والی ہو)

الكلمة (١)

لُغَةً: کَلِمَةٌ کے اصل میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ مستقل لفظ ہے اور بعض کے نزدیک یہ کَلْم سے مشتق ہے جسکا معنی ہے زخم لگانا بعض کلمات کی تأثیر اس قدر ہوتی ہے کہ وہ تلوار سے بھی زیادہ زخم لگاتے ہیں بسا اوقات زبان کا گھاؤ تیر و تلوار سے بھی زیادہ دیرپا ہوتا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے (طَعْنُ اللِّسَانِ اَشَدُّ مِنْ ضَرْبِ السِّنَانِ) یعنی زبان کا زخم نیزے کے زخم سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے۔ جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِّیَامُ وَلَا یَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

(نیزوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں مگر جو زخم زبان لگائے وہ مندمل نہیں ہوتے)

کسی نے کیا خوب کہا۔ چھری کا تیر تلوار کا تو گھاؤ بھرا لگا جو زخم زبان کا تو رہا ہرا بھرا

بات جو زبان سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اِصْطِلَاحًا: (ا) اَلْکَلِمَةُ لَفْظٌ (٢) وُضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ

(ا) الکلمة: میں "ة" وحدت کی ہے اور بغیر "ة" کے کلم جنس ہے جیسے تَمْرَةٌ سے تَمْرٌ قرآن مجید میں ہے اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ اگر جمع ہوتا تو الطَّیِّبَةُ آتا۔ اور کلمة کا اطلاق کبھی پوری کلام پر ہوتا ہے جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِیْ ---- کَلَّا اِنَّهَا کَلِمَةٌ۔ ایسے ہی کلمہ استرجاء، اخلاص، بسملہ، حوقلہ۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا "لَقَدْ قُلْتِ کَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْ"۔ وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَةَ الْکُفْرِ۔ قُلْ یَا اَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ۔

کَلَامُنَا لَفْظٌ مُفِیْدٌ کَاسْتَقِمْ اِسْمٌ وَّفِعْلٌ ثُمَّ حَرْفٌ اَلْکَلِمُ

وَاحِدُهٗ کَلِمَةٌ وَالْقَوْلُ اَعَمّْ وَکَلِمَةٌ بِهَا کَلَامٌ قَدْ یُؤَمّْ

(٢) اَلْکَلِمَةُ مبتدا اور لَفْظٌ خبر ہے اس میں مطابقت نہیں اس لیے کہ مطابقت کی چند شرائط ہیں (ا) کَوْنُ الْخَبَرِ مُشْتَقًّا جبکہ لفظ مصدر ہے (٢) دونوں اسم ظاہر ہوں (هِیَ اسْمٌ) (٣) کَوْنُ الْخَبَرِ حَامِلٌ لِضَمِیْرِ الْمُبْتَدَاِ (زَیْنَبُ وَسَقَرُ وَمَاهٌ وَحُوْرٌ مُمْتَنِعٌ) (٤) لَایَکُوْنُ الْخَبَرُ صِفَةً یَسْتَوِیْ فِیْهِ الْمُذَکَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ۔ اَلْمَرْاَةُ جَرِیْحٌ۔ اَلصَّلَاةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (٥) لَایَکُوْنُ الْخَبَرُ صِفَةً خَاصَّةً لِلْمُؤَنَّثِ۔ اَلْمَرْاَةُ حَائِضٌ طَالِقٌ

(۲) کلمہ وہ لفظ ہے جو ایک معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

لفظ (تعریف و تقسیم)

لُغَۃً: لَفَظَ یَلْفِظُ لَفْظًا مصدر بمعنی الرمی پھینکنا سے مفعول پھینکا ہوا جیسے محاورۃ ہے اَکَلْتُ التَّمْرَۃَ وَلَفَظْتُ النَّوَاۃَ (میں نے کھجور کھالی اور گٹھلی پھینک دی) اور ایسے ہی محاورہ ہے لَفَظَتِ الرَّحٰی الدَّقِیْقَ (چکی نے آٹا باہر پھینک دیا)

گویا پھینکنا کئی طرح سے
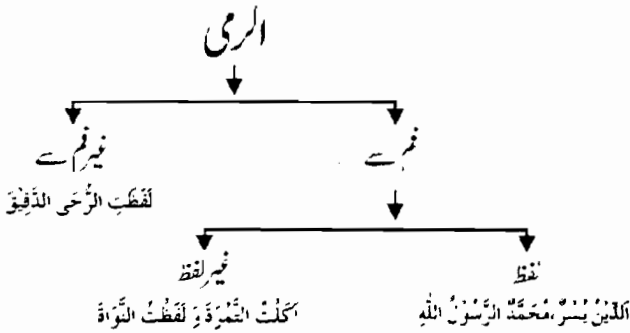
اِصْطِلَاحًا: کُلُّ مَایَتَلَفَّظُ بِہِ الْاِنْسَانُ قَلِیْلًا کَانَ اَوْ کَثِیْرًا مُهْمَلًا کَانَ اَوْ مَوْضُوْعًا حَقِیْقَۃً کَانَ اَوْ حُکْمًا مُفْرَدًا کَانَ اَوْ مُرَکَّبًا (۱)

(۲) جو بول انسان کے منہ سے نکلے اسے لفظ کہتے ہیں۔

لفظ

موضوع (مستعمل، مفید، بامعنی)

مہمل (غیر مستعمل، غیر مفید، بے معنی) ← (دیز)
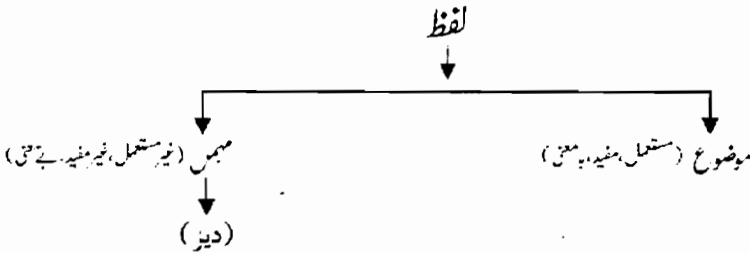
(۱) یہ تعریف اللہ تعالیٰ کی کلام جیسے (الفاظ قرآن) اور جنوں کی کلام جیسے (قَبْرُ حَرْبٍ بِمَکَانٍ قَفْرٍ) اور فرشتوں کی کلام کَقَوْلِ جِبْرَئِیْلَ (اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ نَهَرًا مِنْ لَبَنٍ لِعَلِیٍّ وَحُسَیْنٍ وَحَسَنٍ) کو بھی شامل ہے کیونکہ انسان ان تمام کا بھی تلفظ کر سکتا ہے۔

☆ **نوٹ:** نحوی صرف لفظ موضوع کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔

لفظ
- موضوع
  - مفرد (کلمہ)
    - اسم
      - باعتبار اعراب وبناء: معرب، مبنی
      - باعتبار عموم وخصوص: معرفہ، نکرہ
      - باعتبار جنس: مذکر، مؤنث
      - باعتبار افراد: مفرد، تثنیہ، جمع
      - باعتبار [illegible]: قیاسی، سماعی
      - باعتبار معنی: بالواسطہ، بلاواسطہ
    - فعل
    - حرف
  - مرکب (کلام)
- مہمل
  - (دیز)
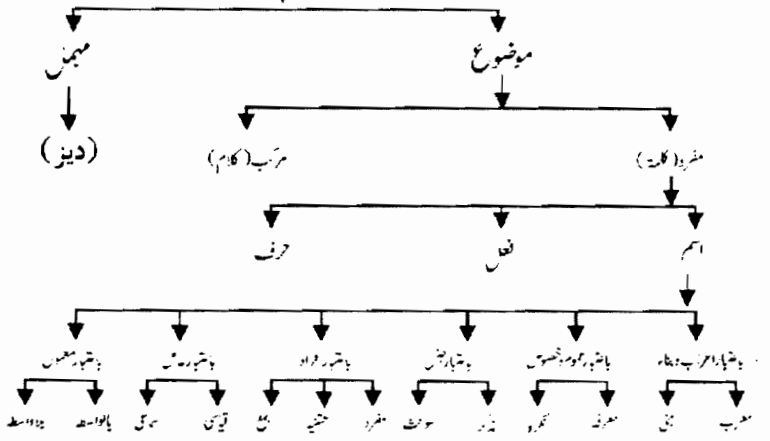
مفرد (کلمۃ) کی تعریف وتقسیم (1)

لُغَۃً: مفرد باب افعال سے اسم مفعول ہے جسکا معنی الگ کیا ہوا۔

اصطلاحًا: مفرد وہ اکیلا لفظ جو اپنا معنی دے۔

اس کی کل تین قسمیں ہیں۔
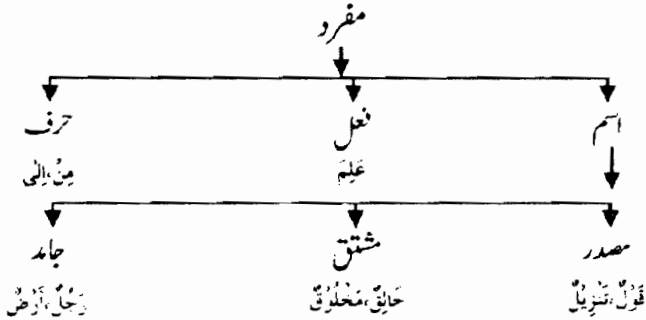
(1) مفرد اصل ہے اور مرکب مفرد کی معرفت پر موقوف ہے۔ وَالْمَوْقُوْفُ عَلَيْهِ مُقَدَّمٌ طبعًا على الْمَوْقُوْفِ فَقُدِّمَ وَضْعًا لِيُوَافِقَ الْوَضْعُ الطَّبْعَ۔ کلمہ مقسم ہے اسم اور فعل ایک دوسرے کے قسیم ہیں اور ان میں سے ہر ایک کلمہ کی قسم ہے [illegible] کو تقسیم کہتے ہیں۔

وجہ حصر: یہ حصر استقرائی ہے یعنی کلام عرب میں تتبع ،تلاش اور غور فکر کرنے کے بعد یہی تین قسمیں ملیں۔

دلیل حصر: کلمہ اپنے معنی پر خود دلالت کریگا یا دلالت نہیں کریگا اور اگر خود دلالت نہیں کریگا تو حرف اور اگر خود دلالت کرے گا تو یہ کسی زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہوگا یا ملا ہوا نہیں ہوگا اگر ملا ہوا ہو تو فعل اور اگر ملا ہوا نہ ہو تو اسم ہوگا۔

اسم

لُغَةً: اس کے مشتق منہ کے بارے بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے۔

بصری نحات کا مؤقف: لفظ اسم سَمَا يَسْمُو سُمُوًّا [1] ناقص واوی سے مشتق ہے یاسِمْوٌ سے جسکا معنی العلو والارتفاع (بلند ہونا)

وجہ تسمیہ: اسم کو اسم اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے مسمّٰی کیلئے رفعت اور بلندی کا سبب ہوتا ہے اور اس لیے بھی کہ اسم اپنے مدمقابل دونوں قسیموں سے بلند ہوتا ہے۔

بلندی کی وجوہات: (۱) اسم مسند اور مسند الیہ دونوں بن سکتا ہے۔ جبکہ فعل صرف مسند اور حرف کچھ بھی نہیں بنتا۔

(۲) دو اسموں سے ملکر کلام بن جاتی ہے جبکہ دو فعلوں اور دو حرفوں سے ملکر کلام نہیں بنتی۔

(۳) اسم محتاج الیہ (اللہ) فعل محتاج بہ (کام) اور حرف دونوں کا محتاج (بندہ) ہوتا ہے۔

(۴) فعل اشتقاق میں اسم کا محتاج ہے اور حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دونوں کا محتاج ہے لہٰذا محتاج الیہ اونچا اور بلند ہوتا ہے۔

اسم کے سُمُوٌّ سے مشتق ہونے کی دلیل: اسم کی جمع اسماء آتی ہے جو کہ اصل اسماوٌ ہے اور تصغیر سُمَيٌّ اور ماضی مجہول سُمِيَتُ اور مصدر مجرد سُمُوًّا اور مزید فیہ تَسْمِيَةٌ آتا ہے سَمَوْتُ اِلَيْهِ بَصَرِیْ وَ

---

(۱) درخواست لکھتے ہوئے صَاحِبُ السُّمُوّ لکھا جاتا ہے ہر امیر کا لقب بھی صَاحِبُ السُّمُوّ ہے۔ يُقَالُ فُلَانٌ مِنْ مُسْمَّى قَوْمِهٖ اَىْ مِنْ خِيَارِهِمْ۔

سَمَّيْتُهٗ وغیرہ اسم کے ناقص واوی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

سِمْوٌ سے اسم بننے کی صورت: (۱) آخر سے واو کو حذف کیا اور سین کی حرکت اس کے مابعد میم کو دے دی جب سین ساکن ہو گیا تو ابتداء کرنے کے لیے شروع میں ہمزہ وصلی لے آئے۔

(۲) آخر سے واو کو حذف کیا اور اسکے عوض شروع میں ہمزہ مکسور لے آئے اور سین کو تخفیفاً ساکن کر دیا تو اسم ہوا۔

کوفی نحات کا مؤقف: وسم سے مشتق ہے جس کا معنی علامت ہے اسم کو اسم اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے مسمّٰی کیلئے علامت ہوتا ہے یا یہ اپنے معنی پر علامت ہوتا ہے۔

وسم سے اسم بننے کی صورت: وسم سے واؤ جو کہ ف کلمہ میں تھی حذف کر دیا اور اسکے عوض ہمزہ وصلی لے آئے۔ بعض کے نزدیک اس کے مشتقات قلب پر محمول ہیں یعنی سَمّٰی یُسَمِّیْ اصل میں وَسَّمَ یُوَسِّمُ اور اَسْمَاءٌ اَوْسَامٌ اور سَمِیٌّ وسیم تھا لیکن یہ مؤقف ظاہر کے خلاف ہے۔

راجح مؤقف: بصریوں کا ہے کہ ناقص ہے مثال نہیں اس لیے صرف صغیر کرتے وقت سَمّٰی یُسَمِّیْ تَسْمِیَةً اور سَمَا یَسْمُوْ سُمُوًّا آتا ہے اور اگر یہ مثال ہوتا تو صرف صغیر وَسَمَ یَسِمُ وَسْمًا آتی۔

اِصْطِلَاحًا: کَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ نَفْسِهَا غَیْرَ مُقْتَرَنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ اَعْنِیْ اَلْمَاضِیُ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالَ کَرَجُلٍ وَعِلْمٍ۔

اسم کے خواص وعلامات

خواص خاصۃ کی جمع ہے خاصہ کہتے ہیں مَاتُوْجَدُ فِیْ شَیْءٍ وَلَاتُوْجَدُ فِیْ غَیْرِہٖ

خاصہ کی اقسام: اسم کے خاصہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **شاملہ:** وہ خاصہ ہے جو ایک حقیقت والے تمام افراد میں پایا جائے جیسے اَلْاِنْسَانُ کَاتِبٌ بِالْقُوَّةِ یا فعل کا مسند ہونا۔

(۲) **غیر شاملہ:** وہ خاصہ ہے جو ایک حقیقت والے تمام افراد میں نہ پایا جائے بلکہ بعض میں موجود ہو۔

جیسے اَلْاِنْسَانُ کَاتِبٌ بِالْفِعْلِ یا اسم کا مسند ہونا۔

لفظی: جو لفظوں میں موجود ہوں مثلاً (۱) الف لام۔ جیسے اَلْحَمْدُ (۲) حرف جر۔ جیسے بِاللّٰہِ (۳) حرف نداء۔ جیسے یَا اَللّٰہُ (۴) تائے تانیث متحرکہ۔ جیسے مُسْلِمَةٌ (۵) یائے نسبت۔ جیسے مَدَنِیٌّ (۶) تنوین۔ جیسے خَاشِعًا

معنوی: جو لفظوں میں موجود نہ ہوں (۱) اضافت۔ جیسے بَیْتُ اللّٰہِ (۲) مسند الیہ۔ جیسے اَللّٰہُ خَالِقٌ (۳) فاعل ہونا۔ جیسے قَالَ اللّٰہُ (۴) مفعول ہونا۔ جیسے خَلَقَ اللّٰہُ الْاِنْسَانَ (۵) موصوف۔ جیسے طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ (۶) ذوالحال ہونا جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا (۷) تمیز ہونا۔ جیسے اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِسْمًا (۸) مستثنیٰ ہونا۔ جیسے سَجَدَ الْمَلَائِکَةُ اِلَّا اِبْلِیْسَ (۹) منادیٰ ہونا۔ جیسے یَا اَللّٰہُ (۱۰) معرفہ ہونا جیسے مُحَمَّدٌ (۱۱) نکرہ ہونا۔ جیسے نَبِیٌّ (۱۲) مذکر ہونا۔ جیسے رَجُلٌ (۱۳) مؤنث ہونا۔ جیسے اِمْرَاَةٌ (۱۴) تثنیہ ہونا۔ جیسے مُسْلِمَانِ (۱۵) جمع ہونا۔ جیسے مُسْلِمُوْنَ (۱۶) مصغر ہونا جیسے رُجَیْلٌ (۱۷) مکبر ہونا۔ جیسے اَبٌ (۱۸) منسوب ہونا۔ جیسے مَکِّیٌّ (۱۹) منصرف ہونا۔ جیسے نُوْحٌ (۲۰) غیر منصرف ہونا۔ جیسے یُوْسُفُ

اسم کی تقسیم اول (باعتبار اعراب وبناء)
یعنی آخری حرف پر اعراب کی تبدیلی کے اعتبار سے اسم کی تقسیم
اسم
معرب
(اسم متمکن)
مبنی
(اسم غیر متمکن)
معرب بالحرکت (ُ َ ِ)
معرب بالحرف (واؤ، الف، یٰ)
لفظی
تقدیری
مخلوط
۱۔مفرد منصرف صحیح (عَیْشٌ)
۲۔جاری مجری صحیح (عَفْوٌ، ظَبْیٌ)
۳۔جمع مکسر منصرف (کُتُبٌ، اَبْرَارٌ)
۴۔جمع مؤنث سالم (مُؤْمِنَاتٌ)
۵۔اسم غیر منصرف (یُوْسُفُ)
۱۔غیر جمع مذکر سالم
مضاف الی یاء المتکلم (یَا عِبَادِیْ)
۲۔اسم مقصور (عِیْسٰی)
۱۔اسم منقوص
(دَاعِیٌ)
لفظی
تقدیری
کلا، کلتا جب اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں
(کِلَا الرَّجُلَیْنِ، کِلْتَا الْمَرْأَتَیْنِ)
مخلوط
جمع مذکر سالم
مضاف الی یاء المتکلم (مُسْلِمِیَّ)
اسمائے ستہ مکبرہ
تثنیہ
جمع مذکر سالم
اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ
فَمٌ، هَنٌ، ذُوْ
حقیقی
مُسْلِمَانِ
صوری
اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ
معنوی
کِلَا، کِلْتَا
حقیقی
مُسْلِمُوْنَ
صوری
عِشْرُوْنَ
معنوی
اُوْلُوْ

اسماء معرب کے اعراب کی تفصیل:

(۱) رفع پیش سے نصب زبر سے جر زیر سے یہ اعراب مفرد منصرف صحیح، جاری مجری صحیح، جمع مکسر منصرف کو آتا ہے۔

(۲) رفع پیش سے نصب اور جر زیر سے یہ اعراب جمع مؤنث سالم کو آتا ہے۔

(۳) رفع پیش سے نصب و جر زبر سے یہ اعراب غیر منصرف کو آتا ہے۔

(۴) رفع واؤ سے نصب الف سے جر یاء سے یہ اعراب اسمائے ستہ مکبرہ مشروطہ کو آتا ہے۔

(۵) رفع الف سے نصب و جر یاء ماقبل مفتوح سے تثنیہ کو آتا ہے۔

(۶) رفع واؤ سے نصب و جر یاء ماقبل مکسور سے جمع مذکر سالم کو آتا ہے۔

(۷) رفع ضمہ تقدیری سے نصب فتحہ تقدیری سے جر کسرہ تقدیری سے یہ اعراب اسم مقصور اور جو اسم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو علاوہ جمع مذکر سالم کے آتا ہے۔

(۸) رفع ضمہ تقدیری سے نصب فتحہ لفظی جر کسرہ تقدیری سے اسم منقوص کو آتا ہے۔

(۹) رفع واؤ تقدیری سے نصب و جر یاء لفظی سے یہ اعراب جمع مذکر سالم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو آتا ہے۔

اسم معرب[1]
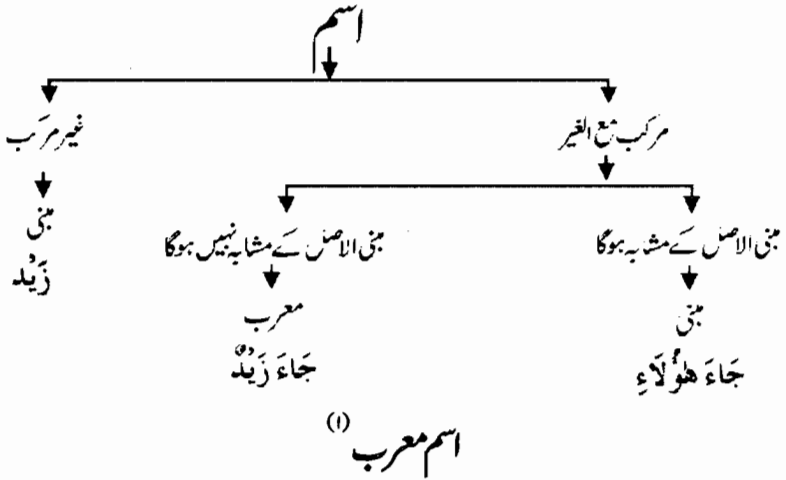
لُغَۃً: (۱) معرب اِعْرَابٌ سے مشتق ہے جسکا معنی ظہور یا اظہار ہے۔ مثلاً اَلثَّیِّبُ تُعْرَبُ مِنْ نَفْسِهَا

---

(۱) معرب کو مبنی پر اس لیے مقدم کیا کہ (۱) معرب اشرف ہے اس لیے کہ تکلم سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مخاطب کو فاعل و مفعول و مضاف الیہ کا علم ہو اور یہ غرض معرب میں ظاہری اعراب اور علامات سے حاصل ہوتی ہے بخلاف مبنی کے کیونکہ اس میں علامات ظاہر نہیں ہوتی اور جس چیز میں حصول غرض ظاہر ہو وہ اشرف ہے۔

(۲) یا حقیقت اسم پر باقی رہتا ہے فعل و حرف سے مشابہ نہیں ہوتا۔

(۳) معرب کے مباحث زیادہ ہیں مرفوعات، منصوبات، مجرورات وغیرہ۔

(۴) معرب پر اعراب لفظی و تقدیری دونوں آتے ہیں اور مبنی پر صرف اعراب محلی آتا ہے اعراب لفظی اصل اور اعراب محلی فرع ہے لہٰذا معرب اصل اور مبنی فرع اس لیے معرب کو مقدم کیا۔

(الحدیث) لفظ معرب اسم ظرف برائے مکان ہے ظہور یا اظہار کی جگہ یعنی وہ کلمہ جس کے آخر میں معانی ثلاثہ کا ظہور یا اظہار ہوتا ہے معانی ثلاثہ سے مراد (فاعلیت، مفعولیت، اضافت) ہے رفع سے فاعلیت اور نصب سے مفعلولیت اور جر سے اضافت کا اظہار ہوتا ہے۔

(۲) معرب عَرِبَ يَعْرَبُ بروزن سَمِعَ يَسْمَعُ سے مشتق ظرف ہے۔ مثلاً عَرِبَتْ مِعْدَتُهٗ اَیْ فَسَدَتْ باب افعال أعرب میں خاصہ سلب مأخذ[1] یعنی ازالہ فساد کی جگہ یعنی جب کسی اسم کے آخر میں

فاعلیت، مفعولیت، اور اضافت کی وجہ سے زبر زیر پیش حرکات آئیں گی تو التباس ختم ہو جائے گا۔

(۳) معرب عَرُبٌ سے مشتق ہے جسکا معنی فصیح و بلیغ جو عجم کی ضد ہے جسکا معنی گونگا کیونکہ اسم معرب آخر کے لحاظ سے اعراب کی وجہ سے واضح ہوتا ہے لھذا أعرب سے اسم مفعول ہوگا واضح کیا ہوا۔

اِصْطِلَاحًا: (۱) اَلْمُرَكَّبُ الَّذِیْ لَمْ يُشْبِهُ مَبْنِیَ الْاَصْلِ یعنی وہ اسم مرکب جو مبنی الاصل کے مشابہہ نہ ہو۔

(۲) مَا يَتَغَيَّرُ آخِرُهٗ بِسَبَبِ الْعَوَامِلِ الدَّاخِلَةِ عَلَيْهِ یعنی جس اسم کا آخر اس پر داخل ہونے والے عوامل کی وجہ سے تبدیل ہو جائے۔

اسم معرب کا حکم: اَنْ يَّخْتَلِفَ آخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ (اسکا آخر اختلاف عوامل کے ساتھ مختلف ہوتا ہے)

اسم معرب میں تین چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔(۱) عامل (۲) اعراب (۳) محل اعراب

عامل کی تعریف: هُوَ مَا يَدْخُلُ عَلَى الْكَلِمَةِ فَيُؤَثِّرُ فِیْ آخِرِهَا بِالرَّفْعِ اَوِ النَّصْبِ اَوِ الْجَرِّ اَوِ الْجَزْمِ (عامل وہ ہے جو کسی کلمہ پر آئے اور اس کلمہ کے آخر میں رفع، نصب، جر، جزم کا عمل کرے)

اعراب کی تعریف: هُوَ اَثَرٌ ظَاهِرٌ اَوْ مُقَدَّرٌ يَجْلِبُهُ الْعَامِلُ فِیْ آخِرِ الْكَلِمَةِ (وہ ظاہری یا پوشیدہ اثر جسے عامل کلمہ کے آخر میں کھینچ کر لائے)

(۱) اَعْذَرَ اللّٰهُ اِمْرَءً ا، وَالَّذِیْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ

أقسام الاعراب

اصلیة — بالحرکت (ـُـ ـَـ ـِـ)

فرعیہ — بالحرف (واؤ، الف، ی)

معرب ومبنی کا اعراب

معرب — انواع (رفع، نصب، جر، جزم)

مبنی — القاب (ضم، فتح، کسر، وقف، عند البصریین)
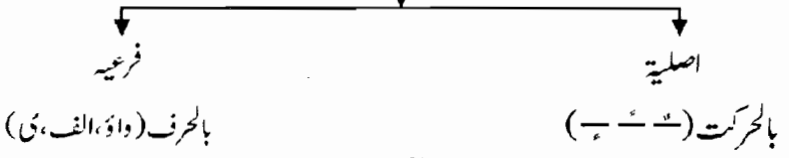
ضمہ، فتحہ، کسرہ کا اطلاق معرب ومبنی دونوں کے اعراب پر ہوتا ہے۔

اسم اور فعل کا اعراب

اسم (رفع، نصب، جر)

فعل (رفع، نصب، جزم)

اسم معرب کا اعراب تین طرح کیوں؟ اسم معرب کا اعراب تین طرح کا اس لیے ہے کہ اعراب کو جن معانی کیلئے وضع کیا گیا وہ صرف تین ہیں (۱) فاعلیت کیلئے رفع (۲) مفعولیت کیلئے نصب (۳) اضافت کیلئے جر

س: رفع مرفوعات کے ساتھ نصب منصوبات کے ساتھ اور جر مضاف الیہ کے ساتھ خاص کیوں؟

ج:	مرفوعات	منصوبات	مجرورات
افراد	۸ قلیل	۱۲ کثیر	۱
	اعراب رفع ثقیل	نصب خفیف	جر

قلت خفت کا باعث ہوتی ہے جبکہ کثرت ثقل کا لھذا مرفوعات کو رفع ثقیل دے دیا اور منصوبات کو نصب خفیف حرکت دے دی تاکہ دونوں میں توازن برقرار ہوجائے باقی جر تھی وہ مضاف الیہ کو دے دی۔

رفع، نصب، جر کی وجہ تسمیہ: رفع: کو رفع اس لیے کہتے ہیں کہ رفع کا معنی بلند اور اٹھانا، ادائیگی کے وقت ہونٹ اوپر کو اٹھتا ہے یا یہ مرتبہ میں اپنے قسیموں سے بلند ہے کیونکہ یہ کلام میں عمدہ کا علم ہے۔

نصب: کا معنی گاڑنا، ادائیگی کے وقت ہونٹ ٹھہر جاتے ہیں یا یہ کلام میں فضلہ کو نصب دیتا ہے۔

جر: کا معنی کھینچنا، ادائیگی کے وقت نیچے والا ہونٹ نیچے کی طرف آتا ہے یا اس لئے کہ جر کا عامل حرف جر فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول کے ساتھ کھینچ کر ملا دیتا ہے۔

محل اعراب: اسم کا وہ آخری حرف ہے جس پر اعراب آتا ہے۔

س: اعراب کل چھ تین بالحرکت اور تین بالحرف اور اسما معربہ کی تو حالتیں ہیں تو چھ اعراب کو نو حالتوں میں کیسے تقسیم کیا۔
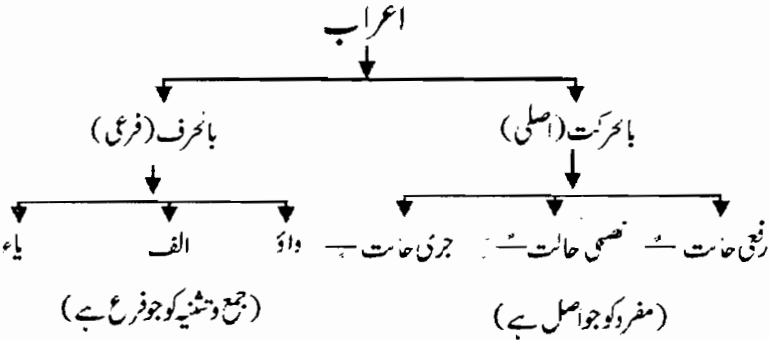
اسماء میں مفرد اصل ہے لہٰذا اسکو اصلی اعراب بالحرکت دے دیا تثنیہ و جمع فرع ہیں انکو اعراب فرعی دیا گیا تثنیہ و جمع کی عمدہ حالت رفعی ہے اس لیے تثنیہ کی رفعی حالت میں الف اور جمع کی رفعی حالت میں واؤ دے دی اس لیے کہ فعل میں دونوں فاعل مرفوع کی علامت ہیں ضربا، ضربوا باقی حالتیں چار تثنیہ و جمع کی نصبی و جری اور اعراب صرف یاء ہے تو یاء جری حالت میں دونوں کو دے دی اس لیے کہ یاء جری کو چاہتی ہے تو نصب کیلئے کوئی اعراب نہیں تھا اس لیے دونوں کی نصبی حالت کو جری حالت کے تابع کر دیا تثنیہ جمع میں فرق کرنے کیلئے تثنیہ میں یاء ماقبل مفتوح اور ''ن'' مکسور کر دیا اور جمع میں ''ی'' کا ماقبل مکسور اور ''ن'' مفتوح بنا دیا تا کہ توازن برقرار رہے اور فرق بھی ہو جائے۔

اسم معرب کی تقسیم ثانی (باعتبار انصراف وعدم انصراف)

اسم منصرف (متمکن أمکن)
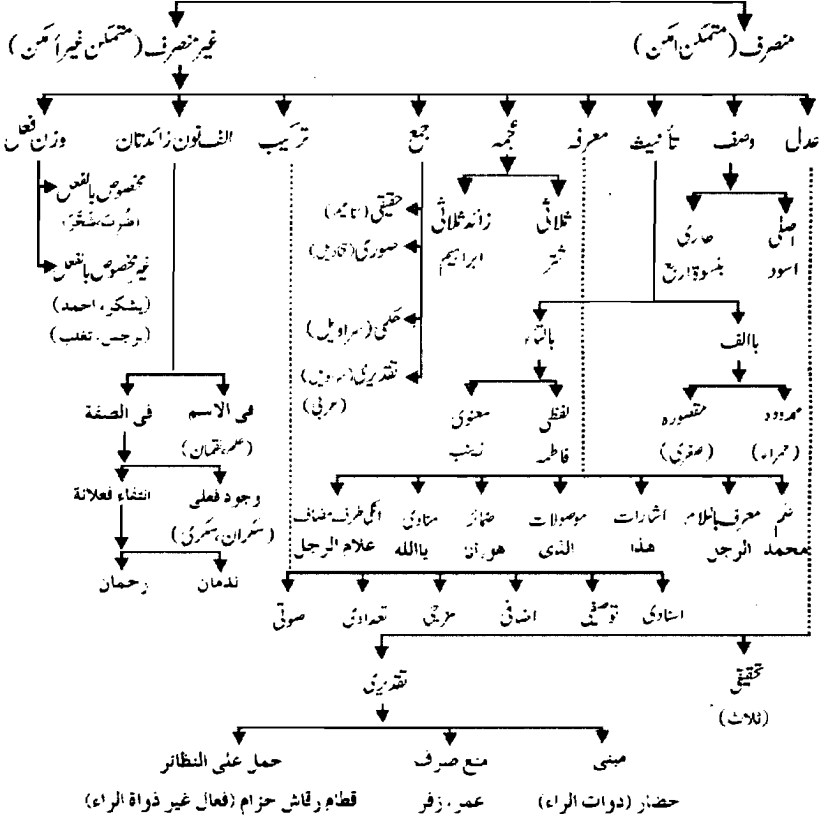
لُغَۃً: باب انفعال (انصراف) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے کہا جاتا ہے اِنْصَرَفَتِ الْكَلِمَةُ کلمہ کا منصرف ہونا یعنی اس کلمہ پر جر وتنوین آ گئی۔

وجہ تسمیہ: (۱) صَرْفٌ سے مشتق ہے جسکا معنی تغیر وتبدل چونکہ اسم منصرف کا آخر عوامل کے بدلنے سے

بدلتا رہتا ہے کبھی فتحہ، ضمہ، کسرہ وتنوین آتے ہیں بخلاف غیر منصرف کے کہ اسکو کسرہ اور تنوین نہیں آتے۔

(۲) منصرف صَرِيفٌ سے مشتق ہے جسکا معنی وہ آواز جوناک کے خیشوم سے ادا ہوتی ہے چونکہ منصرف کے آخر میں تنوین پڑھی جاتی ہے جسکا مخرج خیشوم ہوتا ہے اس لئے اسکو منصرف کہتے ہیں۔

(۳) منصرف صِرْفٌ سے مشتق ہے جس کا معنی خالص، خالی ہونا منصرف چونکہ اسباب منع صرف سے خالی ہوتا ہے بخلاف غیر منصرف کے کہ اس میں اسباب منع صرف سے دو اسباب کے اہتمام ہوتا ہے۔

(۴) صَرْفٌ سے مشتق ہے اور صرف کا ایک معنی فضل اور زیادتی کا ہے جیسے صرف الکلام کلام کی زیادتی چونکہ منصرف میں بخلاف غیر منصرف کے کسرہ اور تنوین کا اضافہ ہے اس لئے اسکو منصرف کہا جاتا ہے۔

اِصْطِلَاحًا: هُوَ مَالَيْسَ فِيهِ سَبَبَانِ اَوْوَاحِدٌ يَّقُوْمُ مَقَامَهَا مِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَةِ

حکم: منصرف پر تینوں حرکات بمع تنوین آتی ہیں۔

اسم غیر منصرف (متمکن غیر امکن)

تعریف: هُوَمَافِيهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ يَّقُوْمُ مَقَامَهَا مِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَةِ فَيُرْفَعُ بِالضَّمَّةِ وَيُنْصَبُ بِالْفَتْحَةِ وَيُجَرُّ بِالْفَتْحَةِ نِيَابَةً عَنِ الْكَسْرَةِ

حکم: اَنْ لَاكَسْرَةَ وَلَاتَنْوِينَ عَلَيْهِ اِلَّاضُرُوْرَةٍ اَوْلِتَنَاسُبٍ ضرورت شعری کی مثال: كما قال الشاعر[1]

سَلَامٌ عَلٰى خَيْرِالْاَنَامِ وَسَيِّدٍ — حَبِيْبِ اِلٰهِ الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدٍ
بَشِيْرٍنَزِيْرٍهَاشِمِيٍّ مُكَرَّمٍ — عَطُوْفٍ رَؤُوْفٍ مَّنْ يُّسَمّٰى بِاَحْمَدٍ

نیز شعر[2] صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْاَنَّهَا — صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيًا

امام شافعی کا شعر: اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَّنَا اَنَّ ذِكْرَهٗ — هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ

(۱) یہ شعر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

(۲) یہ شعر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے لیکن بلاثبوت۔

اورتناسب کی مثال: سَلاَسِلاً وَّ اَغلاَلاً

نوٹ: اگر غیر منصرف مضاف ہوجائے یا اس پر الف لام آجائے تو حالت جری میں اس پر کسرہ بھی آجاتا ہے۔ جیسے

فِیْ أَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ، لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ

فائدہ: اسم غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہ آنیکی وجہ یہ ہے کہ وہ فعل کے مشابہہ ہے جس طرح فعل میں دو فرعیتیں ہیں۔

(۱) وہ فاعل کا محتاج ہوتا ہے اور فاعل اسم ہے (۲) فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے اور مصدر بھی اسم ہے اور غیر منصرف جس میں دو علتیں ہوتی ہیں اسکو بھی دو فرعیتیں حاصل ہوتی ہیں مثلاً طلحہ اس میں دو علتیں تانیث اور معرفہ جو کہ مذکر اور نکرہ کی فرع ہیں اسی وجہ سے جو اعراب اسم کے ساتھ مخصوص ہے یعنی کسرہ اور تنوین وہ فعل پر نہیں آسکتا اور ایسے ہی غیر منصرف پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آسکتے۔

اسم غیر منصرف میں دو علتیں ہوتی ہیں یا ایک علت جو دو کے قائم مقام ہوتی ہے اور ہر علت کیلئے ایک فرعیت تو دو علتوں کیلئے دو فرعیتیں ہوئیں اس لحاظ سے وہ فعل کے مشابہہ ہے۔

فروع	عدل	وصف	تانیث	معرفہ	عجمہ	جمع	ترکیب	الف نون زائدتان	وزن فعل
اصول	معدول عنہ	موصوف	تذکیر	نکرہ	عربی	واحد	افراد	جس اسم پر الف نون زائدنہ ہو	وزن اسم

اسباب منع صرف کی تعداد: اسباب منع صرف کی تعداد کے بارے پانچ اقوال ہیں۔

پہلا قول: اسباب منع صرف نو (۹) ہیں یہی قول تمام اقوال کی نسبت مشہور ہے اسی لیے صاحب کافیہ ابن الحاجب فرماتے ہیں۔

مَوَانِعُ الصَّرْفِ تِسْعٌ کُلَّمَا اجْتَمَعَتْ ثِنْتَانِ مِنْهَا فَمَا لِلصَّرْفِ تَصْوِیْبُ

عَدْلٌ وَّ وَصْفٌ وَّتَأنِیْثٌ وَّمَعْرِفَةٌ وَّعُجْمَةٌ ثُمَّ جَمْعٌ ثُمَّ تَرْکِیْبُ

وَالنُّوْنُ زَائِدَةٌ مِّنْ قَبْلِهَا اَلِفٌ وَّوَزْنُ الْفِعْلِ وَّهٰذَا الْقَوْلُ تَقْرِیْبُ

دوسرا قول: بعض کے نزدیک اسباب منع صرف دو ہیں۔(۱) حِکَایَتٌ یَعْنِی النَّقْلَ مِنَ الْفِعْلِ اِلَی الْاِسْمِ مَثَلًا ضُرِبَ، شَمَّرَ

(۲) ترکیب جیسے عدل، تأنیث، عجمہ، ترکیب علمیت کے ساتھ مرکب (ثلاث) میں عدل + وصف کے ساتھ اور الف نون صفت یا اسم کے ساتھ اور جمع و تأنیث بالالف الممد ودۃ دو کے قائم مقام ہیں۔

تیسرا قول: بعض کے نزدیک اسباب منع صرف دس ہیں نو مشہور اور دسواں "مثلاً اَحْمَرُ غیر منصرف ہے جسمیں وزن فعل اور وصف ہے جب کسی کا نام رکھ لیا گیا تو علم اور وزن فعل ہو کر غیر منصرف ہوا مگر جب اسکو دوبارہ نکرہ کیا گیا تو بھی غیر منصرف ہوگا وزن فعل اور مراعات اصلیہ کے اعتبار سے اس میں علمیت ختم ہوگئی اس لئے کہ علم اور وصف میں منافات ہے اور قانون تو ہے اَلسَّاقِطُ لَا یَعُوْدُ وصیفت اصلی تھی بعد تنکیر اسکی مراعات ہو سکتی ہے۔

چوتھا قول: بعض کے نزدیک اسباب منع صرف گیارہ ہیں یہ حضرات منتہی الجموع کا لزوم اور تأنیث بالالف کا لزوم بھی دو اسباب شمار کرتے ہیں۔

پانچواں قول: بعض کے نزدیک اسباب منع صرف تیراں ہیں گیاراں مذکورۃ الاخیر اور بارہواں حکایت اور تیرہواں عَوْدُ الْوَصْفِیَّةِ بَعْدَ الْعَلَمِیَّةِ۔

(لف نشر مرتب) سے اسباب منع صرف کی تفصیل

ا۔ عدل

کسی اسم میں عدل کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

تعریف: (۱) تَغْیِیْرُ اللَّفْظِ مِنْ صِیْغَتِهِ الْاَصْلِیَّةِ اِلٰی صِیْغَةٍ اُخْرٰی تَحْقِیْقًا اَوْ تَقْدِیْرًا۔ (کسی لفظ کا اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے صیغہ میں تحقیقی یا تقدیری طور پر بغیر کسی قاعدہ صرفی کے تبدیل ہونا)۔

(۲) عدل بمعنی معدول یعنی وہ اسم جس کا معدول عنہ خارج میں متحقق ہو یا مقدر ہو۔

معلوم ہوا عدل کی دو قسمیں ہیں (۱) عدل تحقیقی (۲) عدل تقدیری

(۱) عدل تحقیقی: کسی اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے بغیر کسی قاعدہ صرفی کے نکلنا جس کی دلیل بھی موجود ہو یا جس کا معدول عنہ خارج میں متحقق ہو۔ مثلاً مَثْنٰی جس کا معنی دو، دو ہے جسکے لیے عرب کلام میں لفظ اثنان، اثنان استعمال ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معنی کا تکرار لفظ کے مکرر ہونے کی دلیل ہے لہٰذا مَثْنٰی کو اثنان، اثنان سے معدول مان لیا گیا باقی امثلہ بھی ایسے ہی ہے۔

مثال معدول	اُحَادُ، مَوْحَدُ	ثُلٰثُ، مَثْلَثُ	رُبَاعُ	عُشَارُ	أُخَرُ	جُمَعُ
معدول عنہ	اَحَدٌ اَحَدٌ	ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ	اَرْبَعَةٌ اَرْبَعَةٌ	عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ	اَلْاٰخَرُ، اٰخَرُ الْقَوْمِ، اٰخَرُ مِنْ	جُمُعٌ، جَمَاعٰی، جَمَعَاوَاتٌ

اُخَرُ: یہ جمع ہے اُخریٰ واحد مؤنث کی اور اُخریٰ مؤنث ہے اسم تفضیل اٰخَرُ کی ضابطہ یہ ہے کہ اسم تفضیل تین طرح مستعمل ہوتا ہے۔

(۱) الف لام (۲) اضافت (۳) مِن

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ میں اُخر کا تینوں طریقوں کے بغیر استعمال ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ان میں سے کسی ایک طریقہ سے معدول ہے اَل و اضافت سے تو معدول ہو کر غیر منصرف نہیں ہوگا کیونکہ انکی وجہ سے غیر منصرف بھی منصرف کے حکم میں ہو جاتا ہے لہٰذا اٰخَرُ مِنْ سے معدول ہوگا۔

جُمَعُ کی تحقیق:

فَعْلَاءُ کی جمع میں جو اَفْعَلُ کا مؤنث ہے

معنی اسمی ملحوظ ہوگا	معنی وصفی ملحوظ ہوگا
صَحْرَاءُ سے صَحَارٰی۔صَحْرَوَاتٌ	حَمْرَاءُ سے حُمْرٌ
جَمْعَاءُ سے جَمَاعٰی۔جَمْعَاوَاتٌ	جَمْعَاءُ سے جُمْعٌ
فَعْلَاءُ سے فَعَالٰی۔فَعْلَاوَاتٌ	فَعْلَاءُ سے فُعْلٌ

اور یہ تاکید کیلئے مستعمل ہوتا ہے لہٰذا اس کا اسم ہونا ظاہر ہے۔

یہی حالت کُتَعُ، بُصَعُ، بُتَعُ صیغوں کی ہے جو جمع کے تابع ہو کر استعمال ہوتے ہیں یہ بھی کَتْعَاءُ بَصْعَاءُ بَتْعَاءُ کی جمع ہیں۔

(۲) عدل تقدیری: کسی اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے بغیر کسی قاعدہ صرفی کے نکلنا اور اس کی دلیل موجود نہ ہو یا جس کا معدول عنہ خارج میں مقدر ہو عدل تقدیری کہلاتا ہے۔ امثلة

معدول	عمر	زفر	مضر	هبل	زحل	قزح
معدول عنہ	عامر	زافر	ماضر	هابل	زاحل	قازح

لفظ عمر عرب کلام میں غیر منصرف استعمال ہوتا ہے اس میں غیر منصرف کا صرف ایک سبب علمیت ہے غیر منصرف کیلئے دو سببوں کا ہونا ضروری ہے تو دوسرا سبب ہم نے عدل تقدیری مان لیا کہ عمر اصل میں عامر ہوگا پھر عامر سے معدول کر کے عمر بنا دیا اور اسکی ہمارے پاس کوئی دلیل موجود نہ ہے۔

فائدہ: اسباب منع صرف میں سے عدل اور وزن فعل ایک کلمہ میں جمع نہیں ہو سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وزن فعل قیاسی ہیں اور وزن عدل سماعی ہیں۔

اوزان عدل وزن عدل شش بود اے صاحب کمال

فَعَلِ، فَعَلُ، فُعَالُ، فُعَلُ، مَفْعَلُ ، فَعَالِ

امثلة: اَمْسِ، سَحَرُ، ثُلَاثُ، عُمَرُ، مَثْلَثُ، قَطَامِ

۲۔وصف

کسی اسم میں وصف کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

تعریف: وصف اس اسم کو کہتے ہیں جو ایسی ذات مبہم پر دلالت کرے جس میں وصفی معنی ملحوظ ہوں مثلاً اُسود میں (سیاہی) اوراحمر میں (سرخی) اوراصفر میں (زردی) کے معنی پائے جاتے ہیں۔

وصف

اصلی (أَبْيَضُ ،أَفْضَلُ ،أَحْسَنُ)

عارضی (مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ)

شرط: أَنْ يَّكُوْنَ وَصْفًا فِي أَصْلِ الْوَضْعِ (یعنی وہ وصف غیر منصرف کا سبب بنے گا جس کو واضع (بنانے والے) نے وصفی معنی کیلئے بنایا ہو۔ جیسے اُسود سیاہ رنگ اور اَرقم چتکبرہ اگر چہ بعد میں دو قسم کے سانپوں کے علم بن گئے لیکن انکی اصل وضع وصف کیلئے تھی اس لیے اصل وضع کا اعتبار کرتے ہوئے یہ غیر منصرف ہی ہوں گے۔ان میں ایک وزن فعل اور دوسرا وصف اصلی ہے بخلاف مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ کے اس مثال لفظ اربع منصرف ہے باوجود اس کے کہ یہ نسوۃ کی صفت ہے اور وزن فعل بھی ہے لیکن اسکی اصلی وضع اس عدد کیلئے ہے جسکا اطلاق تین سے اوپر اور پانچ سے نیچے والے عدد پر ہوتا ہے اس میں وصفیت عارضی ہے۔

وصف کی امثلہ:

۳۔ تانیث
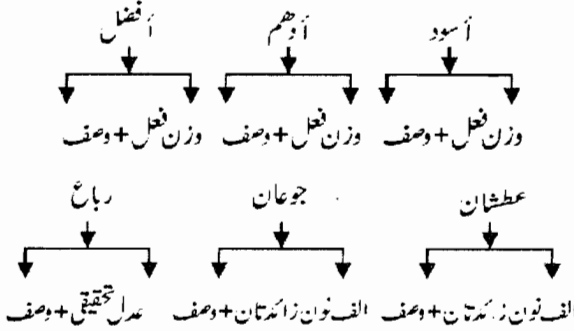
کسی اسم میں تأنیث کا ہونا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

تأنیث کی تین علامات ہیں ۃ مدورہ اور الف ممدودہ اور الف مقصورہ

تأنیث بالتاء کی دو قسمیں ہیں (۱) لفظی (۲) معنوی

تأنیث بالتاء لفظی کے غیر منصرف بننے کی یہ شرط ہے کہ وہ علم جیسے عـائشة، طـلـحة تأنیث بالتاء معنوی کے غیر منصرف ہونے کیلئے علم شرط جوازی (۱) ہے البتہ تأنیث معنوی میں وہ علم غیر منصرف ہوگا جو تین حروف سے زائد ہو جیسے زینب، سعاد، مریم، اور تین حروف والا ہے متحرک الاوسط ہو جیسے سقر اور اگر ثلاثی ساکن الاوسط ہے تو وہ عجمی ہو جیسے حمص و بلخ (دو شہروں کے نام) اور اگر ثلاثی ساکن الاوسط عربی ہے جیسے ھند تو اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

---

(۱) وصف اور علم دونوں ایک اسم میں جمع نہیں ہو سکتے وجہ یہ ہے کہ علم ذات معین پر دلالت کرتا ہے اور وصف ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے۔ ابہام اور تعیین دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

(۲) یعنی تأنیث لفظی میں غیر منصرف کے لیے علمیت ہونا واجب ہے جبکہ تأنیث معنوی میں منع صرف کا سبب بننے کے لیے علمیت جائز ہے خواہ علم ہو یا نہ ہو مذکورہ شروط سے غیر منصرف کا سبب بن سکتی ہے۔
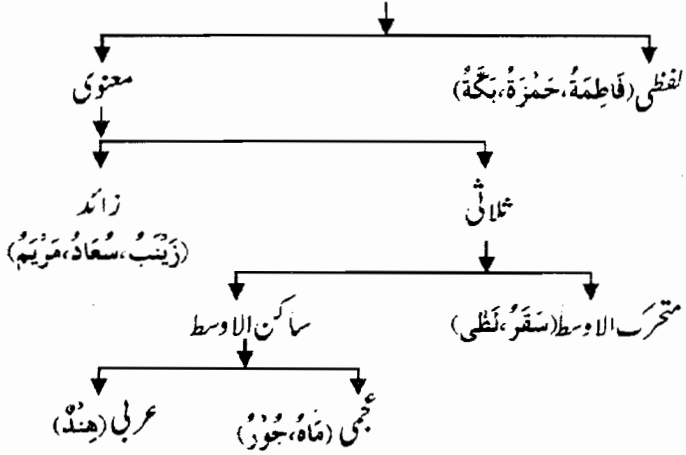
یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر تأنیث لفظوں میں ہو قطع نظر اس سے کہ وہ مذکر کا علم ہو جیسے طلحة یا مؤنث کا علم ہو جیسے فاطمة ہر حال میں منع صرف کا سبب ہوگا۔اور اگر تأنیث مقدر (معنوی) ہو اور مؤنث کا علم ہو تو اسکا حکم نقشہ میں مذکور ہو چکا ہے مریم،ھند وغیرہ

البتہ اگر تأنیث معنوی کو کسی مذکر کا علم رکھ دیا جائے تو اسکے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط تأثیر یہ ہے کہ کلمہ تین حروف سے زائد ہو جیسے عَقْرَبُ [1] تا کہ مذکر کا علم ہونے سے زائل شدہ تأنیث معنوی کے قائم مقام چوتھا حرف ہو جائے۔اور اگر تأنیث کلمہ سہ حرفی ہو اور کسی مذکر کا علم قرار دے دیا جائے جیسے قدم تو یہ منصرف ہوگا چونکہ مذکر کا علم رکھنے سے تأنیث معنوی زائل ہوگئی اور کوئی حرف قائم مقام تأنیث کے نہیں اور نہ تنہا علمیت منع صرف ہو سکتی ہے۔لہٰذا قَدَمٌ کو منصرف پڑھنا واجب ہے۔

---

(۱) عقرب (بچھو) یہ موذیات سے ہے اور مؤنث سماعی استعمال ہوتا ہے اس میں چوتھا حرف قائم مقام تأنیث معنوی کے ہے لہٰذا یہ غیر منصرف ہی ہوگا۔
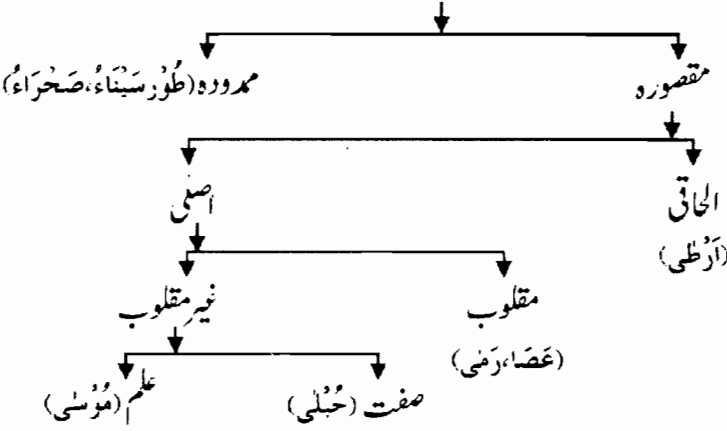
تأنیث بالالف ممدودہ ہی غیر منصرف ہوتی ہے اور یہ اکیلی دو سببوں کے قائم مقام ہوتی ہے (تأنیث + لزوم تأنیث) اس کے غیر منصرف بننے کیلئے کوئی شرط نہیں ہے۔

فائدۃ: تأنیث بالالف مقصورہ غیر منصرف نہیں ہوگی اس کے غیر منصرف کا اعراب کلام عرب میں لفظی ہے جبکہ اسم مقصورہ کا اعراب تینوں حالتوں میں بالحرکت تقدیری ہے اسکو صرف تذکرہ میں الف ممدودہ کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے جیسے ترکیب توصیفی ترکیب اضافی کے ساتھ صرف تقییدی ہونے میں شامل ہے نہ کہ اضافی کی طرح کسی غیر منصرف کلمہ کو منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں۔

ایسے ہی معرف بالنداء معرف باللام کے ساتھ صرف تذکرے میں شامل ہے نہ کہ جیسے معرف باللام کی طرف اضافت سے کلمہ معرفہ بن جاتا ہے جبکہ معرف بالنداء کی طرف اضافت ہی نہیں ہوسکتی۔

۴۔ معرفہ

کسی اسم میں معرفہ کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

معرفہ کی جملہ اَقسام سے صرف علم (۱) ہی غیر منصرف کا سبب بنتا ہے باقی اَقسام میں کچھ تو مبنی ہیں جیسے

☆واؤ اور یاء سے بدلا ہوا جیسے عَصَا اصل میں عَصَوٌ اور رَمٰی اصل میں رَمَیٌ تھا۔

(۱) اگر علم سبب بنتا ہے تو اسباب منع صرف میں بجائے معرفہ کے علم ہی کہہ دیا جاتا معرفہ اس لیے کہا کہ نکرہ کی فرع ہے اور ہر سبب کسی کی فرع ہے جبکہ علم نکرہ کی فرع نہیں بلکہ نکرہ کی فرع تو معرفہ ہے۔

مضمرات، مبہمات (اشارات+موصولات) معرف بالنداء[1] اس لیے کہ منادی مفرد معرفہ مبنی بر علامت رفع ہوتا ہے اور معرف باللام ومعرف بالاضافت سے اسم غیر منصرف حکم منصرف میں یا منصرف ہو جاتا ہے لہٰذا صرف علم ہی غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔ معرفہ کے کسی کلمہ کو غیر منصرف بنانے کیلئے علمیت شرط ہے۔ علم خواہ شخصی ہو یا جنسی یہ تب غیر منصرف ہوگا جبکہ اس کے ساتھ درج ذیل اسباب میں سے کوئی سبب پایا جائے الف نون زائدتان، وزن فعل، عدل، ترکیب، تأنیث، عجمہ مثلاً
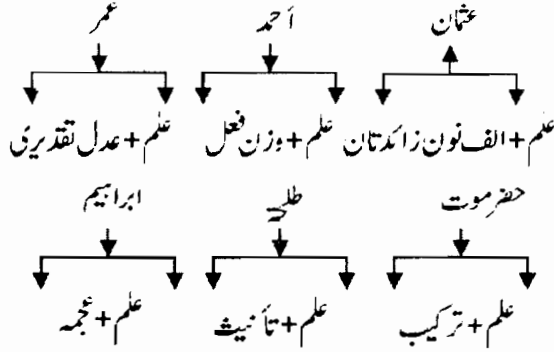
شاعر نے اپنے شعر میں ان اقسام کو یوں ذکر کیا ہے۔

معارف أین همه پنج است زیں نه بیش ونه کم

مضاف و ضمر و ذواللام ومبهم وعلم

۵۔ عجمہ

کسی اسم میں عجمہ کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

عجمہ سے مراد وہ لفظ ہے ... وغیر عرب (اہل عجم) نے کسی معنی کیلئے وضع کیا ہو عجم (گونگا ہونا) عرب (فصیح وبلیغ) کی ضد ہے۔

شرط: یہ ہے کہ وہ عجمی زبان میں علم ہو جیسے جبرائیل وغیرہ اور اگر عجمی زبان میں علم نہ تھا مگر جب عربی زبان

(۱) معرف بالنداء بھی غیر مقصود ہے کہ یہ تعریف باللام میں داخل ہے یا رَجُل کی اصل یا أَيُّهَا الرَّجُلُ ہے تو جو حکم تعریف باللام کا ہے وہی حکم تعریف بالنداء کا ہے۔

میں منتقل ہو کر آئے تو علم استعمال ہو جیسے قالون [1] نیز وہ اسم تین حروف سے زائد ہو جیسے ابراہیم اور اگر تین حرف والا ہے۔ تو درمیانی حرف متحرک ہو جیسے شتر اور اگر ثلاثی ساکن الاوسط ہے تو منصرف ہوگا (خفت کی وجہ سے) جیسے نوح، لوط اگر چہ یہ دونوں زبانوں میں علم بھی رکھ دیا جائے تب بھی منصرف ہی رہے گا کیونکہ یہ لغت عجم میں علم نہیں بلکہ جنس تھا اور عجمہ میں شرط یہ ہے کہ وہ لغت عجم میں علم ہو یا عربی میں علم استعمال ہو۔

تمام فرشتوں اور انبیاء کرام کے نام بھی غیر منصرف ہیں جیسے میکائیل، اسماعیل، وغیرہ ماسوائے چند انبیاء کے کہ ان کے نام منصرف ہیں جیسے محمد ﷺ، صالح، شعیب، عزیر، ہود، شیث، نوح، لوط۔

(۱) یہ لغت عجم میں کسی کا علم نہیں بلکہ اسم جنس ہے ہر عمدہ چیز کو قالون کہتے تھے اب اہل عرب نے رواۃ قرأۃ سبعہ میں اسے عمدگی قرأت کے سبب ایک راوی کا نام قالون رکھ لیا ہے۔

(٦) جمع

کسی اسم میں جمع کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے

شرط: وہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور اس کے آخر میں ایسی ''ۃ'' نہ آئے جو حالت وقف میں ''ہ'' بن جائے جیسے لفظ مَلَائِکَۃٌ مَلَكٌ کی جمع ہے مگر حالت وقف میں مَلَائِکَہ پڑھا جاتا ہے۔ لفظ مَسَاجِدُ اور مَصَابِیْحُ غیر منصرف ہوگا۔

منتہی الجموع سے مراد ایسی جمع جس کے بعد جمع مکسر کی انتہا ہو جائے البتہ جمع سالم آ سکتی ہے۔ جیسے صَاحِبٌ کی جمع صَوَاحِبُ اور صَوَاحِبُ کی جمع صَوَاحِبَاتٌ آتی ہے۔ اور اَیْمَنٌ کی جمع اَیَامِنُ اور اس کی جمع سالم اَیَامِنِیْنَ آتی ہے۔ اس کے آخر میں تا نہ ہونے کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ اس کی مفرادات کیساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔ مثلاً لفظ فَرَازِنَۃٌ یہ فَرْزِیْنٌ یا فِرْزُوْنٌ (وزیر شطرنج) کی جمع ہے لیکن یہ منصرف ہے اس لئے کہ اس کے مفرد الفاظ کَرَاهِیَۃٌ اور طَوَاعِیَۃٌ (ا) کے ساتھ مشابہت ہے جو مفرد ہیں جس کی وجہ سے اسکی جمعیت میں فتور واقع ہو گیا ہے اسی طرح لفظ صَیَاقِلَۃٌ اور مَلَائِکَۃٌ ہے۔

نوٹ: منتہی الجموع اکیلی دو سببوں کے قائم مقام ہوتی ہے (۱) جمع (۲) لزوم جمع اس جمع کو جمع اقصی اور جمع متناہی بھی کہتے ہیں۔

منتہی الجموع کی اقسام
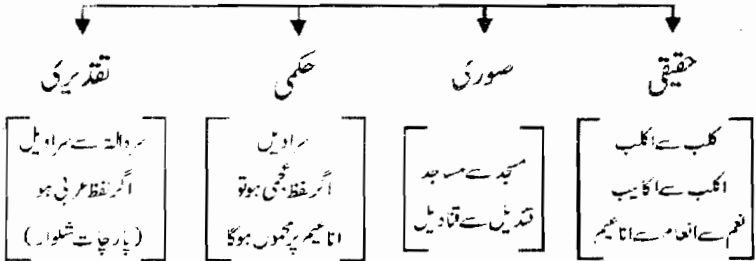
منتہی الجموع کے اصولی اوزان

منتہی الجموع کے اصلی وزن صرف دو ہیں۔ (۱) مَفَاعِلُ (۲) مَفَاعِیْلُ

ضابطہ: الف جمع سے پہلے دوحرف مفتوح ہوں الف جمع کے بعد اگر ایک حرف ہوتو وہ مشدد ہو۔ جیسے دَوَآبٌّ جس کی اصل دَوَابِبُ تھا اگر الف جمع کے بعد دوحرف ہوں تو پہلا مکسور ہو جیسے مَسَاجِدُ اگر الف جمع کے بعد تین حرف ہوں تو درمیان والا حرف ساکن ہو۔ جیسے مَفَاتِيحُ، مَصَابِيحُ، مَكَاتِيبُ وغیرہ۔

ملحقات اوزان منتہی الجموع:

١۔ **أَفَاعِلُ**۔ جیسے اَكْرَمُ سے اَكَارِمُ
٢۔ **أَفَاعِيلُ**۔ جیسے اَقْلِيمٌ سے اَقَالِيمُ
٣۔ **تَفَاعِلُ**۔ جیسے تَجْرِبَةٌ سے تَجَارِبُ
٤۔ **تَفَاعِيلُ**۔ جیسے تِمْثَالٌ سے تَمَاثِيلُ
٥۔ **فَعَائِلُ**۔ جیسے صَحِيفَةٌ سے صَحَائِفُ
٦۔ **فَعَالِلُ**۔ جیسے جَعْفَرٌ سے جَعَافِرُ
٧۔ **فَعَالِيلُ**۔ جیسے قِنْدِيلٌ سے قَنَادِيلُ
٨۔ **فَوَاعِلُ**۔ جیسے ضَارِبَةٌ سے ضَوَارِبُ
٩۔ **فَعَالِنُ**۔ جیسے بَلْغَنٌ سے بَلَاغِنُ
١٠۔ **فَعَالِيْنُ**۔ جیسے سُلْطَانٌ سے سَلَاطِيْنُ
١١۔ **فَعَالِيٌّ**۔ جیسے كُرْسِيَّةٌ سے كَرَاسِيٌّ
١٢۔ **فَعَالٰى**۔ جیسے عَذْرَاءُ سے عَذَارٰى، فَتْوٰى سے فَتَاوٰى

لفظ سراویل: اِذَا صُرِفَ فَلَا اِشْكَالَ فِيهِ وَاِذَا لَمْ يُصْرَفْ وَهُوَ الْاَكْثَرُ فَقَدْ قِيلَ اَعْجَمِيٌّ حُمِلَ عَلٰى مَوَازِنَةٍ (مصابیح وغیرہ) وَقِيلَ عَرَبِيٌّ جَمْعُ سِرْوَالَةٌ (شلوار کا ٹکڑا)

نَحْوُ جَوَارٍ رَفْعاً وَجَرّاً كَقَاضٍ:

یعنی وہ فَوَاعِلُ جو فَاعِلَةٌ کی جمع ہواور ناقص ہوخواہ یائی ہو۔جیسے جَارِيَةٌ سے جَوَارِیُ،غَاشِيَة سے غَوَاشِیُ،رَامِيَةٌ سے رَوَامِیُ ،خواہ ناقص واوی ہو۔جیسے دَاعِيَةٌ سے دَوَاعِیُ،رَاضِيَةٌ سے رَوَاضِیُ اسکا حکم تلفظ کے اعتبار سے حالت رفعی اور جری میں قاضی اسم منقوص کی طرح ہے ۔یعنی حالت تنکیر میں ''ی'' کوحذف کر کے تنوین کے ساتھ پڑھا جائے گا۔مثلاًجَاءَ تْنِی جَوَارٍ اور مَرَرْتُ بِجَوَارٍ لیکن نصبی حالت میں تمام کے نزدیک منتہی الجموع کے سبب یہ کلمہ غیر منصرف اپنی حالت پر رہے گا۔جیسے رَأَيْتُ جَوَارِیَ

حالت رفعی اور جری میں علماءنحاۃ کے تین مؤقف ہیں۔

پہلا مؤقف: منصرف قبل ازتعلیل وبعد ازتعلیل [1] یہ مؤقف امام زجاج کا ہے۔جَوَارِیٌ،جَوَارٍ

دوسرا مؤقف: غیر منصرف قبل ازتعلیل وبعد ازتعلیل [2] یہ مؤقف امام کسائی،عیسیٰ بن عمرو اور بصری علماء کا ہے۔جَوَارِیُ۔جَوَارٍ

تیسرا مؤقف: منصرف قبل ازتعلیل وغیر منصرف بعد ازتعلیل [3] یہ مؤقف امام خلیل،سیبویہ،مبرد کا ہے جَوَارِیٌ،جَوَارٍ

(۷)ترکیب

کسی اسم میں ترکیب کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

وہ ترکیب غیر منصرف ہوگی جس میں دو کلمے بغیر اضافت واسناد کے مل کر ایک چیز کا علم بن گئے ہوں۔جیسے

(۱)تعلیل سے قبل اس وجہ سے کہ ہر کلمہ میں اصل انصراف ہے۔اور عدم انصراف کلمہ کے عوارضات سے ہے۔اور تعلیل کے بعد جوار کی صورت میں منتہی الجموع کا وزن باقی نہیں رہا۔

(۲)تعلیل سے پہلے صیغہ منتہی الجموع کا ہے اور تعلیل کے بعد اس وجہ سے کہ المحذوف کالملفوظ اور اس پر تنوین عوض کی ہے۔یہ تنوین حرف نہیں ہے۔

(۳)تعلیل سے قبل اس لئے منصرف ہے کہ ہر کلمہ میں اصل انصراف ہے اور تعلیل کا تعلق اصل سے ہے۔تعلیل کے بعد اس لئے غیر منصرف ہے کہ جوار میں المحذوف کالملفوظ ہے۔

بَعْلَبَكٌّ(۱) مَعْدِ يْكَرَبُ، اسلام آباد، نیویارک اور اس ترکیب میں کوئی حرف جزء نہ ہو اس لئے

اَلنَّجْمُ ،مَدَنِيٌّ، عَالِمَةٌ منصرف ہیں کہ ان میں ال ، ی ،ۃ ،حروف جزء ہیں۔
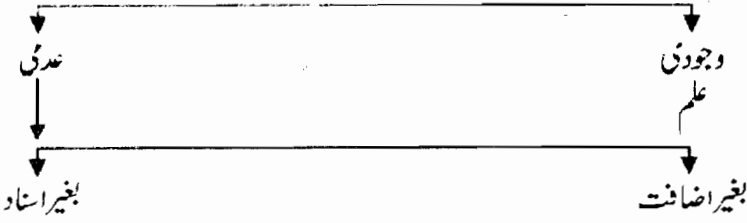
وجودی: ترکیب کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے شرط ہے کہ وہ علم ہو کیونکہ اعلام بقدر الامکان تغیر سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ترکیب ایک عارضہ ہے جو پہلے نہ تھا عارضہ کے زوال کے بعد ممکن ہے ترکیب نہ رہے لہٰذا علمیت شرط کر دی گئی۔

عدمی: بغیر اضافت کے مرکب ہو کیونکہ اضافت اسم کو منصرف یا حکم منصرف میں کر دیتی ہے۔ جیسے عَبْدُ اللّٰهِ۔ اور بغیر اسناد کے مرکب ہو کیونکہ اسناد پر مشتمل اعلام مبنیات کے قبیل سے ہوتے ہیں۔ جیسے تَأَبَّطَ شَرًّا(۲)،شَابَ قَرْنَاهَا(۳)

بعض نے ترکیب میں مؤکد تاکید، ترکیب اشاری یعنی اسم اشارہ ومشار الیہ، عطف بیان، موصول صلہ، حال ذو الحال، بدل مبدل منہ کو بھی مرکبات میں شمار کیا ہے لیکن مرکبات کی من جملہ اقسام سے صرف مرکب امتزاجی ہی غیر منصرف کا سبب بنتی ہے۔ اس لئے کہ مرکب اسنادی جملہ ہے اور جملہ بنی کے حکم میں ہوتا ہے اور اضافت کلمہ کو منصرف بنا دیتی ہے

مرکب توصیفی مرکب اضافی کی مانند ہے۔ دونوں میں جزو ثانی جزو اوّل کے لیے قید ہوتا ہے مرکب

(۱) ملک شام کے شہر کا نام ہے بعل ایک بت کا نام تھا حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم جس کی پوجا کرتی تھی۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اور بک اس کا پجاری تھا۔

(۲) ہر شریر کو کہا جاتا ہے اصلاً ایک آدمی لکڑیوں کا گٹھا گھر لایا بیوی نے کھولا تو اس میں سے سانپ نکلا اس وقت اس نے یہ جملہ بولا۔

(۳) اس عورت کے گیسو سفید ہو گئے یعنی میڈھیاں سفید ہو گئیں تو یہ عورت اس لقب سے مشہور ہو گئی۔

تعدادی اور صوتی مبنیات کی قبیل سے ہیں اور صوتی میں دوسرا جز و کلمہ نہیں محض صوت ہے اور تعدادی میں دوسرا کلمہ حرف کو متضمن ہے اور زیر بحث ترکیب وہ ہے جس میں حرف جز و نہ ہو۔
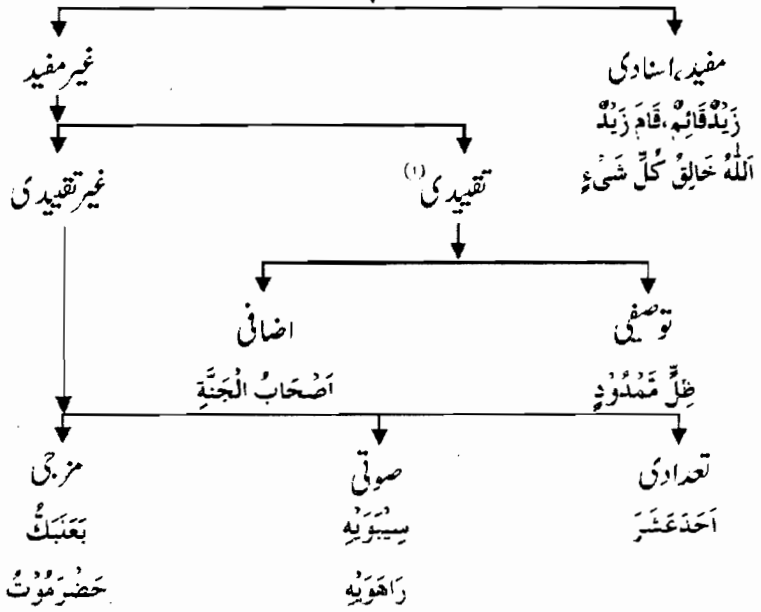
(۸) الف نون زائدتان

کسی اسم میں الف نون زائدتان کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

الف نون زائدتان اسم میں ہوں گے یا صفت میں ہوں گے۔ اگر الف نون زائدتان اسم میں ہوں تو اس کے غیر منصرف بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علم [۲] ہو۔ جیسے عثمان، لقمان، نعمان، مروان وغیرہ۔

(۱) مرکب تقییدی کی دونوں قسموں میں فرق یہ ہے کہ صفت میں ایسا معنی ہوتا ہے جو موصوف میں پایا جاتا ہے جبکہ مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے۔

(۲) علم اس لئے شرط ہے کی علیت کے علاوہ کسی سبب کا وجود ان میں متصور نہیں اور اس لئے بھی کہ علم ہونے سے زیادتی قائم رہے گی حذف نہ ہوں گے اور اس لئے بھی کہ علم ہوگا تو اس پر "ۃ" نہیں آئے گی اور تانیث بالالف کے ساتھ مشابہت قائم رہے گی۔ اس لئے سعدانٌ (اسم نبت) منصرف ہے کہ علم نہیں ہے اور "ۃ" کی زیادتی سے سعدانة بھی آتا ہے۔

اگر الف نون زائدتان کسی صفت میں ہوں تو اس کی شرط میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اس صفت کی مؤنث فَعْلَانَةٌ کے وزن پر نہ ہو تو غیر منصرف ہوگا تا کہ تانیث بالالف کے ساتھ مشابہت قائم رہے۔ جیسے سَكْرَانُ غیر منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث سَكْرى ہے سَكْرَانَةٌ نہیں ہے اور عُرْيَانٌ منصرف ہے کہ اس کی مؤنث عُرْيَانَةٌ آتی ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس صفت کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر آئے تو غیر منصرف ہوگا۔ جیسے سُكْرَانُ دونوں موقف کے مطابق ہے لہٰذا غیر منصرف ہوا اور لفظ نَدْمَانٌ جس وقت نَدِيْمٌ (ہم نشین) سے مشتق ہو تو دونوں موقف کے مخالف ہے لہٰذا منصرف ہوا کیونکہ اس کی مؤنث نَدْمَانَةٌ آتی ہے اور اگر نَدْمَانُ بمعنی نَادِمٌ (پشیمان) کے ہو تو اس کی مؤنث نَدْمٰی آتی ہے لہٰذا بالاتفاق طرفین یہ غیر منصرف ہوگا۔
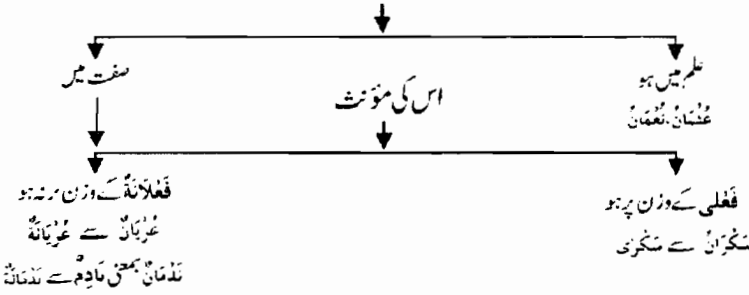
جس فَعْلَان صفتی کی مؤنث فَعْلَانَةٌ آتی ہے وہ منصرف ہوگا۔ جیسے عُرْيَانٌ، نَدْمَانٌ بمعنی نَدِيْمٌ۔ جس فَعْلَان صفتی کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر آتی ہے وہ غیر منصرف ہوگا۔ جیسے سَكْرَانُ، جَوْعَانُ، عَطْشَانُ، غَضْبَانُ، نَدْمَانُ بمعنی نَادِمٌ۔

لفظ رَحْمٰن کے منصرف اور غیر منصرف پڑھنے میں اختلاف ہے کیونکہ اس کی مؤنث نہ رَحْمَانَةٌ آتی ہے

اور نہ رَحمٰنی آتی ہے لہٰذا جنہوں نے انتفائے فَعْلَانَةٌ کی شرط لگائی ہے وہ اس کو غیر منصرف پڑھتے ہیں اور جنہوں نے وجود فَعْلٰی کی شرط لگائی ہے وہ منصرف پڑھتے ہیں۔ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ

فائدہ نمبر۱: الف نون زائدتان کے غیر منصرف کا سبب بننے کی وجہ یہ ہے کہ انکی تانیث بالالف کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح الف کے ہوتے ہوئے تائے تانیث نہیں آتی اسی طرح الف نون کے ہوتے ہوئے بھی نہیں آتی لہٰذا تانیث بالالف مشبہ بہ اور یہ مشبہ ہوئے مشبہ مشبہ بہ کی فرع ہے یا یہ زائد ہیں اور مزید علیہ کی فرع ہیں تو ان سے اسم میں ایک فرعیت ثابت ہو جائے گی۔

فائدہ نمبر۲: جس صفت کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر آتی ہے وہ ہمیشہ مفتوح الفاء آتی ہے۔ جیسے سَکْرَانُ جس کی مؤنث سَکْرٰی ہے۔ اور جس صفت کی مؤنث فَعْلَانَةٌ کے وزن پر آتی ہے وہ کبھی بضم الفاء ہوتی ہے۔ جیسے عُرْیَانٌ جس کی مؤنث عُرْیَانَةٌ کبھی بفتح الفاء جیسے نَدْمَانٌ جس کی مؤنث نَدْمَانَةٌ آتی ہے صفت کا صیغہ بکسر الفاء نہیں آتا بخلاف اسم کے کہ اس کے فاء کلمہ کو تینوں حرکات آتی ہے۔ جیسے شَعْبَانُ، عِمْرَانُ، نُعْمَانُ۔

(۹) وزن فعل

کسی اسم میں وزن فعل کا پایا جانا غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

وزن فعل کے غیر منصرف کا سبب بننے کی شرط دو طرح سے ہے۔

(۱) یا تو وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو اسم میں فعل سے منقول ہو کر پایا جاتا ہو۔ جیسے شَمَّرَ[۱] بروزن صَرَّفَ باب تفعیل کے فعل ماضی سے منقول ہے۔ حجاج کے گھوڑے کا علم ہے اور بَذَّرَ[۲] (چاہ زمزم کا علم) عَثَّرَ[۳] (بلند ٹیلے کا علم) خَضَّمَ[۴] (بنو تمیم کے ایک شخص کا علم) جو فعل سے اسم کی طرف

---

(۱) تشمیر کا معنی ''تیز رفتاری کے وقت دامن سمیٹنا'' لہٰذا تیز رفتار گھوڑے کو شَمَّر کہا جاتا ہے اور یہ حجاج کے گھوڑے کا علم ہے۔

(۲) ''اسراف کرنا'' چاہ زمزم بلا روک ٹوک استعمال ہوتا ہے۔

(۳) ''منہ کے بل گرنا'' اندھیری رات میں چلنے والا ٹیلے سے ٹھوکر کھا کر گرتا ہے۔

(۴) ''منہ بھر کر کھانا'' بنوتمیم کا آدمی عبوس بن عمرو ایک آدمی دم کھانے سے منہ بھر لیتا تھا۔

منقول ہیں غیر منصرف ہوں گے۔ اور فُعِلَ[1] ماضی مجہول مجرد کے وزن پر۔ جیسے دُئِلَ ضُرِبَ اگر کسی کا علم رکھ دیں تو یہ علم اور وزن فعل کے سبب غیر منصرف ہوں گے۔

سوال: لفظ بَقَّمَ (سرخ لکڑی) اور لفظ شَلَّمَ (بیت المقدس کا نام) یہ تو ابتداً اسم ہیں فعل میں نہیں پائے جاتے۔

جواب: یہ لفظ عجمی عبرانی ہیں اور ہماری بحث لغة عربية فى الاصل سے ہے۔

(۲) اگر وہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ اسم میں بھی پایا جاتا ہو تو اس کے مؤثر ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس وزن کے شروع میں حروف مضارع (أَتَيْنَ، نَأْتِي، نَأْيتُ) میں سے ایک حرف کی زیادتی ہو اور وہ وزن قابل ۃ نہ ہو یعنی اس کے آخر میں ۃ نہ آسکتی ہو۔ مثلاً اَحْمَدُ، یَزِیْدُ، تَغْلَبُ، نَرْجِسُ۔

لفظ اَحْمَرُ غیر منصرف ہے اس کی مؤنث اَحْمَرَةٌ نہیں آتی لفظ اِبِلٌ یَعْمَلٌ منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث میں ''ۃ'' آگئی نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ اس میں فعل کی مشابہت ضعیف ہوگئی اس لیے کہ ''ۃ'' اسم کے خواص میں سے ہے لہٰذا یہ وزن قابل اعتبار نہ رہا۔
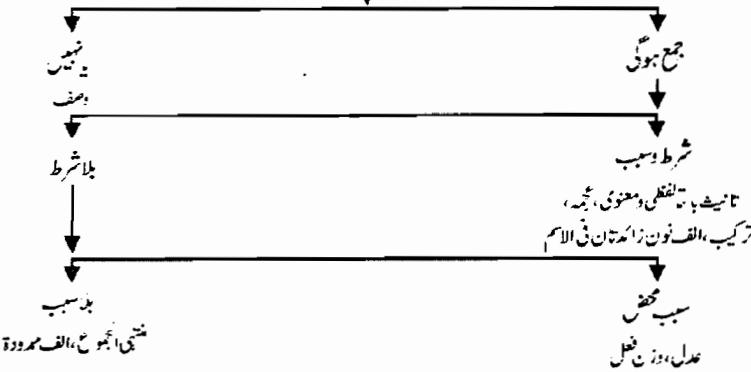
اسباب منع صرف میں علمیت بطور شرط وسبب کے جمع ہونے یا نہ ہونے کی چار اقسام ہیں۔

پہلی قسم: وہ اسباب منع صرف جن میں علمیت شرط وسبب بن کر مستعمل ہوتی ہے اگر ان سے علمیت کو ختم کر

---

(۱) مجہول اس لیے کہ یہ فعل کے ساتھ خاص ہے معروف فعل کا وزن تو اسم میں بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے شجر، حجر

دیا جائے تو بغیر سبب کے باقی رہ جائے گا۔ اور یہ چار ہیں تانیث بالتاء، عجمہ، ترکیب، الف نون زائدتان
إِذَافَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ۔

دوسری قسم: وہ اسباب منع صرف جن میں علیت سبب محض ہو کر مستعمل ہوتی ہے ان سے اگر علیت کو ختم کر دیا جائے تو ایک سبب باقی رہ جاتا ہے اگر اسباب منع صرف سے کوئی دوسرا سبب ساتھ مل جائے تو غیر منصرف بن جائیں گے اور یہ دو ہیں عدل، وزن فعل۔

تیسری قسم: وہ اسباب منع صرف جن کو غیر منصرف بننے لے لیے علیت کی ضرورت نہیں یہ بھی دو ہیں جمع منتہی الجموع اور تانیث بالالف ممدودہ۔

چوتھی قسم: وہ سبب منع صرف جس میں علیت جمع ہی نہیں ہو سکتی وہ صرف ایک ہے وصف۔

نوٹ: کسی علم کو نکرہ بنانے کی عموماً چار صورتیں ہوا کرتی ہیں۔

۱۔ ایک ہی نام کی جماعت کا ایک فرد غیر متعین مراد ہو۔ مثلاً هٰذَا زَيْدٌ وَ رَأَيْتُ زَيْدًا اٰخَرَ لفظ اٰخر سے اس کی نکارت ثابت ہو رہی ہے ایسے ہی هٰذَا طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُ۔

۲۔ علم سے وصف مشتہر مراد لیں۔ جیسے لِكُلِّ فِرْعَوْنٍ مُّوْسٰى سے لِكُلِّ مُبْطِلٍ مُّحِقٌّ مراد لیا جاتا ہے اس مثال میں فرعون سے ہر سرکش اور موسیٰ سے ہر ہادی مراد ہے۔

۳۔ جَاءَ زَيْدٌ کی بجائے جَاءَ فُلَانٌ کہہ دیا جائے۔

۴۔ کسی علم کا تثنیہ یا جمع لایا جائے۔ جیسے جَاءَ زَيْدَانِ، جَاءَ زَيْدُوْنَ وغیرہ۔

اسم مبنی (غیر متمکن)

لُغَةً: مبنی بِنَاءٌ سے مشتق ہے بمعنی بنیا، ٹھہرنا، ثابت رہنا، مستحکم ہونا بِنَاءٌ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

وجہ تسمیہ: مبنی کو اس لیے مبنی کہتے ہیں کہ اختلاف عوامل سے اس کا آخر تبدیل نہیں ہوتا بدستور ایک حالت پر قائم و مستحکم رہتا ہے۔

اِصْطِلَاحًا: مَانَاسَبَ مَبْنِيَّ الْاَصْلِ اَوْوَقَعَ غَيْرَمُرَكَّبٍ۔ جو مبنی الاصل کیساتھ مناسبت رکھے یا کلام

میں اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔

حکم: اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے تبدیل نہیں ہوتا۔

مناسبت مؤثرہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ وہ اسم جو مبنی الاصل کے معنیٰ کو شامل ہو مثلاً أَينَ اسم مبنی بر فتحہ ہے جو مبنی الاصل ہمزہ استفہام کے معنیٰ کو شامل ہے۔

۲۔ وہ اسم جو اپنا معنیٰ بتانے میں غیر کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ و اسم موصول اشارہ حسیہ اور صلہ کے محتاج ہیں۔

۳۔ وہ اسم جو مبنی الاصل کی جگہ پر آئے۔ جیسے نَـزَالِ ۔اِنْـزِل امر حاضر کی جگہ اور تَـرَاكِ ۔اُتْـرُك کی جگہ آئے۔

۴۔ وہ اسم جو مبنی الاصل کی جگہ پر آنے والے اسم کے ہم شکل ہو۔ جیسے ضَمَارِ ۔نَزَالِ کے ہم شکل ہے۔

۵۔ وہ اسم جو مبنی الاصل کی طرف مضاف ہو۔ جیسے يَوْمَئِذٍ اصل میں يَوْمَ إِذْ كَانَ كَذَا تھا۔

۶۔ وہ اسم جو حرف کو متضمن ہو۔ جیسے أَحَدَ عَشَرَ أَصْلُهُ أَحَدٌ وَّعَشَرٌ تھا۔

۷۔ وہ اسم جس کی بناء تین حروف سے کم ہو۔ جیسے مَنْ موصولہ، نَا ضمیر وغیرہ ۔

۸۔ وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ اسم کی جگہ میں واقع ہو۔ جیسے منادیٰ مضموم يَـا زَيْـدُ میں زید (ك) ضمیر کی جگہ ہے جو (ك) حرفی کے مشابہ ہے۔

۱۔ **مطلق مبنی:** وہ کلمہ ہے جس کی حرکت یا سکون بغیر عامل کے ہو یا جس کے آخر میں عامل کے مختلف ہونے

سے اختلاف نہ ہو۔ جیسے جَاءَ ھٰؤُلَاءِ، رَأَیْتُ ھٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِھٰؤُلَاءِ اس کے متعلق یہ شعر معروف ہے

مبنی آں باشد کہ مانند برقرار   معرب آں باشد کہ گردد بار بار

۲۔ مبنی الاصل: وہ کلمہ جو اپنی بناء میں کسی کا محتاج نہ ہو اور یہ تین چیزیں ہیں: فعل ماضی، امر حاضر، تمام حروف۔

۳۔ مشابہ مبنی الاصل: وہ کلمہ جو مبنی الاصل کے مشابہہ ہو اس کو اسم مبنی اور اسم غیر متمکن بھی کہتے ہیں جیسے الذین وغیرہ۔
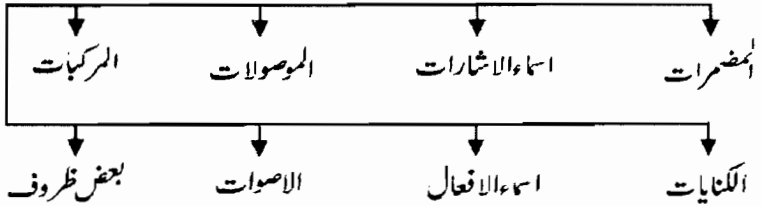
وجه الحصر: ان علة بناء المبنى لا يخلو اما عدم التركيب اما مناسبة بمبنى الاصل فالاول هى الاصوات فان بعضها غير مركبة كغاق وبعضها وان كان مركبا لكنها حكاية عنها والثانى اما ان يكون مناسبا بالماضى او الامر الحاضر او للحرف فالاول هى اسماء الافعال والثانى اماان يكون مناسبا با لحرف من حيث المعنىٰ فان كان الاول فهى الكنا يا ت مثل كم و كذا وغير ذا لك مما يكون موضو عا بوضع الحرف مثل مذو منذ و عن وعلى وان كا ن الثا نى فا يضا لا يخلو ان يكو ن متضمنا لمعنى الحرف واما ان يكون منا سبا بالحرف فى الا حتيا ج فان كا ن الا ول فهى المركبات وان كا ن الثا نى فالمحتا ج اليه لا يخلو اما ان يكون جملة حقيقية او حكماً أو لا فا ن كا ن الاول فهى الموصو لا ت وان كا ن الثانى فذا لك للمحتاج اليه لا يخلو اما ان يكون مذ كورا او غير مذ كو رفان كا ن الثا نى فهى الظرو ف وان كا ن الاول فالمحتاج اليه لا يخلو اما ان يكون اشارة حسّية او قر ينة الغيبة او التخا طب او التكلم فالا و ل اسماء الاشارات والثا نى المضمرات۔

(۱) صاحب مفصل علامہ زمخشری نے مبنی کی نویں قسم جملہ کو شمار کیا ہے۔

اسم مبنی میں علت
عدم ترکیب
اسمائے اصوات
غاق غاق، اخ اخ
مبنی الاصل سے مناسبت ہو
مع الماضی
اسم فعل بمعنی ماضی
هَيْهَاتَ بمعنی بَعُدَ
مع الامر
اسم فعل بمعنی امر
رُوَيْدَ بمعنی اَمْهِلْ
مع الحروف
من حیث الصورۃ
کنایات
کم و کذا کی نون اور مِن سے
من حیث المعنی
حرف کے معنی کو متضمن
مرکب عددی جیسے احد عشر
احتیاج میں حرف کے مشابہ
محتاج الیہ
جملہ ہوگا
یا جملہ نہیں ہوگا
حقیقی
حکمی
موصولات
محتاج الیہ مذکور ہوگا
محتاج الیہ غیر مذکور ہوگا
ظروف مبنیہ
مشار الیہ
بالاشارۃ الحسیۃ
اسماء اشارات
مشار الیہ
بقرینۃ الغیبۃ والتخاطب والتکلم
مضمرات

ا۔ مضمرات

(ضمیریں)(تعداد میں ۷۰ اور استعمال میں ۶۰ ہیں)

لُغَةً: **مضمر** کا معنیٰ پوشیدہ اسی لیے انسانی دل کو ضمیر کہا جاتا ہے کہ وہ جسم میں پوشیدہ ہے۔

اِصْطِلَاحًا: (۱) اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ اَوْ مُخَاطَبٍ اَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ لَفْظًا اَوْ مَعْنًى اَوْ حُكْمًا۔ لَفْظًا کی مثال زَيْدٌ ضَرَبَ غُلَامَه ، وَلُوْطًا اٰتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ مَعْنًى کی مثال اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور حُكْمًا کی مثال وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

(۲) مَا كُنِيَ بِهٖ عَنِ الْاِسْمِ الظَّاهِرِ
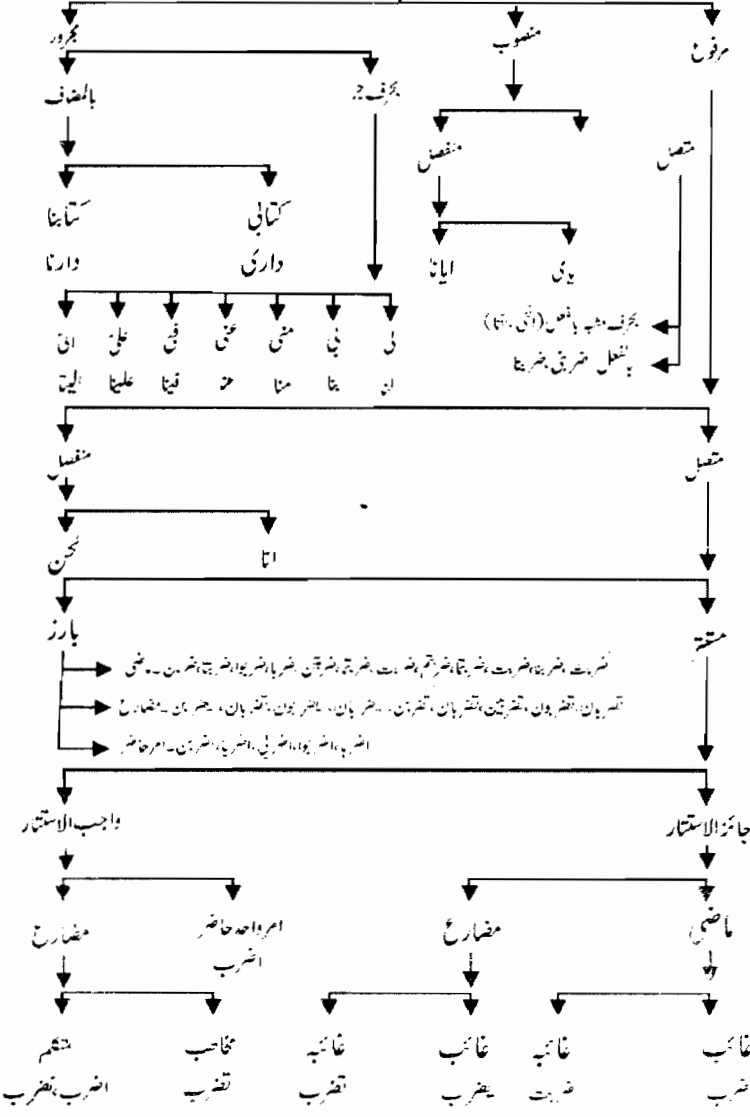
ضمیر متصل: مَالَایُبْتَدَءُ بِهٖ وَلَایَقَعُ بَعْدَ اِلَّافِی حَالَةِ الْاِخْتِیَارِ کَقَوْلِكَ ضَرَبْتُ

ضمیر منفصل: وَهُوَمَایُبْتَدَءُ بِهٖ وَیَقَعُ بَعْدَ اِلَّافِی الْاِخْتِیَارِ کَقَوْلِكَ اَنَا، نَحْنُ، اِیَّایَ، اِیَّانَا

ضمیر مستتر: وَھُوَمَالَا صُوْرَۃَ لَہٗ فِی اللَّفْظِ مَثَلًا ھُوَ فِی "زیدٌ ضَرَبَ"

اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔جائز الاستتار: یعنی وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر بھی آسکتا ہے۔جیسے یَضْرِبُ میں "ھُوَ" اسے یَضرِبُ زَیدٌ بھی کہہ سکتے ہیں۔

۲۔واجب الاستتار: جہاں صرف ضمیر ہی فاعل ہوسکتی ہے اسم ظاہر فاعل نہیں ہوگا۔جیسے: اِضْرِبْ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ، میں أنت، أنا، نحن، واجب الاستتار ہیں ان میں اسم ظاہر فاعل نہیں ہو سکتا۔

صفت کے صیغوں میں مطلق ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل ہے اور مطلقاً سے مراد خواہ صیغہ واحد ہو، تثنیہ ہو یا جمع ہو اور خواہ مذکر ہو یا مؤنث مگر شرط یہ ہے کہ ان کا فاعل اسم ظاہر نہ ہو ورنہ ضمیر مستتر نہ ہوگی۔ جیسے أَقَائِمٌ اَلزَّیْدَانِ

امثلۃ: اسم فاعل۔جیسے اَللّٰہُ خَالِقٌ، اسم مفعول۔جیسے کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا، صفت مشبہ۔جیسے اللّٰہُ سَمِیْعٌ اسم تفضیل۔جیسے رَبُّکُمْ اَعْلَمُ

ضمیر بارز: وَھُوَمَالَہٗ صُوْرَۃٌ فِی اللَّفْظِ جیسے زَیْدَانِ ضَرَبَا وغیرہ۔

ضمیر شان یا قصہ: وہ ضمیر جو جملہ سے پہلے بغیر مرجع کے آتی ہے اور بعد والا جملہ اس کی تفسیر کرتا ہے اگر یہ ضمیر مذکر کی ہو تو ضمیر شان کہلاتی ہے۔مثلاً ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور اگر مؤنث کی ہو تو ضمیر قصہ کہلاتی ہے۔ مثلاً اِنَّھَا لَاتَعْمَی الْاَبْصَارُ

ضمیر فصل: وہ ضمیر جو مبتداء اور ایسی خبر جو معرفہ یا افعل التفضیل مستعمل بمن ہو کے درمیان مبتدا کے مطابق لائی جاتی ہے جو بتلاتی ہے کہ بعد والی خبر ہے صفت نہیں ہے۔مثلاً اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ، اُولٰئِکَ ھُمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرَۃُ، فَإِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَأْوٰی۔

ضمائر کے مبنی ہونے کی وجہ: ضمائر اپنے مرجع کی طرف محتاج ہونے میں حرف کے ساتھ مشابہ ہیں جیسے حرف معنی کی ادائیگی میں کسی ضم ضمیمہ کا محتاج ہوتا ہے اس طرح یہ بھی مرجع کی محتاج ہوتی ہیں اس لیے مبنی ہیں۔

ضمائر کا مرجع: یعنی ضمیر سابقہ کلام میں جس کلمہ کی طرف لوٹتی ہے اس کو مرجع کہا جاتا ہے اس کی تین اقسام ہیں۔
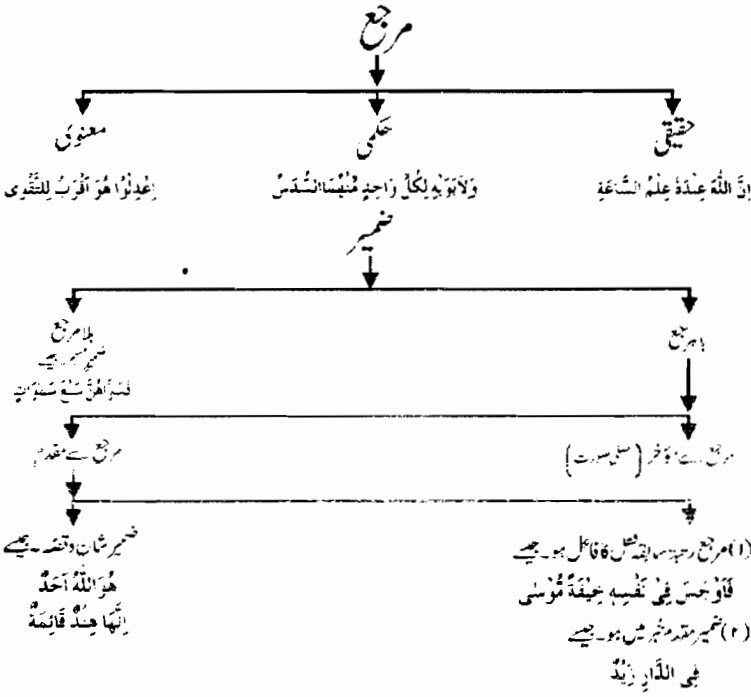
فائدہ: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ضَرَبَ میں ''ھُوَ'' اور ضَرَبَتْ میں ''ھِیَ'' ضمیر پوشیدہ ہے۔ اس طرح کہنا غلط ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ضَرَبَ میں ایک ضمیر ہے جسے ''ھُوَ'' سے اور ضَرَبَتْ میں ایک ضمیر ہے جسے ''ھِیَ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فائدہ: ضمیر غائب سے قبل اگر کسرہ ہو تو مکسور اور اگر ''ی'' ساکنہ ہو تو مکسور و مضموم دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ مکسور کی مثال عَلَیْهِ، عَلَیْهِمْ۔ مضموم کی مثال عَلَیْهُ اللّٰہَ، وَمَآ اَنْسَانِیْهُ اور اگر ضمیر غائب سے قبل ''ی'' کے علاوہ حرف ساکن ہو یا حرف مضموم ہو یا مفتوح یا الف ہو تو ضمیر کو مضموم پڑھیں گے۔ جیسے عنه، قلته، سبحانه، اياه

۲۔اسماءالاشارات

اسمائے اشارات پانچ ہیں

- واحد مذکر: ذَا
- تثنیہ مذکر: ذَانِ۔ ذَیْنِ
- واحد مؤنث: تَا، تِیْ، تِہْ، تِہِیْ، ذِہْ، ذِھِیْ
- تثنیہ مؤنث: تَانِ۔تَیْنِ
- جمع مذکر ومؤنث: اُوْلَاءِ مدًا، اُوْلٰی قصرًا
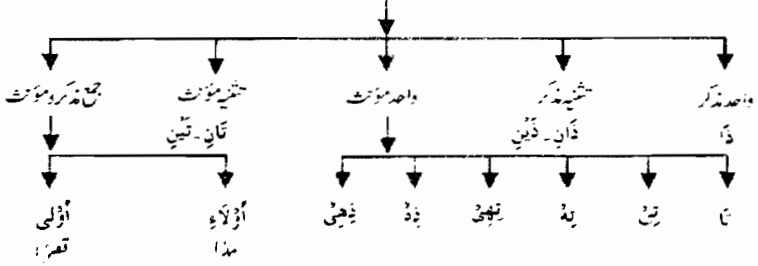
تعریف:(۱)مَاوُضِعَ لِمُشَارٍ اِلَیْہِ

(۲)وَھُوَمَادَلَّ عَلٰی مُسَمَّاہُ بِوَاسِطَةِ الْاِشَارَةِ الْحِسِّیَّةِ اَوِ الْمَعْنَوِیِّ(کَالْیَدِ وَالرَّاْسِ)

(۳) وہ اسم جو اس چیز پر بولا جائے جس کی طرف ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کیا گیا ہو۔

اسمائے اشارات کے شروع میں حرف تنبیہ ''ھَا'' بھی آجاتی ہے۔جیسا کہ نسبت اسنادیہ سے قبل آجاتی ہے ھَا زَیْدٌ قَائِمٌ (خبردار زید کھڑا ہے) ایسے ہی ھٰذَا زَیْدٌ (خبردار یہ زید ہے)۔

کبھی ان اسماء کے آخر میں حرف خطاب (كَ) آجاتا ہے حروف خطاب پانچ ہیں۔كَ، كُمَا، كُم، كِ، كُن اسی طرح اشارات بھی پانچ ہیں: ذا، ذان، تا، تان، اُولاء اس طرح پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے پچیس الفاظ بن گئے۔

اسمائے اشارات (کثرۃ المبانی تدل علی کثرۃ المعانی) کے اصول کے مطابق تین درجات رکھتے ہیں۔

مراتب کے لحاظ سے درجات

بُعدِ مشارٌ الیہ کے اعتبار سے اقسام

حقیقی — ذَالِكَ الْبَيْتُ الْحَرَامُ

حکمی — ذَالِكَ الْكِتَابُ (اَلْقُرْآنُ)

اسمائے اشارات میں چار چیزیں ملحوظ ہوتی ہیں۔
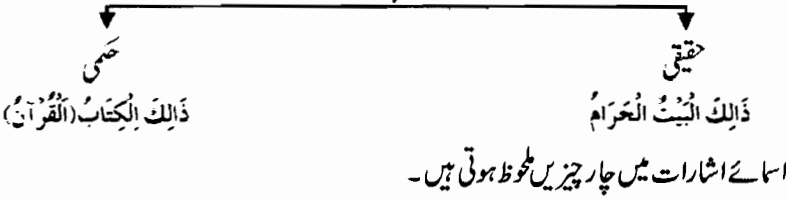
(۱) مشیر (۲) مخاطب (۳) اشارہ (۴) مشارٌ الیہ

مخاطب کے اعتبار سے اسم اشارہ مذکر و مونث، واحد تثنیہ جمع لایا جاتا ہے۔ مثلاً ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ، اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ، قَالَتْ فَذَالِكُنَّ الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ۔ مشار الیہ معرّف باللام ہو تو اسم اشارہ ترکیب میں موصوف یا مبدل منہ یا مبتدا واقع ہوگا۔ مثلاً ذَالِكَ الْكِتَابُ

موصوف۔۔۔صفت مبدل منہ۔۔۔بدل الکل مبتدا۔۔۔خبر

اور اگر مشار الیہ غیر معرّف باللام ہو تو صرف مبتدا اور خبر ہی ہوں گے۔ مثلاً هٰذِهٖ جَهَنَّمُ

۳۔ اسمائے موصولات
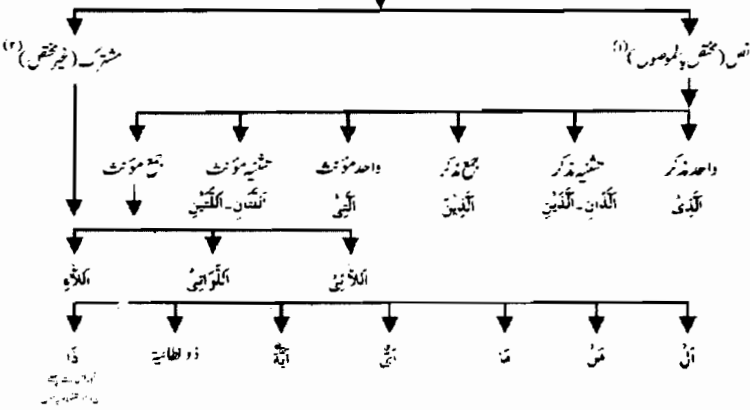
(۱) ان پر الف لام عوض میں نہیں بلکہ لازم ہے بمنزلہ جزو کلمہ ہے اگر داخل نہ کیا جائے تو یہ "ذی" اور "تی" رہ جاتے جو اسم اشارہ ہیں۔

(۲) مَا احْتَمَلَ مَعْنَى غَيْرِهٖ

لُغَۃً: یہ وصل سے اسم مفعول ہے جس کا معنیٰ ملایا ہوا یعنی یہ صلہ کے ساتھ مل کر معنیٰ دیتا ہے۔

اِصْطِلَاحًا: (۱) وَهُوَ اسْمٌ لَا يَصْلُحُ اَنْ يَكُوْنَ جُزْءً ا تَامًّا مِّنْ جُمْلَةٍ اِلَّا بِصِلَةٍ وَّعَائِدٍ(۱) وَّصِلَتُهٗ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ۔ مَثَلًا اَلَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ، جَاءَ الَّذِىْ اَبُوْهُ عَالِمٌ

(۲) مَادَلَّ عَلٰى مَعْنَاهُ بِوَاسِطَةِ الصِّلَةِ۔

(۳) هُوَ كُلُّ اسْمٍ افْتَقَرَ اِلٰى صِلَةٍ وَّعَائِدٍ۔

غیر مختص بالموصول: وہ اسماء جو موصول کے علاوہ معانی کا بھی احتمال رکھتے ہیں۔

(۱) ''اَلْ'' اسمی جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر آتا ہے اور اَلَّذِیْ یا اَلَّتِیْ کے معنی میں ہوتا ہے۔ مثلاً وَالسَّارِقُ اَیْ اَلَّذِیْ یَسْرِقُ اور وَالزَّانِيَةُ اَیْ اَلَّتِیْ تَزْنِیْ۔

(۲) ''مَنْ'' ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے وَاَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعٰى۔ کبھی غیر ذوی العقول کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے مِنْهُم مَنْ يَّمْشِي عَلٰى بَطْنِه۔ یہاں مَا کے معنیٰ میں ہے۔

(۳) ''مَا'' غیر ذوی العقول کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے ''مَا عِنْدَكُمْ يَنْفِدُ'' اور کبھی ذوی العقول کے لیے بھی آتا ہے جیسے وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا اَیْ مَنْ بَنَاهَا۔

(۴) ذوالطائیہ(۲): جیسے

اِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ   وَبِئْرِیْ ذُوْ حَفِرْتُ وَذُوْ طَوَيْتُ

بِمَعْنَی الَّذِیْ حَفِرْتُهٗ وَالَّذِیْ طَوَيْتُهٗ۔

فائدہ: مَنْ، مَا، اَلْ، ذُوْ جب موصول استعمال ہوں تو واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث میں برابر ہوتے ہیں اور ایک ہی حالت پر رہتے ہیں۔

(۵) مَاذَا، مَنْ ذَا، مَاذَا صَنَعْتَ اَیْ مَا الَّذِیْ صَنَعْتَ، مَنْ ذَا عِنْدَكُمْ اَیْ مَنْ الَّذِیْ عِنْدَكُمْ۔

---

(۱) عائد ضمیر فضلہ کی ہو تو حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے وَمَنْ یُّضْلِلْ اَیْ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ۔

(۲) یہ ذُوْ مبنی ہوتا ہے۔ اور جو ذُوْ بمعنی صاحب ہے وہ معرب باعراب ستہ مکبرہ ہوتا ہے۔

(۲) اَیٌّ اور اَیَّةٌ ایک صورت میں مبنی اور تینوں صورتوں میں معرب ہیں جب یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا صدر صلہ مذکور نہ ہو تو مبنی ہوں گے۔
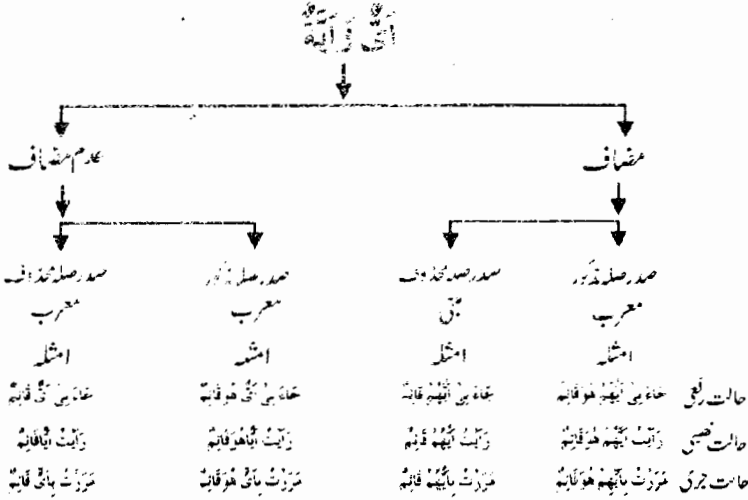
۴۔ اسماء الاصوات

تعریف: وَهُوَ كُلُّ لَفْظٍ حُكِيَ بِهِ صَوْتٌ أَوْ صُوِّتَ بِهِ الْبَهَائِمُ۔ مثلاً غَاقِ کوے کی آواز، نَخَّ بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ اونٹ کو بٹھانے کے لیے۔

مبنی ہونے کی وجہ: یہ اسمائے معدودہ کی طرح بغیر ترکیب کے واقع ہوتے ہیں یعنی کسی عامل کے ساتھ مرکب ہو کر استعمال نہیں ہوتے[1]۔

جو اصوات انسان کی زبان پر جاری ہوتی ہیں ان کی دو اقسام ہیں۔

(۱) اگر کوئی اسم صوت ترکیب میں واقع ہو تو پھر بھی مبنی ہو گا مثلاً "قَالَ فُلَانٌ نَخَّ" اس لیے کہ حکایت عن الصوت ہے۔
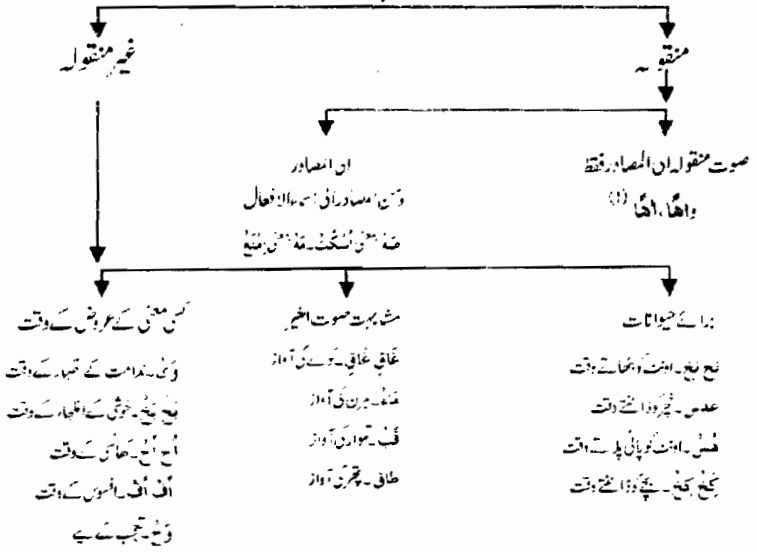
(۱) اس کا حکم مصدر جیسا ہوگا یعنی وَاھًا بمعنی اَفْرَحُ فَرَحًا اور اھًا بمعنی اَحْزَنُ حَزَنًا۔

۵۔ اسماء الافعال(۱)
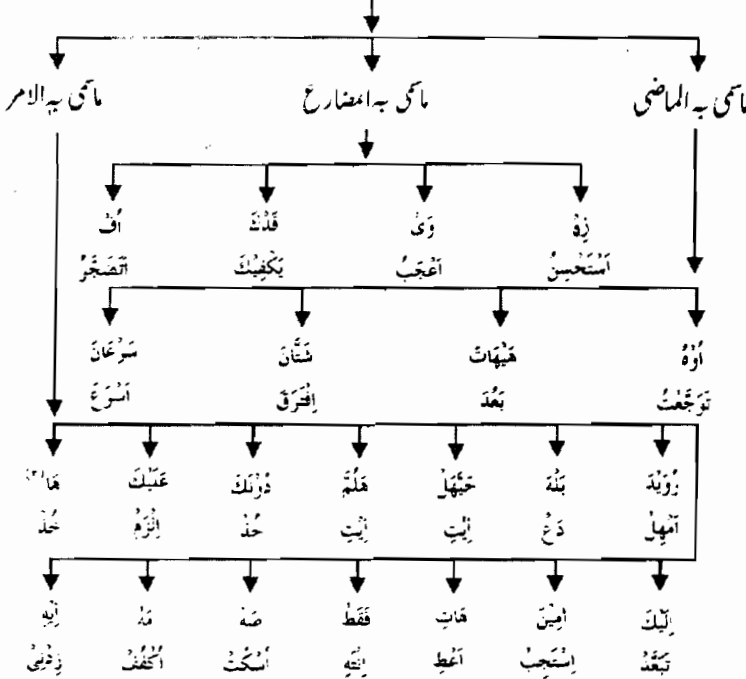
وجہ تسمیہ: اسماء الافعال کو اسماء الافعال اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ہوتے اسم ہیں اور معنی فعل کا دیتے ہیں لیکن علامت فعل کو قبول نہیں کرتے۔

تعریف: (۱) وَھُوَ کُلُّ اِسْمٍ بِمَعْنَی الْمَاضِیْ اَوِ الْمُضَارِعِ اَوِ الْاَمْرِ۔

(۲) وَھُوَ مَانَابَ عَنِ الْفِعْلِ وَلَیْسَ فَضْلَۃً وَلَامُتَاَثِّرًا بِعَامِلٍ۔

مبنی ہونے کی وجوہات: (۱) ان میں سے بعض کی وضع حروف کی مانند ہے باقی الفاظ کو ان پر محمول کیا گیا ہے۔

---

(۱) یعنی وہ اسماء جو خاص افعال پر دلالت کرتے ہیں اور فعل کے معنی، زمانہ اور عمل کو متضمن ہوتے ہیں۔

(۲) واحد مذکر و مؤنث کے لیے ھا اور جمع مذکر کے لیے ھاؤم اور جمع مؤنث کے لیے ھاؤن تصرف کیا جاتا ہے۔

(۲) جو اسم جس فعل کے معنیٰ میں ہے وہ اس کے مشابہ ہے یعنی جو فعل ماضی کے معنی میں ہے وہ فعل ماضی کے مشابہ ہے اور جو امر کے معنی میں ہے وہ فعل امر کے مشابہہ ہے اور جو مضارع کے معنی میں ہے وہ یا تو تاویلاً ماضی ہے۔ جیسے اَتَضَجَّرُ بمعنی تَضَجَّرْتُ اور مضارع کے ساتھ اس لیے تعبیر کیا گیا کہ یہاں انشاء مراد ہے اخبار مراد نہیں اور انشاء کو فعل مضارع حال کے ساتھ تعبیر کرنا اولیٰ ہے۔

یا للاکثر حکم الکل کے تحت ان کو بھی مبنیات میں شامل کر دیا گیا ہے۔

اسماء الافعال کے احکام: (۱) یہ اسماء اپنے افعال جیسا عمل کرتے ہیں جو بمعنی مضارع اور ماضی ہیں وہ فاعل کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے هَيْهَاتَ الْعَقِيْقُ اَیْ بَعُدَ الْعَقِيْقُ اور اگر ان کا فعل متعدی ہو تو یہ مفعول کو نصب بھی دیتے ہیں۔ مثلاً قَدْكَ بمعنی يَكْفِيْكَ اور عَلَيْكُمُ الصِّدْقَ اَیْ اِلْزَمُوا الصِّدْقَ۔

(۲) یہ اسماء افعال تمام جامد ہیں ان کے حروف و حرکات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

(۳) یہ تمام اسماء افعال مبنی ہیں بعض فتحہ پر۔ جیسے هَيْهَاتَ، رُوَيْدَ اور بعض کسرہ پر۔ جیسے هَاتِ، اِيْتِ اور بعض ضمہ پر جیسے آهٗ بمعنی اَتَوَجَّعُ اور بعض سکون پر مبنی ہیں۔ جیسے صَهْ، مَهْ۔ اور بعض منون ہوتے ہیں۔ جیسے صَهٍ اور بعض پر تنوین نہیں آ سکتی۔ جیسے آمِيْنَ اور باب فَعَالِ سے۔

(۴) انکے اوزان افعال کے اوزان سے مختلف ہیں اور ان کا مدلول لفظ فعل ہوتا ہے جس کیلئے کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔

(اسماء الافعال اور عام افعال میں فرق)

(۱) اسماء الافعال کبھی حذف نہیں ہوتے جبکہ عام افعال قرینہ کی موجودگی میں حذف ہو جاتے ہیں۔

(۲) یہ اسماء الافعال اپنے معمول سے متأخر نہیں ہوتے کیونکہ یہ کمزور عامل ہیں اور عام افعال اپنے معمول سے متأخر ہو سکتے ہیں۔

(۳) ان میں ضمیر پوشیدہ نہیں نکالی جا سکتی جبکہ عام افعال میں ان کا فاعل ضمیر بن سکتی ہے۔

(۴) اسماء الافعال معنی پر دلالت کرنے میں مبالغہ رکھتے ہیں مثلاً بَعُدَ دور ہوا اور هَيْهَاتَ بمعنی بہت دور ہوا۔

(۵) اسماء الافعال میں عام افعال کی نسبت اختصار ہوتا ہے تثنیہ وجمع کے لیے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جبکہ عام افعال میں تبدیلی ہوتی ہے۔
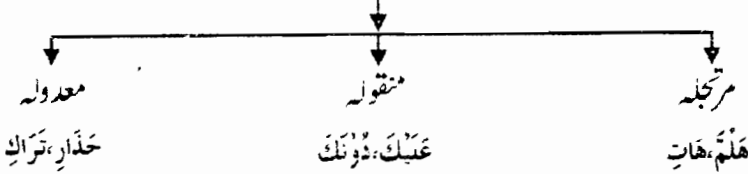
(۱) **مرتجلہ:** وہ اسماء جو صرف فعل ہی کے لیے وضع کیے گئے ہوں مثلاً اٰمِيْنَ بمعنی اِسْتَجِبْ۔

(۲) **منقولہ:** وہ اسماء جو وضع تو کسی اور معنٰی کے لیے کیے گئے ہوں مگر بعد میں فعل کی طرف منتقل ہو جائیں۔ مثلاً دُوْنَكَ بمعنی خُذْ۔

(۳) **معدولہ:** معدولہ سے مراد ہر وہ کلمہ جو ثلاثی مجرد سے فَعَالِ کے وزن پر آئے۔ مثلاً ضَرَابِ، نَزَالِ، قَتَالِ(۲)

۶۔ ظروف مبنیہ
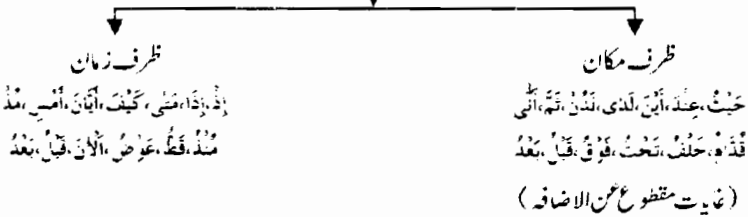
تعریف، لُغَةً: ظروف ظرف کی جمع ہے اور ظرف اس برتن کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

اِصْطِلَاحًا: هُوَ اسْمٌ يَدُلُّ عَلٰى زَمَانٍ أَوْمَكَانٍ وَيَتَضَمَّنُ مَعْنَى فِيْ بِا طِّرَادٍ۔

---

(۱) پہلی دونوں قسمیں سماعی ہیں اور تیسری قسم قیاسی ہے۔

(۲) اگر یہ طلب پر دلالت کریں تو ان کے جواب میں مضارع مجزوم ہوگا۔ جیسے نَزَالِ نُحَدِّثْكَ أَيْ أَنْزِلْ نُحَدِّثْكَ۔

ظروفِ مکان

(۱) **حَیْثُ:** (ا) مبنی بر ضم محل نصب میں واقع ہوتا ہے اور یہ اکثر مابعد والے جملہ کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "اِجْلِسْ حَیْثُ یَجْلِسُ الْعُلَمَاءُ" جملہ مضاف الیہ محل جر میں ہے۔

(ب) بسا اوقات حَیْثُ سے قبل حرف جار مِنْ ، اِلٰی آ جاتے ہیں اس وقت حیث مبنی علی الضم محلاً مجرور ہوگا جیسے: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(ج) کبھی اس کے بعد مَا کا اضافہ کیا جاتا ہے اور یہ اس وقت جازم ہوتا ہے۔ اور دو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔ مثلاً: حَیْثُمَا تَعِشْ یُقَدِّرْ لَكَ اللّٰهُ رِزْقًا۔

(د) کبھی شاذ طور پر حَیْثُ مفرد کی طرف بھی مضاف ہو جاتا ہے مگر اس وقت اس کے مبنی اور معرب ہونے میں اختلاف ہے۔ مثلاً اَمَا تَرٰی حَیْثُ سُهَیْلٍ طَالِعاً نَجْمٌ یُضِیْئُ کَالشِّهَابِ سَاطِعًا(۱)۔

(۲) **عِنْدَ:** (ا) ظرف مکان مبنی علی الفتح۔ مثلاً لَقِیْتُهٗ عِنْدَ الطَّرِیْقِ۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔

(ب) مجرور بِمِنْ بھی آتا ہے۔ جیسے فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ۔

(ج) زمان کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے لَقِیْتُهٗ عِنْدَ الْعَصْرِ۔

(د) عِنْدَكَ اسم فعل بمعنی (خُذْ)۔ جیسے عِنْدَكَ الْكِتَابَ۔

(ص) عِنْدَمَا (مرکبہ) ظرف زمان اور ما مصدریہ سے۔ مثلاً عُدْتُ عِنْدَمَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَیْ عِنْدَ غِیَابَةِ الشَّمْسِ۔

(۳) **اَیْنَ:** (ا) مبنی علی الفتح برائے استفہام مثلاً: یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ، فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ۔

(ب) اَیْنَمَا: عموماً اَیْنَ کے ساتھ "مَا" زائدہ مستعمل ہوتا ہے اس وقت اسم شرط ہوتا ہے۔ جیسے اَیْنَمَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا، اَیْنَمَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ۔

(۴) **لَدٰی:** مبنی علی السکون ضمیر یا اسم ظاہر کی طرف لازم الاضافت ہے۔ مثلاً مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ

---

(۱) کیا نہیں دیکھتا تو سہیل کی جگہ کو اس حال میں کہ سہیل طلوع کرنے والا ہو۔ وہ ایک ستارہ ہے جو آگ کے شعلہ کی طرح روشن اور بلند ہوتا ہے۔

اِلَّالَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ،وَاَلْفَیَا سَیِّدَهَالَدَی الْبَابِ،اِذِالْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ۔

(۵)**لَدُنْ**: مبنی علی السکون لازم الاضافت بمعنیٰ عِنْدَ ،عموماً اس سے قبل حرف جار مِنْ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً وَاِنَّكَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ،وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا،لِیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ۔

لَدیٰ وَلَدُنْ اور عِنْدَ میں فرق: لَدیٰ اور لَدُنْ میں کسی چیز کا پاس ہونا ضروری ہے جبکہ عِنْدَ میں یہ شرط نہیں ہے۔

لَدیٰ میں لغات: لَدیٰ، لَدُنْ، لَدَنْ ،لَدْنِ ،لُدْنِ ،لُدْنْ، لَدْ ،لُدْ ،لِدْ۔

(۶)**ثَمَّ**: مبنی علی الفتح بعدِ مکان کے لیے۔مثلاً وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ،عِنْدَذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٌ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٌ۔

(۷)**اَنّٰی**: مَبْنِی عَلَی السُّكُوْنِ لِاِسْتِفْهَامِ الْمَكَانِ وَلِلشَّرْطِ مَثَلًا۔قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ،اَنّٰی تَجْلِسْ اَجْلِسْ۔ وَبِمَعْنَی كَیْفَ مَثَلًا۔اَنّٰی یُحْیِیْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَمَوْتِهَا،وَاَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ۔ وَبِمَعْنَی مَتٰی مَثَلًا۔اَنّٰی الْقِتَالُ۔

(۸)**قُدَّامُ ،خَلْفُ ،تَحْتُ ،فَوْقُ ،قَبْلُ ،بَعْدُ**: ان کو اسمائے جہات ستہ اور غایات کہتے ہیں ان کا مضاف الیہ محذوف اور دل میں مقصود ہو تو یہ مبنی علی الضم ہوتے ہیں۔لیکن اسمائے جہات ستہ کے مضاف الیہ کا حذف سماعی ہے یہی وجہ ہے کہ لفظ یمین اور شمال ان جہات ستہ (ظروف مبنیہ) میں شمار نہیں ہوتے اس لیے کہ یہ مقطوع الاضافت مسموع نہیں۔ جہات ستہ پر اگر مِنْ جارہ نہ ہو تو دو حالتوں میں معرب منصوب اور ایک حالت میں مبنی علی الضم ہوتے ہیں۔
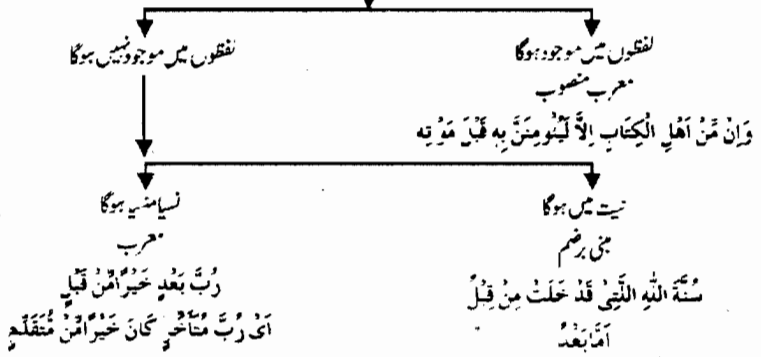
ظروف زمان

(۱) اِذْ: (ا) ماضی کے لیے مستعمل ہوتا ہے اگر چہ اس کے بعد مضارع آئے۔ مثلاً وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ کبھی اس کے بعد جملہ اسمیہ آتا ہے۔ جیسے وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ فَكَثَّرَكُمْ۔

(ب) جب یہ بَيْنَمَا اور بَيْنَ کے بعد واقع ہو تو فجائیہ ہوتا ہے۔ مثلاً بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ۔ بَيْنَ اَنَا جَالِسٌ اِذْ اَقْبَلَ اَمِيْرٌ۔

(ج) کبھی یہ مضاف الیہ ہوتا ہے جبکہ اس سے قبل ایسا لفظ آئے جو زمانہ پر دلالت کرے۔ جیسے وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ۔

(د) لام تعلیل کی جگہ۔ مثلاً صَافَحْنَاهُ اِذْ اَنَّهٗ وَدَّعَنَا اَیْ لِاَنَّهٗ۔

(۲) اِذَا: (ا) مستقبل کے لئے آتا ہے اگر چہ ماضی پر آئے۔ مثلاً اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ۔

(ب) کبھی اس سے استمرار زمانی مراد ہوتا ہے۔ مثلاً وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ۔

(ج) کبھی مفاجاتیہ ہوتا ہے جب اس کے بعد مبتدا آئے۔ مثلاً اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ۔

(د) کبھی بمعنی حین کے جبکہ شرط کے معنی میں نہ ہو۔ مثلاً اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ۔

(س) حرف تفسیر بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً هَضَمْتُ الدَّرْسَ اِذْ فَهِمْتُهٗ۔

(۳)**متی:** (ا) اسم شرط جازمہ ہے۔ مثلاً مَتٰی یَنْتَشِرِ الْعِلْمُ یَرْتَفِعِ الْجَهْلُ۔

(ب) اسم استفہام۔ مثلاً مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ، مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ، وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هُوَ۔

(ج) جارہ بھی آتا ہے۔ مثلاً شَرِبْنَ بِمَاءِ الْبَحْرِ ثُمَّ تَرَفَّعَتْ، مَتٰی لُجَجٍ خُضْرٍ لَهُنَّ نَئِیْجٌ۔

(۴)**کَیْفَ:** (ا) اسم استفہام ہے حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے۔ مثلاً کَیْفَ حَالُكَ۔

(ب) کبھی تعجب مع الاستفہام۔ مثلاً کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا۔

(ج) کبھی توبیخ کے لیے آتا ہے۔ مثلاً کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ أَمْوَاتًا۔

(د) کبھی نفی کے لیے آتا ہے۔ مثلاً کَیْفَ أَخَافُ الْفَقْرَ وَعَوْنُ اللّٰهِ مَعِیَ۔

(س) کبھی انکار کے لیے آتا ہے۔ مثلاً کَیْفَ تُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ وَالْأَطْفَالُ صَائِمُوْنَ۔

(۵)**أَیَّانَ:** (ا) اسم شرط جازمہ۔ مثلاً أَیَّانَ تَأْتِنَا نُکْرِمْكَ۔

(ب) اسم استفہام مستقبل اور تہویل یا امور عظیمہ کے لیے آتا ہے۔ جیسے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَیَّانَ مُرْسَاهَا۔ وَمَا یَشْعُرُوْنَ أَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔

(۶)**أَمْسِ:** (ا) مبنی علی الکسر جبکہ گذشتہ دن مراد ہو۔ مثلاً أَرْسَلْتُ إِلَیْكَ رِسَالَةً أَمْسِ۔

(ب) بعض کے ہاں اگر اس سے مراد الیوم الماضی ہو تو معرب ہوگا۔ مثلاً مَرَّ أَمْسٌ۔

(ج) اگر مضاف ہو یا معرف باللام ہو یا نکرہ ہو تو بالاتفاق معرب ہوگا۔ مثلاً مَضٰی أَمْسُنَا، مَضٰی الْأَمْسُ الْمُبَارَكُ، کُلُّ غَدٍ صَارَ أَمْسًا۔

(۷)**مُذْ، مُنْذُ:** بطور حرف جر بمعنی مِنْ استعمال ہوتے ہیں اور اول مدت کے لیے آتے ہیں جبکہ ان کے بعد والا زمانہ متٰی کا جواب ہو۔ مثلاً مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ أَوْ مُنْذُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَتٰی رَأَیْتَ زَیْدًا۔

اور جمیع مدت کے لیے بھی آتے ہیں اگر ان کے بعد والا زمانہ کَمْ کا جواب ہو۔ مثلاً مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ أَوْ مُنْذُ یَوْمَانِ، فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ کَمْ مُدَّةً مَا رَأَیْتَ زَیْدًا؟

اور بمعنی فِیْ اگر زمانہ حال ہو۔ مثلاً مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ أَوْ مُنْذُ شَهْرِنَا۔ بطور اسم ظرف مبنی علی السکون والضم محلاً

منصوب۔ مثلاً مَا زِلْتُ نَشِيطاً مُنْذُ أَنَا شَابٌّ۔

ان کے بعد کبھی فعل۔ جیسے مَا خَرَجْتُ مُذْ ذَهَبْتَ۔ کبھی مصدر۔ جیسے مَا خَرَجْتُ مُذْ ذَهَابِكَ۔ کبھی أَنَّ۔ جیسے مَا خَرَجْتُ مُذْ أَنَّكَ ذَاهِبٌ۔ کبھی أَنْ۔ جیسے مَا خَرَجْتُ أَنْ ذَهَبْتَ اور کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے مَا خَرَجْتُ مُذْ زَيْدٌ مُسَافِرٌ۔

ترکیب: مُذْ يَوْمَانِ میں لفظ "مُذْ" اول المدة یا جميع المدة کی تاویل میں مبتدا اور "يَوْمَانِ" خبر یا یہ امام زجاج نحوی کے نزدیک خبر مقدم اور مابعد مبتدا ہوں گے۔

(۸) قَطُّ: ماضی منفی میں استغراق نفی کے لیے آتا ہے۔ مثلاً مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ۔ مبنی بر ضم محلا منصوب مفعول فیہ واقع ہوتا ہے۔

(۹) عَوْضُ: مستقبل منفی میں استغراق نفی کے لیے آتا ہے۔ مثلاً لَا أَرَاهُ عَوْضُ، لَنْ أَتَكَاسَلَ عَوْضُ۔

(۱۰) اَلْآنَ: مبنی علی الفتح زمانہ حال کے لیے آتا ہے۔ مثلاً وَقَالَتِ امْرَأَةُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ، آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ۔

۷۔ کنایات
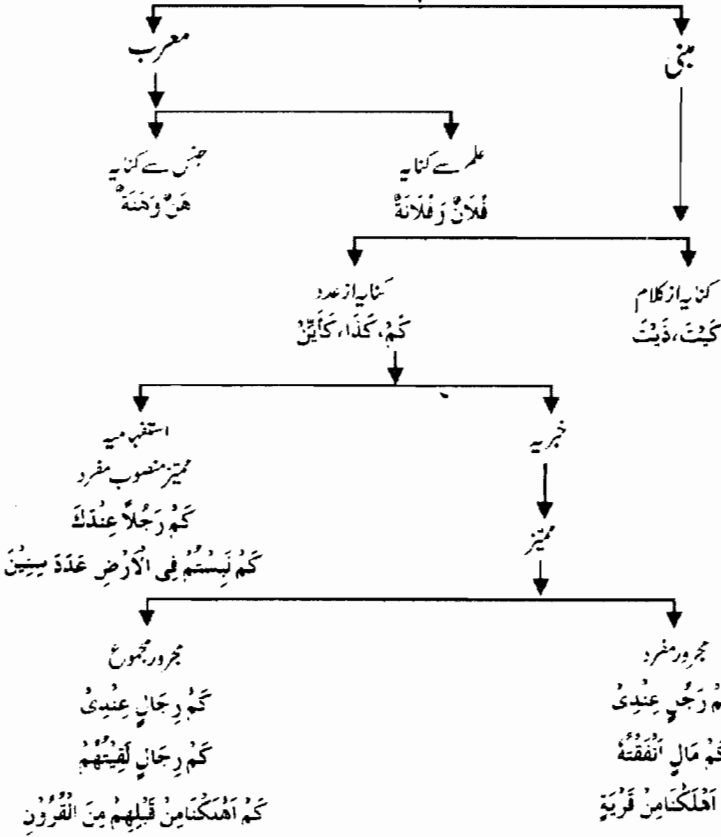
تعریف: اَنْ يُّعَبَّرَعَنْ شَیْءٍ مُّعَيَّنٍ بِلَفْظٍ غَيْرِصَرِيْحٍ فِی الدَّلَالَةِ عَلَيْهِ لِغَرَضٍ مِنَ الْاَغْرَاضِ كَالْاِبْهَامِ عَلَى السَّامِعِيْنَ۔ مَثَلًا جَاءَ فُلَانٌ اَیْ زَيْدٌ۔

کسی معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جو اس معین چیز پر دلالت کرنے میں صریح نہ ہو اور اس سے غرض کبھی سامعین پر اس چیز کو مخفی رکھنا ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ فُلَانٌ سے زید مراد ہو۔

کنایات جمع ہے کنایۃ کی اور کنایات تو بہت سارے ہیں لیکن یہاں جملہ مراد نہیں بلکہ بعض معین مراد ہیں تو

بعض معین کی تعریف دشوار تھی اس لیے ان معہودہ کا نام اور الفاظ کو دو قسموں میں بیان کر دیا کہ کلام سے کنایہ کَیْتَ وَذَیْتَ کے ساتھ ہوتا ہے اور عدد سے کنایہ کَمْ وَکَذَا کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

کنایات کے مبنی ہونے کی وجہ: کَیْتَ وَذَیْتَ ہر ایک جملہ کی جگہ پر آتا ہے اور صاحب مفصل کے نزدیک جملہ مبنی ہے یا یہ مفرد ہیں اور قبل از ترکیب ہر کلمہ مبنی ہوتا ہے۔ کَمْ کی بناء حرف جیسی ہے اور استفہام کو بھی متضمن ہے کَذَا اصل میں ''كَ'' تشبیہ اور ''ذا'' اسم اشارہ سے مرکب ہو کر ایک کلمہ واحدہ کے قائم مقام ہے۔

کَأَیِّنْ ''كَ'' تشبیہ اور ''اَیٌّ'' سے مرکب ہو کر بمنزل ایک کلمہ کے کَمْ خبریہ کا معنی و حکم رکھتا ہے اس میں تین لغات مشہور ہیں۔ کَأَیِّنْ، کَائِنْ، کَاینْ۔

کَیْتَ وَذَیْتَ: اصل میں مشدد تھے مخفف کیے گئے ہیں اور یہ مکرر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ فُلَانٍ کَیْتَ وَکَیْتَ اَیْ جَرٰی بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ الْحَدِیْثُ. اور ان دونوں میں تین اعراب درست ہیں کَیْتَ، کَیْتِ، کَیْتُ۔

کَمْ: کَمْ کی دو اقسام ہیں ایک استفہامیہ جس کے ساتھ کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے اور اس کی تمیز منصوب مفرد ہوتی ہے۔ مثلاً کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ اور کَمْ خبریہ جس کے ساتھ کسی چیز کی کثرت کی خبر دی جاتی ہے اور اس کی تمیز یا مجرور مفرد ہوتی ہے۔ مثلاً کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتَهُ. یا اس کی تمیز مجرور مجموع ہوتی ہے۔ مثلاً کَمْ رِجَالٍ لَقِیْتُهُمْ۔

کَمْ استفہامیہ کی تمیز کبھی مجرور بھی آجاتی ہے۔ مثلاً بِکَمْ رَجُلٍ مَرَرْتَ اور کَمْ استفہامیہ کی تمیز کبھی جمع بھی آجاتی ہے۔ مثلاً کَمْ غِلْمَانًا لَكَ۔ اور کبھی کَمْ استفہامیہ اور اس کی تمیز کے درمیان ظرف کا فاصلہ بھی آجاتا ہے۔ کَمْ لَكَ دِرْهَمًا۔

کبھی دونوں کی تمیز پر مِنْ بیانیہ داخل ہو جاتا ہے اس وقت تمیز مجرور ہوگی۔ استفہامیہ کی مثال: کَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِیْتَهُ اور خبریہ کی مثال: کَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتَهُ قرینہ کے وقت دونوں کی تمیز کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ کَمْ مَالُكَ اَیْ کَمْ دِیْنَارًا مَالُكَ۔ کَمْ ضَرَبْتُ اَیْ کَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ۔
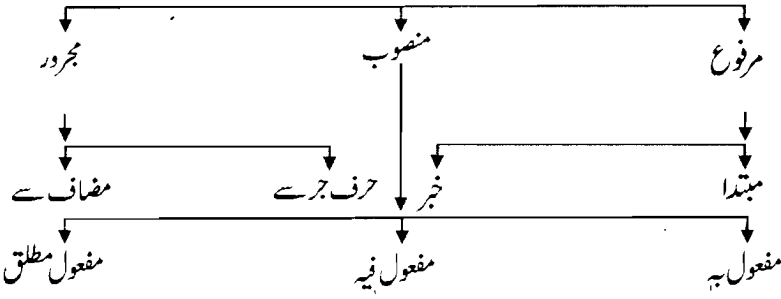
دونوں کَمْ خواہ استفہامیہ ہوں یا خبریہ۔ اپنی تمیز کے ساتھ مل کر کبھی مفعول بہ واقع ہوتے ہیں۔ مثلاً کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ وَکَمْ کِتَابٍ اِشْتَرَیْتُ وَکَمْ غُلَامٍ مَلَکْتُ. اور کبھی مفعول مطلق۔ مثلاً کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ وَکَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ اور کبھی مفعول فیہ۔ مثلاً کَمْ یَوْمًا سِرْتَ وَکَمْ یَوْمٍ صُمْتُ اور اگر ان سے قبل حرف جر یا مضاف آئے تو کَمْ مجرور ہوگا مثلاً بِکَمْ رَجُلاً مَرَرْتَ وَعَلٰی کَمْ رَجُلٍ حَکَمْتُ وَغُلَامَ کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ وَمَالَ کَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ۔

اگر مبتداء واقع ہو۔ مثلاً کَمْ رَجُلاً أَخُوْكَ یا خبر واقع ہو۔ مثلاً کَمْ یَوْمًا سَفَرُكَ، تو کَمْ مرفوع ہوگا۔

کَذَا: یہ عدد و غیر عدد کے لیے آتا ہے۔ زیادہ تر مکرر استعمال ہوتا ہے اور کم خبریہ کا معنی دیتا ہے۔ مثلاً قَالَ فُلَانٌ کَذَا وَکَذَا، عِنْدِیْ کَذَا وَکَذَا دِرْهَمٌ۔

کَأَیِّنْ: بنی علی السکون کَمْ خبریہ کی طرح عدد کی کثرت سے کنایہ ہوتا ہے اور یہ ابتدائے کلام میں واقع ہوتا ہے اور اس کی تمیز مجرور بِمِنْ ہوتی ہے۔ مثلاً کَأَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا، کَأَیِّنْ مِنْ غَنِیٍّ لَا یَقْنَعُ، کَأَیِّنْ مِنْ نَبِیٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ۔

۸۔ مرکب مبنی

مرکبات کی نحویوں کے نزدیک کل چھ اقسام ہیں:

جیسا کہ یہ شعر مشہور ہے۔

بود ترکیب نز د نحو یاں شش — بیادش گیر گر خائف زفوتی

چو ن اسنادی و توصیفی ومزجی — اضافی داں تعدادی وصوتی
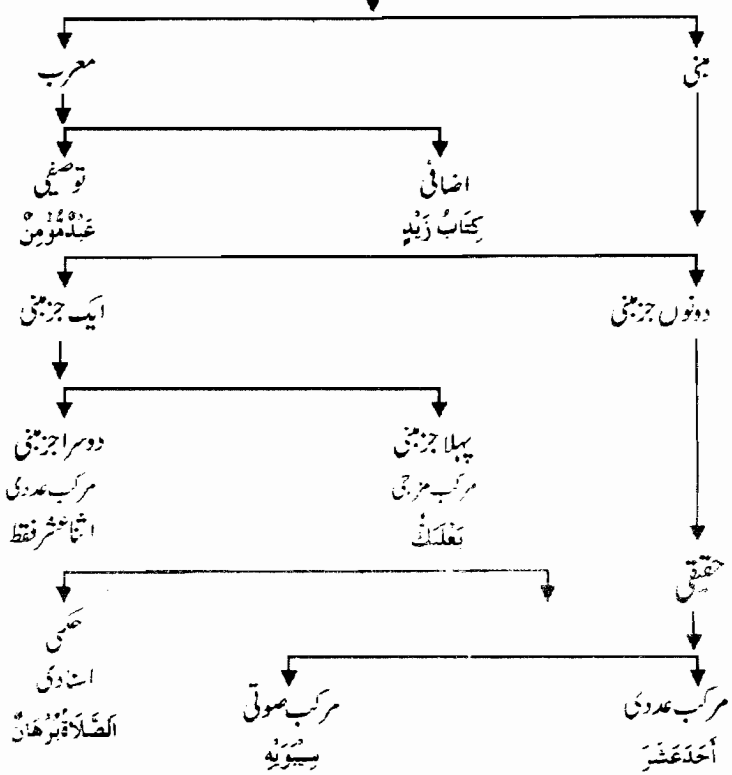
(ا) مرکب اسنادی: وہ مرکب ہے جو مسند اور مسند الیہ پر مشتمل ہو۔ مثلاً اَلصَّلَاةُ بُرْهَانٌ

(۲) مرکب اضافی: وہ مرکب ہے جو مضاف و مضاف الیہ پر مشتمل ہو۔ مثلاً کِتَابُ اللّٰہِ۔

(۳) مرکب توصیفی: وہ مرکب ہے جو موصوف صفت پر مشتمل ہو۔ مثلاً عَبْدٌ مُؤْمِنٌ۔

(۴) مرکب عددی: جو ایسے دو عددوں سے مرکب ہو جن میں دوسرا عدد حرف کو متضمن ہو۔ مثلاً اَحَدَ عَشَرَ اَیْ اَحَدٌ وَّعَشَرٌ۔

(۵) مرکب صوتی: ایسا مرکب جس میں دوسرا جزء صوت پر مشتمل ہو۔ مثلاً رَاهَوَیْهِ، سِیْبَوَیْهِ۔

(٦) مرکب مزجی یا منع صرف: هُوَ كُلُّ اسْمٍ رُكِّبَ مِنَ الْكَلِمَتَيْنِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ۔ مثلاً بَعْلَبَكٌّ وَحَضْرَمُوْتُ وغیرہ۔ یعنی ہر وہ اسم جو دو کلموں سے مرکب ہوا ایسے دو کلمے جن کے درمیان کوئی نسبت نہ اب ہو نہ ترکیب سے پہلے۔ وہ دو کلمے خواہ حقیقةً ہوں۔ جیسے: بَعْلَبَكٌّ یا حُکْماً ہوں۔ جیسے سِیْبَوَیْهِ۔ کہ اس میں دوسرا محض صوت ہے اور کَلِمَتَیْنِ بھی عام ہے خواہ دونوں اسم ہوں یا دونوں فعل ہوں یا دونوں حرف ہوں یا ایک اسم اور ایک فعل یا ایک حرف اور ایک اسم ہو وغیرہ۔ لَیْسَ بَیْنَهُمَا نِسْبَةٌ کی قید سے عَبْدُ اللّٰہِ اور تَأَبَّطَ شَرًّا اور ان جیسی مثالیں خارج ہو گئیں کیونکہ عبداللہ میں نسبت اضافیہ ہے اور تَأَبَّطَ شَرًّا میں نسبت اسنادیہ ہے۔

مرکبات مبنیہ

(۱) عددی یا بنائی: اس کے دونوں جزء مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ثَلَاثَةَ عَشَرَ، سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے اس میں پہلا جزء معرب ہے کیونکہ نون کے حذف ہونے سے مشابہ مضاف ہوا اِثْنَانِ وَعَشَرَ سے۔ واؤ کو حذف کیا جو اتصال کی دلیل تھی تو اِثْنَانِ عَشَرَ ہوا اب نون جو انفصال کی دلیل ہے اس کو بھی حذف کر دیا تو ''اثنا'' کو مستقل کلمہ رکھا نہ کہ قائم مقام جزء کے اس لیے مشابہ مضاف قرار دیتے ہوئے تثنیہ کی طرح معرب پڑھا۔

(۲) صوتی: اس میں پہلا جزء مبنی بر فتحہ اور دوسرا مبنی بر کسرہ۔ جیسے: سِیْبَوَیْهِ، مَرْدَوَیْهِ، رَاهَوَیْهِ، خَالَوَیْهِ وغیرہ

(۳) مزجی: (۱) اس میں فصیح لغت یہ ہے کہ پہلا جزء مبنی برفتحہ کیونکہ اس کا آخری حرف وسط کلمہ ہے جو محل اعراب نہیں ہے اور دوسرا جزء معرب باعراب غیر منصرف ہے۔ مثلاً هٰذِهٖ بَعْلَبَكُّ رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، مَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ اگر چہ اس میں غیر فصیح اور لغات بھی ہیں۔

(۲): دونوں جزء معرب پڑھے جائیں اس طرح کہ پہلا جزء دوسرے کی طرف مضاف ہو اور دوسرا جزء مضاف الیہ غیر منصرف ہو۔ هٰذِهٖ بَعْلُبَكَّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ ، مَرَرْتُ بِبَعْلِبَكَّ ۔

(۳): دونوں جزء معرب ہوں پہلا مضاف اور دوسر مضاف الیہ منصرف ہو۔ جیسے هٰذِهٖ بَعْلُبَكٍّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكٍّ، مَرَرْتُ بِبَعْلِبَكٍّ۔

(۴): ایک شاذ لغت اس میں یہ بھی ہے کہ أَحَدَعَشَرَ کے ساتھ مشابہت سے دونوں جز مبنی برفتحہ پڑھے جائیں۔ جیسے هٰذِهٖ بَعْلَبَكَّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، مَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ۔
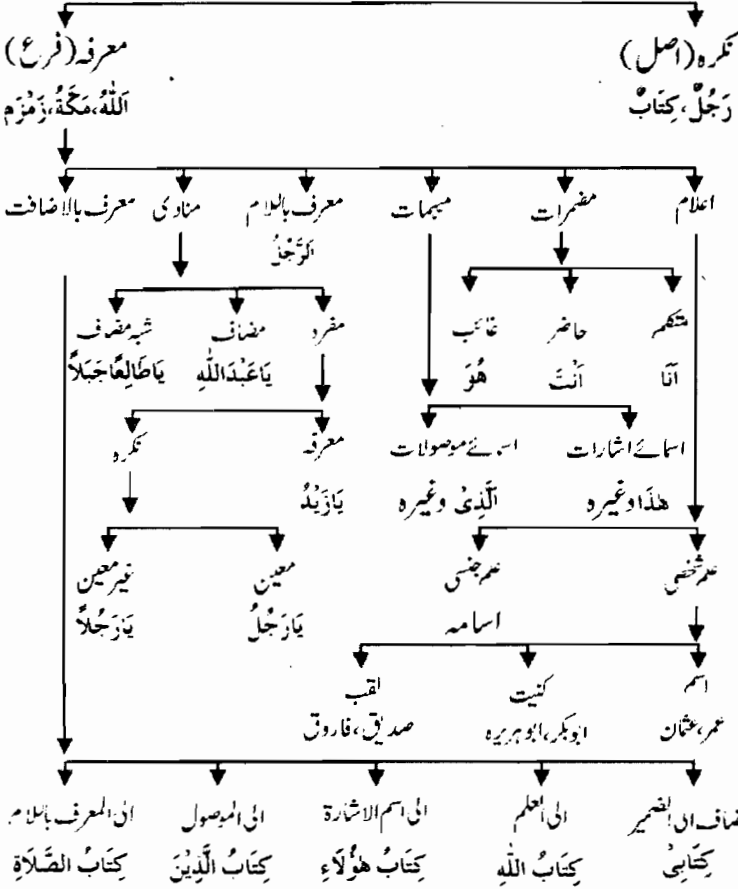
معرفۃ: مَاوُضِعَ لِشَیْءٍ مُّعَیَّنٍ: جو کسی معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو۔ مثلاً زَیْدٌ، مَکَّۃُ وغیرہ

نکرہ: مَاوُضِعَ لِشَیْءٍ غَیْرِ مُعَیَّنٍ: جو کسی غیر معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو۔ مثلاً رَجُلٌ، کِتَابٌ۔ بعض نکرہ کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ کُلُّ اسْمٍ شَائِعٍ فِیْ اَفْرَادِ جِنْسِہٖ لَا یُخْتَصُّ بِہٖ وَاحِدٌ دُوْنَ آخَرَ مثلاً رَجُلٌ مذکر بالغ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

نوٹ: معرفہ کی اقسام میں سے مضمرات اور مبہمات کا تفصیلی بیان مبنی کی بحث میں گزر چکا ہے۔

۳۔اعلام

عَلَمٌ کی جمع ہے علم کی تعریف یہ ہے مَاعُيِّنَ مُسَمَّاهُ۔ كَزَيْدٍ وَمَكَّةَ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱)علم شخصی (۲)علم جنسی

علم شخصی: هُوَ مَاعُيِّنَ مُسَمَّاهُ خَارِجًا۔ كَزَيْدٍ اس کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں۔

۱: **اسم**۔ جیسے عُثْمَانُ، بِلَالٌ وغیرہ۔

۲: **کنیت**۔ مَاصُدِّرَتْ بِأَبٍ وَأُمٍّ ۔ مَثَلاً أَبُوبَكْرٍ ، أُمُّ كَلْثُوْمٍ وغیرہ

۳: **لقب**۔ مَا أُشْعِرَ بِمَدْحٍ۔ كَزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ اَوْ ذَمٍّ كَاَنْفِ النَّاقَةِ

علم جنسی: هُوَ مَاعُيِّنَ مُسَمَّاهُ ذِهْنًا كَأُ سَامَةَ

۴۔معرف باللام

تعریف: هُوَ كُلُّ اسْمٍ دَخَلَتْ عَلَيْهِ "اَلْ" فَأَفَادَتْهُ التَّعْرِيفَ نَحْوُ الْمَدِينَةِ وَالْكِتَابِ ۔
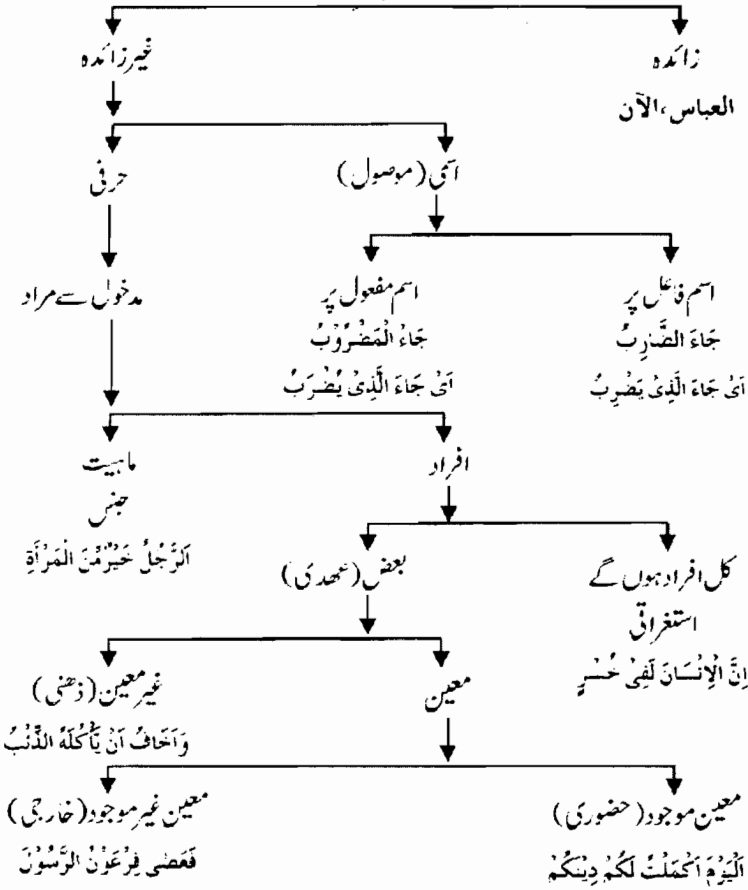
تفصیل: اَلْ کی ابتداءً دو قسمیں ہیں:

زائدہ: جو اعلام وظروف معینہ پر آتا ہے۔مثلاً اَلْعَبَّاسُ ، اَلْآنَ

غیرزائدہ: اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) أَلْ اسمی[1]: یہ اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے۔ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے اسم فاعل اور اسم مفعول ہی اس کا صلہ بنتے ہیں۔ جَاءَ الضَّارِبُ زَيْدًا اَیْ جَاءَ الَّذِیْ يَضْرِبُ زَيْدًا وَجَاءَ الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهٗ اَیْ جَاءَ الَّذِیْ يُضْرَبُ غُلَامُهٗ۔

(۲) أَلْ حرفی: جس کے مدخول سے مراد کسی چیز کی ماہیت ہوگی۔ مثلاً اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَرْأَةِ تو اس کو ال جنسی کہتے ہیں۔ یا مدخول سے مراد افراد ہوں گے تو کل افراد ہونگے یا بعض اگر کل افراد ہیں تو ال استغراقی ہوگا۔ مثلاً اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ، اور اگر بعض مراد ہوں گے تو ال عہدی پھر بعض معیّن افراد ہوں گے تو ال عہد خارجی۔ مثلاً فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ، اور اگر بعض معیّن موجود مراد ہوں گے تو ال عہد حضوری۔ مثلاً اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ، اور اگر بعض غیر معیّن مراد ہوں گے تو ال عہد ذہنی۔ مثلاً وَأَخَافُ أَنْ يَّأْكُلَهُ الذِّئْبُ۔

اقسام أَلْ کی پہچان

(۱) استغراقی: جس الف لام کی جگہ لفظ کل کا آنا درست ہو۔ مثلاً اَلْعُلَمَاءُ خَيْرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ۔

(۲) جنسی: وہ الف لام جو اسم جنس پر آئے۔ مثلاً اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ۔

(۳) عہد خارجی: جس کا مدخول مخاطب اور متکلم کے مابین خارج میں متعین ہو۔ مثلاً فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ میں اَلرَّسُوْلَ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

(۴) عہد ذہنی[2]: جس کا مدخول متکلم کے ذہن میں ایک فرد غیر معین ہو۔ مثلاً وَأَخَافُ أَنْ يَّأْكُلَهُ

---

(۱) صفت مشبہ پر داخل ہونے والے "ال" کے بارے اختلاف ہے۔ بعض کے ہاں یہ اسمی ہے اس لیے کی صفت مشبہ اشتقاق، افراد و تثنیہ و جمع وغیرہ میں اسم فاعل و اسم مفعول کے مشابہ ہے اور بعض کے نزدیک حرفی ہے اس لیے کہ صفت مشبہ میں اسم فاعل و اسم مفعول کی طرح تجدد و حدوث نہیں بلکہ دوام و استمرار کا معنی ہے اس لیے اسم جامد کے مشابہ ہے اور اسم جامد میں "ال" حرفی ہوتا ہے۔

(۲) یہ "اَلْ" نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

الذِّئْبُ اس میں اَلذِّئْبُ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ذہن میں غیر معین مراد ہے۔

(۵) عہد حضوری: جس کا مدخول مخاطب و متکلم کے اجتماع کے وقت موجود ہو۔ مثلاً اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اَیْ اَلْیَوْمَ الْحَاضِرَ (یوم عرفۃ)

۵۔ معرف بالنداء (منادی)

تعریف: هُوَ اسْمٌ قُصِدَ تَعْیِیْنُهٗ بِحَرْفٍ مِّنْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ[۲] فَیَکْتَسِبُ التَّعْرِیْفَ بِذٰلِكَ الْحَرْفِ نَحْوُ یَا رَجُلُ وَیَا غُلَامُ۔

اقسام: منادی کی تین اقسام ہیں۔ (۱) مفرد (۲) مضاف (۳) شبہ مضاف

۱: مفرد: اگر منادی مفرد معرفہ یا نکرہ معین ہو تو مبنی بر علامت رفع ہوگا جیسے یَا زَیْدُ، یَا زَیْدَانِ، یَا زَیْدُوْنَ، یَا رَجُلُ وغیرہ

۲: مضاف و شبہ مضاف: اگر منادی مضاف و شبہ مضاف یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب ہوگا۔ جیسے یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، یَا طَالِعًا جَبَلًا، یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ (نابینے آدمی کا قول)

شبہ مضاف کی تعریف: هُوَ مَا اتَّصَلَ بِهٖ شَیْءٌ مِّنْ تَمَامِ مَعْنَاهُ۔ یعنی جس کے ساتھ کوئی ایسی چیز متصل ہو جو اس کے معنی کو مکمل کرے اور وہ چیز اس کا معمول مرفوع ہو۔ جیسے یَا مَحْمُوْدًا فِعْلُهٗ، یَا حَسَنًا وَجْهُهٗ، یَا جَمِیْلًا فِعْلُهٗ یَا کَثِیْرًا بِرُّهٗ یا منصوب ہو۔ جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا، یَا قَارِئًا کِتَابًا یا مجرور بحرف جر ہو اور منادیٰ کے متعلق ہو۔ جیسے: یَا رَفِیْقًا بِالْعِبَادِ، یَا خَیْرًا مِّنْ زَیْدٍ، یا نداء سے قبل معطوف علیہ ہو جیسے یَا ثَلَاثَةً وَّثَلَاثِیْنَ وغیرہ۔

منادی مفتوح: اگر منادی کے آخر میں الف استغاثہ آئے تو مفتوح ہوگا۔ یَا زَیْدَا

منادیٰ مجرور: اگر منادی پر لام استغاثہ آئے تو مجرور ہوگا۔ جیسے (یَا لَلْاَمِیْرِ لِزَیْدٍ) اَیْ اَغِثْ لِزَیْدٍ.

---

(۱) حروف نداء پانچ ہیں۔ یَا، اَیَا، هَیَا، اَیْ، اَ (همزہ مفتوحہ)

۶۔معرف بالاضافت

وہ اسم نکرہ جو معرفہ کی مذکورہ اقسام میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو تو وہ معرفہ بن جاتا ہے سوائے منادیٰ کے کہ اس میں حرف نداء ایک جداگانہ کلمہ ہے۔ جو کہ اَدْعُــــــوْا کے قائم مقام مستقل حقیقت رکھتا ہے۔ حرف تعریف کے داخلہ میں معرف بالنداء بھی معرف باللام میں شمار ہوتا ہے۔

(۱) مُضَافٌ اِلَی الضَّمِیْرِ مَثلًا: کِتَابِیْ، قَلَمِیْ۔

(۲) مُضَافٌ اِلَی اسْمِ الْاِشَارَۃِ مَثَلًا: کِتَابُ ھٰؤُلَاءِ۔

(۳) مُضَافٌ اِلَی اسْمِ الْمَوْصُوْلِ. مَثَلًا: کِتَابُ الَّذِیْ عَالِمٌ اَبُوْہُ۔

(۴) مُضَافٌ اِلَی الْعَلَمِ. مَثَلًا: کِتَابُ اللّٰہِ، بَیْتُ اللّٰہِ۔

(۵) مُضَافٌ اِلَی مُعَرَّفٍ بِاللَّامِ. مَثَلًا: کِتَابُ الرَّجُلِ۔

اسم کی تقسیم ثالث (باعتبار جنس کے)
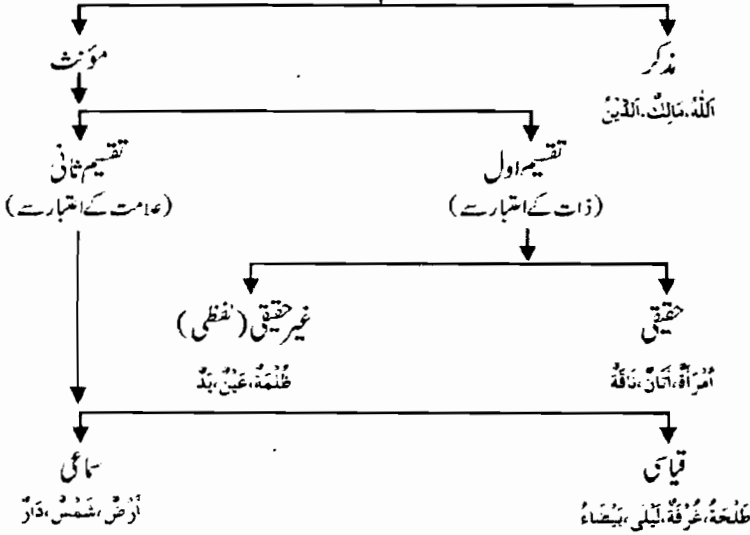
تعریف مذکر: مذکر اصل ہے اور مؤنث فرع ہے تو مذکر کی تعریف مؤنث کی معرفت پر موقوف ہے مذکر ایسا اسم جس میں علامت تانیث نہ لفظوں میں ہو نہ پوشیدہ ہو۔ مثلاً رَجُلٌ، اِبِلٌ، فَرَسٌ

تعریف مؤنث: ھُوَ مَافِیْہِ عَلَامَۃُ التَّانِیْثِ لَفْظًا اَوْ تَقْدِیْرًا۔
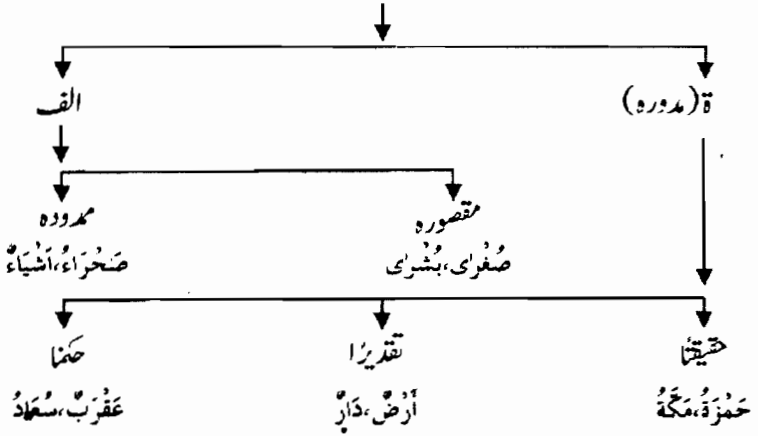
تفصیل بحث مؤنث

(۱) مؤنث حقیقی: ھُوَمَابِاِزَائِہٖ ذَکَرٌمِّنَ الْحَیَوَانِ۔ مؤنث حقیقی یا خلقی وہ ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار یعنی حیوان مذکر ہو۔ مثلاً اَمْرَأَۃٌ، اَتَانٌ، نَاقَۃٌ کے مقابلہ میں رَجُلٌ، حِمَارٌ، جَمَلٌ۔

(۲) مؤنث غیر حقیقی (لفظی): ھُوَمَالَیْسَ بِاِزَائِہٖ ذَکَرٌمِّنَ الْحَیَوَانِ۔ یعنی وہ مؤنث جس کے مقابلہ میں نر جاندار نہ ہو۔ مثلاً یَدٌ، عَیْنٌ، ظُلْمَۃٌ۔

علامت کے اعتبار سے مؤنث کی اقسام

(۱) قیاسی: وہ مؤنث ہے جس میں علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو۔ مثلاً اُمْرَأَۃٌ، مُسْلِمَۃٌ، طَلْحَۃُ، لَیْلَۃٌ، بَیْضَاءُ

(۲) سماعی: وہ مؤنث جس میں تانیث کی علامت لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو۔ مثلاً أَرْضٌ، شَمْسٌ۔

احکام تانیث: (۱) ہر جمع جَمَاعَۃٌ کے معنی میں مؤنث استعمال ہوتی ہے جمع مذکر سالم کے علاوہ۔ مثلاً قَامَتِ الرِّجَالُ، تِلْكَ الْاَیَّامُ۔

(۲) تانیث لفظی تذکیر حقیقی کو ختم نہیں کرتی۔ مثلاً طَلْحَۃُ، مُوْسیٰ وغیرہ۔

(۳) ملکوں اور شہروں کے نام مَوْضِعٌ کی تاویل میں مذکر منصرف استعمال ہوں گے اور بُقْعَۃٌ کی تاویل میں مؤنث غیر منصرف استعمال ہوتے ہیں۔

(۴) مؤنث حکمی سے مراد جس کی تانیث لفظ مضاف الیہ سے مستفاد ہوتی ہو۔ مثلاً: جَاءَ تْ کُلُّ نَفْسٍ میں لفظ کُلُّ مؤنث حکمی ہے۔

(۵) اَلْحَمْدُ مصدر ہے لہٰذا اس کو مذکر و مؤنث پر دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔

(۶) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو لَفْظٌ کی تاویل میں مراد لیں تو یَمْلَءُ الْمِیْزَانَ اور اگر کَلِمَۃٌ کی تاویل میں مراد لیں تو تَمْلَءُ الْمِیْزَانَ ہوگا۔

(۷) بعض الفاظ میں تذکیر و تانیث ہر دو کا جواز ہے۔ اَلْمِسْكُ، اَلْحَالُ، اَلطَّرِیْقُ، عُنُقٌ، لِسَانٌ، اَلسَّبِیْلُ، اَلرَّحْمُ، اَلسِّکِّیْنُ، اَلسَّمَاءُ، فَرَسٌ، جَرِیْحٌ۔

اسم کی تقسیم رابع (باعتبار افراد کے)
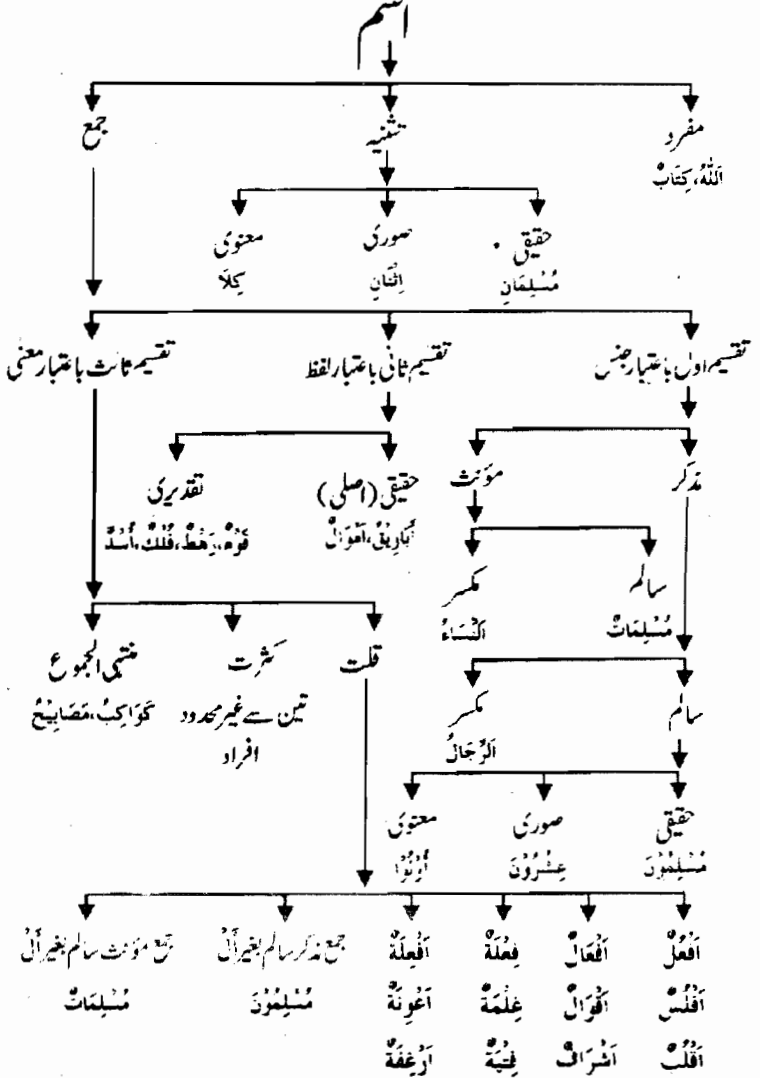
تعریفات واُحکام

(۱) مفرد کی تعریف: مَا یَدُلُّ عَلٰی وَاحِدٍ کَرَجُلٍ وَکِتَابٍ۔ مفرد وہ اسم ہے جو کسی ایک چیز پر دلالت کرے۔ جیسے رَجُلٌ (ایک مرد) کِتَابٌ (ایک کتاب)

فائدہ: چونکہ مفرد، تثنیہ وجمع کی نسبت اصل ہے اس لیے تقسیم واحکام کا محتاج نہیں۔

(۲) تثنیہ کی تعریف: مَا یَدُلُّ عَلٰی اثْنَیْنِ کَرَجُلَیْنِ۔ تثنیہ وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے جیسے: رَجُلَیْنِ (دو مرد)

تثنیہ بنانے کا طریقہ: مفرد کے آخر میں الف ماقبل مفتوح اور نون مکسور لگانے سے مثلاً: رَجُلٌ سے رَجُلَانِ یا ''یا'' ماقبل مفتوح اور ''نون'' مکسور بڑھانے سے مثلاً: رَجُلَیْنِ اور یہ (لحوق) دلالت کرتا ہے کہ اس مفرد کے ساتھ اس جیسا ایک اور ہے۔

تثنیہ بنانے کی شرائط: (۱) وہ اسم مفرد ہو مرکب نہ ہو۔ (۲) وہ اسم معرب ہو مبنی نہ ہو۔ (۳) لفظاً یا معنیً اس کے موافق اس کا کوئی مماثل ہو۔

۱۰ رمضان
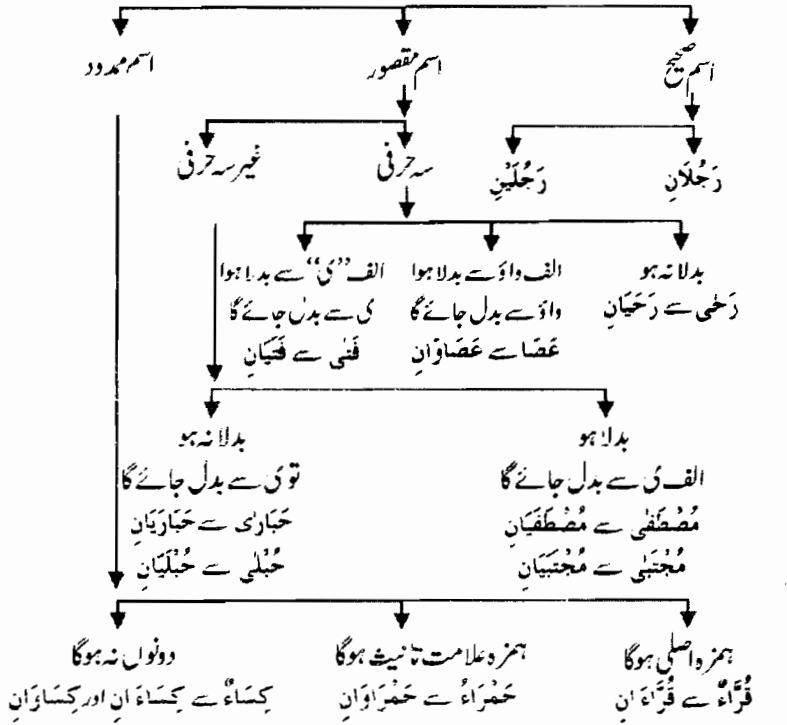
تفصیل: (۱) اسم صحیح سے تثنیہ بنانا مذکور ہو چکا۔

(۲) اسم مقصور: (۱) اگر اسم مقصور سہ حرفی ہو اور الف واؤ سے بدلا ہوا ہو تو تثنیہ بناتے وقت واؤ ہو جائے گا مثلاً عَصَا سے عَصَوَانِ، عَصَا اصل میں عَصَوٌ تھا۔

(۲) اگر اسم مقصور سہ حرفی میں الف "یا" سے بدلا ہوا ہو تو تثنیہ بناتے وقت "یا" ہو جائے گا۔ جیسے فَتٰی سے فَتَیَانِ۔ (۳) الف اگر علامت تانیث ہو کسی سہ حرفی یا غیر سہ حرفی سے بدلا نہ ہو تو "یا" سے بدل جائے گا مثلاً حُبْلٰی سے حُبْلَیَانِ اور رَحٰی سے رَحَیَانِ۔

(۴) اگر اسم مقصور غیر سہ حرفی ہو تو تثنیہ بناتے وقت عموماً الف "یا" سے تبدیل ہو جائے گا۔ مثلاً مُصْطَفٰی سے مُصْطَفَیَانِ اصل میں مُصْطَفَوٌ تھا اور مُجْتَبٰی سے مُجْتَبَیَانِ اصل میں مُجْتَبَیٌ تھا۔

(۳) **اسم ممدود:** (۱) اگر اسم ہمزہ اصلی ہو تو قائم رہتا ہے۔ جیسے قُرَّاءٌ سے قُرَّاءَ انِ

(۲) اگر ہمزہ اصلی نہ ہو بلکہ علامت تانیث ہو تو ہمزہ کا واؤ سے بدلنا ضروری ہے۔ مثلاً حَمْرَاءُ سے حَمْرَاوَانِ۔

(۳) اگر ہمزہ اصلی نہ ہو اور نہ علامت تانیث ہو بلکہ ''واؤ'' یا ''یاء'' سے بدلا ہوا ہو تو تثنیہ بناتے وقت اس کو قائم رکھنا اور حرف اصلی سے بدلنا دونوں جائز ہیں۔ مثلاً کِسَاءٌ اصل میں کِسَاوٌ تھا تو تثنیہ کِسَاوَانِ، کِسَائَانِ، کِسَاوَیْنِ اور کِسَائَیْنِ، رِدَاءٌ اصل میں رِدَایٌ تھا تثنیہ رِدَایَانِ، رِدَائَانِ، رِدَایَیْنِ، رِدَائَیْنِ۔

أحکام تثنیہ

(۱) تثنیہ کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) **حقیقی:** جو مفرد کے آخر میں ''الف نون'' یا ''یاء نون'' ماقبل مفتوح لگانے سے بنے اور دو پر دلالت کرے مثلاً: کِتَابَانِ۔

(۲) **صوری:** جو صورۃً و معناً تثنیہ ہو لیکن لفظوں میں اس کا مفرد نہ ہو۔ مثلاً اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ۔

(۳) **معنوی:** (۱) جو نہ صورۃً تثنیہ ہو اور نہ اس کا مفرد لفظوں میں ہو بلکہ خود مفرد ہو اور صرف دو پر دلالت کرے مثلاً کِلَا، کِلْتَا۔

(۲) اسم مشترک کا تثنیہ جو دو مختلف معانی پر دلالت کرے جائز نہیں۔ جیسے قُرْءٌ سے قُرْئَانِ مراد طہر اور حیض ہو، بلکہ طُهْرَانِ اور حَیْضَانِ کہا جائیگا۔

(۳) کبھی ایک چیز کو دوسری پر غلبہ دے کر تثنیہ لایا جاتا ہے۔ مثلاً اَلْقَمَرَیْنِ (اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ سے)، أَبَوَیْنِ (أَبٌ وَأُمٌّ سے)، عُمَرَیْنِ (أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رضی اللہ عنھما سے)، اَسْوَدَانِ (اَلْمَاءُ وَ التَّمْرُ سے)۔

(۴) اضافت کرتے وقت نون تثنیہ حذف کرنا واجب ہے۔ مثلاً مُسْلِمَا مِصْرَ۔

(۵) جب لفظ تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی ضمیر کی طرف کی جائے تو پہلا لفظ مفرد یا جمع لایا جائے گا۔ مثلاً فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا، فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا۔

(۶) لفظ ثَانِيَ اثْنَيْنِ جب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد (اَحَدُهُمَا) ان میں سے کوئی ایک لیا جاتا ہے۔ مثلاً اِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ (التوبة) یہاں "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔

(۷) اَلاِثْنَيْنِ یہ ظرف زمان ہے اور سبعۃ ایام میں سے سوموار پر بولا جاتا ہے اس کا تثنیہ اور جمع نہیں آتا اگر اس کا تثنیہ اور جمع لانا مقصود ہو تو پھر یوں کہیں گے۔ يَوْمَا الْاِثْنَيْنِ وَ اَيَّامُ الْاِثْنَيْنِ اگر یہ لفظ رفع کی جگہ آئے تو الف کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ مثلاً مَرَّ الْاِثْنَانِ بِمَافِيْهِ۔

(۸) كِلَا وَ كِلْتَا: ہمیشہ مضاف ہو کر مستعمل ہوتے ہیں: مثلاً

اِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِيْبَ كِلَاهُمَا

لَا يَنْصَحَانِ اِذَا هُمَا لَمْ يُكْرَمَا

جب یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں گے تو ان کا اعراب تثنیہ والا آئے گا۔ مثلاً جَاءَ الْاُسْتَاذَانِ كِلَاهُمَا، صَافَحْتُ الْفَائِزَيْنِ كِلَيْهِمَا، أَثْنَيْتُ عَلَى الْفَائِزَيْنِ كِلَيْهِمَا۔ اور جب اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے تو ان کو اسم مقصور والا اعراب یعنی تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔ مثلاً كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا، رَأَيْتُ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ، مَرَرْتُ بِكِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ، ان دونوں کی خبر لفظ کی مطابقت سے مفرد اور معنی کی مطابقت سے تثنیہ لائی جا سکتی ہے مَثَلاً كِلَا الرَّجُلَيْنِ كَرِيْمٌ۔ كِلَا الرَّجُلَيْنِ كَرِيْمَانِ۔

۳۔جمع

تعریف: هُوَ مَا يَدُلُّ فَوْقَ الْاِثْنَيْنِ۔ وہ اسم جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے۔ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ، مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ وغیرہ۔

اقسام: اس کی بنیادی دو قسمیں ہیں ا۔جمع سالم ۲۔جمع مکسر

ا: جمع سالم: اس کو جمع سالم اس لئے کہتے ہیں کہ واحد سے جمع بناتے وقت واحد کی بناء جمع میں قائم رہتی ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (ا) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم

(ا) جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: واحد کے آخر میں واؤنون یا یاءنون لگانے سے بنتی ہے جو اس بات کی علامت ہوتے ہیں کہ اس واحد کے ساتھ کم از کم اس جیسے دو اور ہیں۔ مثلاً مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ وَ مُسْلِمِيْنَ جمع مذکر سالم صرف علم مذکر عاقل یا صفت مذکر عاقل سے بنتی ہے مثلاً زَيْدٌ سے زَيْدُوْنَ، نَاصِرٌ سے نَاصِرُوْنَ، عَالِمٌ سے عَالِمُوْنَ لہٰذا رَجُلٌ سے رَجُلُوْنَ، نَاهِقٌ سے نَاهِقُوْنَ نہیں آئے گی۔ مگر اَرْضٌ سے اَرْضُوْنَ اور سَنَةٌ سے سِنُوْنَ خلاف قیاس آتی ہیں۔

جمع مذکر سالم

علم مذکر عاقل	صفت مذکر عاقل
زَيْدٌ۔زَيْدُوْنَ	عَالِمٌ۔عَالِمُوْنَ

(۲) جمع مؤنث سالم بنانے کا طریقہ: واحد کے آخر میں الف تاء لگانے سے بنتی ہے۔ مثلاً مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ، هِنْدٌ سے هِنْدَاتٌ جمع مؤنث سالم صرف علم مؤنث عاقل یا صفت مؤنث عاقل یا صفت غیر عاقل خواہ مذکر کی ہو سے آئے گی۔ مثلاً هِنْدٌ سے هِنْدَاتٌ، عَالِمَةٌ سے عَالِمَاتٌ، صَافِنٌ سے صَافِنَاتٌ، مَرْفُوْعٌ سے مَرْفُوْعَاتٌ۔
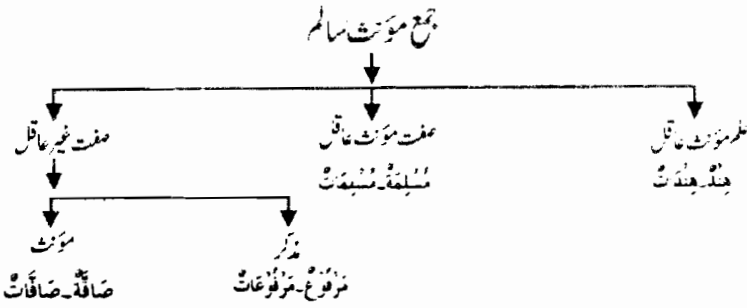
(۲) جمع مکسر: اس کو مکسر اس لئے کہتے ہیں کہ واحد سے جمع بناتے وقت جمع میں واحد کی بنا ٹوٹ جاتی ہے۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت

(۱) جمع قلت: یہ وہ جمع مکسر ہے جس کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے۔ جمع قلت کے چار وزن قیاسی طور پر آتے ہیں اور پانچواں جمع سالم جو بغیر الف لام کے ہو۔ کسی شاعر نے ان اوزان کو اپنے شعر میں لکھا ہے۔

جمع قلّت چہار است ابنیہ:::: أَفْعُلٌ، أَفْعَالٌ، فِعْلَۃٌ، أَفْعِلَۃٌ۔

(۲) جمع کثرت: وہ جمع مکسر ہے جس کا اطلاق دس سے زیادہ پر ہوتا ہے اور اس کے اوزان بے شمار ہیں۔ جن کا انحصار زیادہ تر سماع پر ہے یعنی جمع قلت کے علاوہ تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں۔

جمع کے متفرق اُحکام

(۱) جمع منتہی الجموع: وہ جمع جس کے بعد جمع مکسر نہ آسکے یعنی واحد سے جمع پھر جمع کی جمع گویا جس کو دو مرتبہ جمع کیا گیا ہو اس کا ضابطہ یہ ہے کہ الف جمع سے قبل دو حرف مفتوح ہوں الف کے بعد ایک ہو تو مشدد ہو۔ دو ہوں تو پہلا مکسور ہو اگر تین ہوں تو درمیان والا ساکن ہو۔ جیسے دَوَابٌّ، مَسَاجِدُ، مَصَابِيحُ (بقیہ بیان اسباب منع صرف میں گزر گیا ہے)

(۲) جمع من غیر لفظہ: یعنی جمع اور واحد کے حروف میں فرق ہوتا ہے۔ جیسے اِمْرَأَۃٌ کی جمع نِسَاءٌ آتی ہے

اور ذُوْ کی جمع اُولُوا آتی ہے۔

(۳) بسا اوقات مفرد اور جمع کے الفاظ میں قدرے اختلاف ہوتا ہے۔ مثلاً اُمٌّ کی جمع اُمَّھَاتٌ، فَمٌ کی اَفْوَاہٌ، مَاءٌ کی مِیَاہٌ وغیرہ۔ (۴) بسا اوقات واحد اور جمع کے الفاظ میں کوئی فرق نہیں ہوتا صرف فرق اعتباری کیا جاتا ہے۔ جیسے فُلْكٌ اگر بروزن قُفْلٌ ہو تو واحد اگر بروزن اُسُدٌ ہو تو جمع ہوگا۔ (۵) جمع الجمع یعنی جمع کی جمع لائی جاتی ہے۔ مثلاً کَلْبٌ سے اَکْلُبٌ۔ اَکْلُبٌ سے اَکَالِیْبُ، حِمَارٌ سے حُمُرٌ، حُمُرٌ سے حُمُرَاتٌ، نِعْمَةٌ سے اَنْعُمٌ۔ اَنْعُم سے اَنَاعِمُ، بَیْتٌ سے بُیُوْتٌ۔ بُیُوْتٌ سے بُیُوْتَاتٌ۔

(۶) بعض الفاظ "ۃ" کے ساتھ واحد اور بغیر "ۃ" کے جنس پر اور بعض اس کے برعکس ہیں یعنی "ۃ" کے ساتھ جنس پر اور بغیر "ۃ" کے واحد پر دلالت کرتے ہیں: مثلاً شَجَرَةٌ واحد سے شَجَرٌ جنس، تَمْرَةٌ واحد سے تَمْرٌ جنس، کَمْاءٌ (کھمبی) واحد سے کَمْاۃٌ جنس (کھمبیاں)

(۷) **اسم جمع:** کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن میں جمعیت کا معنی تو ہوتا ہے مگر لفظوں میں ان کا مفرد نہیں ہوتا یا مفرد تو ہوتا ہے لیکن اس کا وزن جمع کے وزن سے خارج ہوتا ہے ان کو اسم جمع کہا جاتا ہے۔ پہلے کی مثال قَوْمٌ، رَھْطٌ دوسرے کی مثال رَاکِبٌ سے رَکْبٌ، خَادِمٌ سے خَدَمٌ، رَفِیْقٌ سے رُفْقَةٌ، صَاحِبٌ سے صَحْبٌ وَ صَحَابَةٌ وغیرہ۔

اسم کی تقسیم خامس (باعتبار عامل کے)
اسم
قیاسی
سماعی
اسم فاعل
اسم مفعول
صفت مشبہ
مصدر
اسم تفضیل
اسم تام
مضاف
اسمائے کنایت
اسمائے افعال
اسمائے شرطیہ جازمہ
احد عشر تا تسعة وتسعون
کم
کذا
کائین
ناصب تمیز
ثلاثة عشر رجلا
خبریہ
استفہامیہ
جارہ تمیز
ناصب تمیز
کم رجلٍ ضربتُ
کم رجلا ضربته
ناصب تمیز
عندی کذا رجلا
ناصب تمیز
کأین رجلا لقیت
بمعنی الامر
تنصب الاسم على المفعولية
دونك، عليك، بله، ها
رويد، حيهل
بمعنی الماضی
ترفع الاسم على الفاعلية
هيهات، شتان، سرعان
بمعنی المضارع
تنصب الاسم
على المفعولية
من
ما
ای
اذما
متى
مهما
حيثما
اينما
انى

اسمائے عاملہ قیاسی

ا۔اسم فاعل

تعریف: ا۔ مَا اشْتُقَّ مِنْ فِعْلٍ لِمَنْ قَامَ بِهٖ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ(۱)

۲۔ وہ اسم جو اس ذات پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہو یا جس کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے ضَارِبٌ ، قَائِمٌ ۔

بنانے کا طریقہ: ا۔ ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر مادہ کے پہلے حرف کے بعد الف زیادہ کرنے اور دوسرے حرف کو کسرہ دینے سے بنتا ہے۔ ضَرُبٌ سے ضَارِبٌ تثنیہ وجمع کی صورت میں علامت تثنیہ وجمع لاحق ہوتی ہے۔

گردان: تین صیغے مذکر کے اور تین صیغے مؤنث کے آتے ہیں۔

ضَارِبٌ، ضَارِبَان، ضَارِبُوْن ـــــــ ضَارِبَةٌ، ضَارِبَتَان، ضَارِبَاتٌ،

۲۔ رباعی وثلاثی مزید فیہ سے: فعل مضارع معروف کے وزن پر اس طرح آتا ہے کہ شروع میں علامت مضارع کی جگہ پر میم مضموم اور آخر کا ماقبل مکسور کرنے سے۔ مُدْخِلٌ، مُكْرِمٌ، مُسْتَغْفِرٌ ، مُدَحْرِجٌ، مُتَدَحْرِجٌ،

عمل: اسم فاعل اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے اگر اس کا فعل لازم ہو تو صرف فاعل کو رفع دے گا اور اگر وہ متعدی ہو تو مفعول کو نصب بھی دے گا۔

نوٹ: بسا اوقات اسم فاعل اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے غَافِرَ الذَّنْبِ ۔ اس وقت فاعل یا مفعول لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع یا منصوب ہوتے ہیں۔ جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس وقت مطلقاً تینوں زمانوں میں عمل کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت یہ فعل کے مشابہ ہوتا ہے اور جیسے فعل عمل کرنے میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا تو اسی طرح یہ بھی کسی کا محتاج نہیں

---

(۱) فعل اپنے فاعل کے ساتھ ہمیشہ قائم نہیں رہتا۔

ہوتا۔ جیسے هُوَ الْمُنْشِدُ أَمْسِ قَصِيْدَةً رَائِعَةً، وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ، وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلَاةَ۔

شرائط عمل: جب اسم فاعل نکرہ ہوتو اس وقت اس کے عمل کرنے کی دو شرطیں ہیں۔

(۱) حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو[1] (۲) چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو[2]۔

ا۔ نفی: مَاقَائِمٌ زَيْدٌ **۲۔ ہمزہ استفہام:** أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًوا **۳۔ ذوالحال:** جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهُ فَرَسًا **۴۔ موصوف:** مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ عَمْرًوا **۵۔ موصول:** جَاءَنِي الْقَائِمُ أَبُوْهُ **۶۔ مبتدا:** زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ

تنبیہ: (۱) فاعل کا وزن اعداد میں مرتبہ یعنی درجہ بتانے کے لئے آیا کرتا ہے۔ مثلاً خَامِسٌ (۲) کبھی فاعل کا وزن نسبت کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے تَامِرٌ، لَابِنٌ (کھجور والا، دودھ والا) اس فاعل کے وزن کو فاعل ذی کذا کہتے ہیں

فاعل و اسم فاعل میں فرق

(۱) فاعل کہتے ہیں کام کرنے والے کو اور اسم فاعل جو کام کرنے والی ذات پر دلالت کرے۔

(۲) فاعل سے پہلے فعل کا ہونا ضروری ہے جبکہ اسم فاعل سے پہلے ضروری نہیں۔

(۳) فاعل عامل نہیں ہوتا جبکہ اسم فاعل عامل ہوتا ہے۔

(۴) فاعل کا مشتق ہونا ضروری نہیں جبکہ اسم فاعل کا مشتق ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ ضمیمہ افعال سے ہے۔

(۵) فاعل کا مرفوع ہونا ضروری ہے جبکہ اسم فاعل کا مرفوع ہونا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ اسم مفعول

تعریف: هُوَ اسْمٌ مَصُوْغٌ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى مَا وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ

---

(۱) یہ شرط اس لیے ہے کہ یہ فعل مضارع کی مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا ہے اور مضارع حال یا استقبال کے معنی میں ہوتا ہے تو یہ بھی حال یا استقبال کے معنی میں ہوگا تب عمل کرے گا۔

(۲) چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اس لیے اعتماد ضروری ہے کہ جیسے فعل عمل کرتا ہے تو اس کا اعتماد فاعل پر ہوتا ہے تو اسم فاعل بھی جب اپنے فاعل کی طرح عمل کرتا ہے تو اس کا بھی کسی چیز پر اعتماد ضروری ہے۔ جیسے جَاءَنِي الْقَائِمُ أَبُوْهُ

وہ اسم جو اس ذات کو بتلائے جس پر فعل واقع ہوا ہو۔

بنانے کا طریقہ: **(۱) ثلاثی مجرد سے:** مادہ کے پہلے میم مفتوح اور دوسرے حرف کے بعد واؤ زیادہ کرنے اور آخری حرف کو تنوین دینے سے بنتا ہے۔ جیسے ضَرْبٌ سے مَضْرُوْبٌ۔

(۲) رباعی وثلاثی مزید فیہ سے: مضارع مجہول کے وزن پر اس طرح کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم اور آخر کے ماقبل کو مفتوح کرنے سے بنتا ہے۔ مثلاً یُکْرَمُ سے مُکْرَمٌ وغیرہ۔

عمل: اپنے فعل مجہول کی طرح عمل کرتا ہے یعنی اپنے نائب الفاعل کو رفع دیتا ہے اور کبھی اپنے معمول کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً هُوَ مَقْطُوْعُ الْأُذُنِ۔

شرائط: اس کے عمل کے لئے بھی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کی بحث میں گزر چکی ہیں۔

۱۔ مبتدا: زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُهٗ **۲۔ ذوالحال:** جَاءَ زَيْدٌ مَضْرُوْبًا غُلَامُهٗ **۳۔ موصوف:** هٰذَا رَجُلٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ **۴۔ موصول:** جَاءَ الْمَضْرُوْبُ ابْنُهٗ **۵۔ حرف استفهام:** أَمَضْرُوْبٌ زَيْدٌ **۶۔ حرف نفی:** مَا مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ۔

مفعول واسم مفعول میں فرق

مفعول کا منصوب ہونا ضروری ہے جبکہ اسم مفعول کو اعراب عامل کے موافق ہوگا تقریباً مذکورہ فاعل کی طرح فرق ہے۔

۳۔ صفت مشبّہ

تعریف: هُوَ اسْمٌ مَصُوْغٌ لِلدَّلَالَةِ عَلٰی مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ عَلٰی وَجْهِ الثُّبَاتِ كَجَمِيْلٍ وَ حَسَنٍ

وہ اسم ہے جو فعل لازم سے بنایا جائے اور اس ذات پر دلالت کرے جس میں مصدری معنی بطور ثبوت یعنی پائیداری کے پائے جائیں۔

صفت مشبہ اور اسم فاعل میں فرق: صفت مشبہ اور اسم فاعل میں فرق یہ ہے کہ صفت مشبہ میں مصدری معنی بطور ثبوت کے پایا جاتا ہے جبکہ اسم فاعل میں عارضی طور پر۔ جیسے حَسَنٌ، ضَارِبٌ۔

عمل کی شرائط: اس کے عمل کے لئے صرف ایک شرط ہے کہ پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو۔

۱۔مبتداء ۲۔موصوف ۳۔ذوالحال ۴۔حرف استفہام ۵۔حرف نفی

عمل کا ضابطہ: صفت مشبہ اسم فاعل متعدی کی طرح عمل کرتی ہے۔ اس طرح کہ صفت مشبہ کا صیغہ معرف باللام ہوگا یا غیر معرف باللام ہوگا۔ ہر دو صورتوں میں اس کا معمول مضاف ہوگا۔ یا معرف باللام ہوگا یا دونوں سے خالی ہوگا پھر معمول ہر سہ صورتوں میں مرفوع ہوگا یا منصوب ہوگا یا مجرور ہوگا اس طرح صفت مشبہ کی کل اٹھارہ صورتیں بنتی ہیں۔ حسنیت، اُحسنیت، قباحت، امتناع اور اختلاف کے اعتبار سے پانچ قسموں پر مشتمل ہے احسن، حسن، قبیح، مختلف فیه، ممتنع۔ جب صیغہ صفت کا معمول مرفوع ہو تو صیغہ صفت میں کوئی ضمیر نہیں ہوگی اور اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو ایک ضمیر ہوگی۔ جن صورتوں میں ایک ضمیر ہوگی صیغہ صفت یا اس کے معمول میں تو وہ صورت ''احسن'' کہلائے گی۔ جس صورت میں دو ضمیریں ہوں گی وہ ''حسن'' کہلائے گی جس صورت میں کوئی ضمیر نہیں ہوگی تو وہ صورت ''قبیح'' ہے اور بعض ممتنع اور بعض مختلف فیه ہیں۔

تعداد: مختلف فیہ(۱) ممتنع(۲) قبیح(۳) حسن(۴) اُحسن(۹)

صیغہ صفت	معمول	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
صیغہ صفت	مضاف	حسن وجهه(ا)	حسن وجهه(ح)	حسن وجهه(مخ)
غیر معرف باللام	معرف باللام	حسن الوجه(ق)	حسن الوجه(ا)	حسن الوجه(ا)
حَسَنٌ	دونوں سے خالی	حسن وجه(ق)	حسن وجها(ا)	حسن وجه(ا)
صیغہ صفت	مضاف	الحسن وجهه(ا)	الحسن وجهه(ح)	الحسن وجهه(ممتنع)
معرف باللام	معرف باللام	الحسن الوجه(ق)	الحسن الوجه(ا)	الحسن الوجه(ا)
اَلْحَسَنُ	دونوں سے خالی	الحسن وجه(ق)	الحسن وجها(ا)	الحسن وجه(ممتنع)
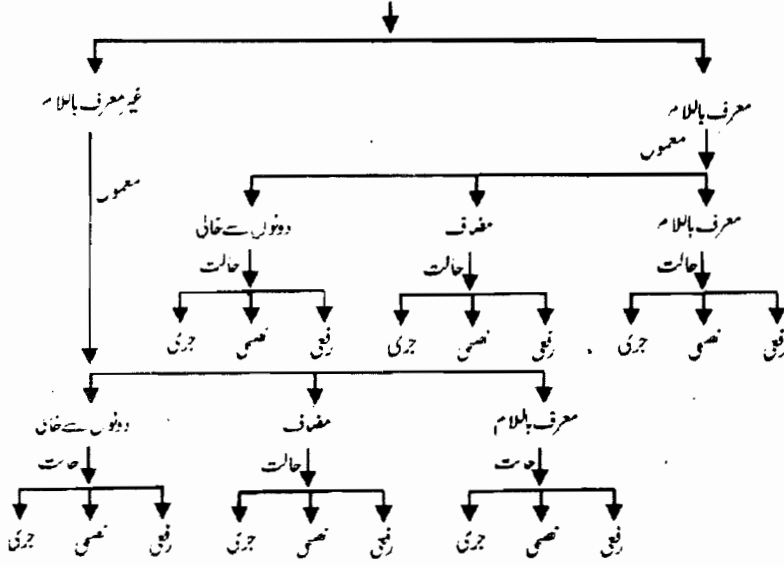
مختلف فیہ: حَسَنُ وَجْھِہٖ: بعض کے نزدیک جبکہ صیغہ صفت غیر معرف باللام ہو اور اس کی اضافت ایسے معمول کی طرف ہو جو مضاف ہو یہ اضافت ممنوع ہوتی ہے اس لئے کہ اس سے اضافت الشئی الی نفسہ لازم آتی ہے اس لئے کہ وجہ اور حسن کا مصداق ایک ہے۔ اور بعض کے نزدیک درست ہے اس لیے کہ لفظ حسن ۔ وجہ کی نسبت عام ہے۔ تو عام (کل) کی اضافت خاص (جزء) کی طرف ہے یا اضافت لفظی کے لئے تخفیف کا ہونا ضروری ہے چونکہ صیغہ صفت سے تو تنوین دور ہوگئی ہے بوجہ اضافت کے لیکن وہ معمولی درجہ کی تخفیف ہے اور اعلیٰ درجہ تخفیف یہ ہوتی ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں میں تخفیف ہو تو معمول وجہہ میں ضمیر بلا ضرورت ہے اس لئے کہ ضمیر صیغہ صفت میں مستتر ہے اور جو جائز کہتے ہیں وہ کہتے ہیں صیغہ صفت سے تنوین کا حذف کر دینا فی الجملہ تخفیف ہوگی اگر چہ ادنیٰ قسم کی ہی سہی۔

ممتنع: اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ یہ اس لئے ممتنع ہے کہ اس میں اضافت نے تخفیف کا کوئی فائدہ نہیں دیا یہ اَلضَّارِبُ زَیْدٍ کی طرح ہے جو تمام نحویوں کے ہاں منع ہے۔

اَلْحَسَنُ وَجْہٍ: یہ اس لئے ممتنع ہے کہ معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہے جو خلاف مفہوم ہے اگر چہ تخفیف حاصل ہوگئی۔

صفت مشبہ بنانے کا طریقہ: کوئی منضبط اور معہود نہیں یہ سماع سے پہچانی جاتی ہے۔ جیسے حَسَنٌ۔ صَعْبٌ۔ ظَرِیْفٌ وغیرہ البتہ بعض نے کہا ہے کہ مادہ کے دوسرے حرف کے بعد کبھی ''یاء'' کبھی ''واؤ'' اور کبھی ''الف'' زیادہ کیا جاتا ہے۔ جیسے شَرِیْفٌ، وَقُوْرٌ، شُجَاعٌ اور کبھی مادہ قائم رہتا ہے صرف حرکات تبدیل ہوتی ہیں۔ جیسے صَعْبٌ، جُنُبٌ، صِغْرٌ وغیرہ ماضی مکسور العین سے فِعْلٌ کے وزن پر بشرطیکہ ان میں رنگ یا عیب یا حلیہ کے معنی نہ ہوں۔، جیسے فَرِحَ سے فَرِحٌ (خوش) ماضی مضموم العین سے فَعِیْلٌ کے وزن پر۔ جیسے کَرُمَ سے کَرِیْمٌ، بَعُدَ سے بَعِیْدٌ اور ماضی مفتوح العین سے فَعْلٌ کے وزن پر۔ جیسے حَقٌّ اصل میں حَقِقٌ تھا۔

وہ افعال جن میں رنگ یا عیب یا حلیہ کا معنی پایا جاتا ہے ان سے مذکر کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر اور مؤنث کا صیغہ فَعْلَاءُ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے اَحْمَرُ، اَعْوَرُ، اَعْیَنُ، حَمْرَاءُ، عَوْرَاءُ، عَیْنَاءُ (بڑی آنکھوں والی) جو صفات عارضی ہوں۔ مثلاً بھوک پیاس یا ان کی ضد ان سے مذکر کا وزن فَعْلَانُ اور مؤنث کا وزن فَعْلٰی جیسے عَطْشَانُ سے عَطْشٰی (پیاسی عورت)

صفت مشبہ کے چھ صیغے آتے ہیں۔ اسم فاعل کی طرح اس کی بھی گردان ہوتی ہے علامات لگا کر مگر اَفْعَلُ کے آخر میں تنوین نہیں آتی اور مؤنث کے تثنیہ کا ہمزہ واؤ سے بدل جاتا ہے۔ حَمْرَاءُ سے حَمْرَاوَانِ مذکر مؤنث کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر حُمْرٌ آتی ہے۔

فائدہ: صفت مشبہ پر الف لام موصول کا نہیں ہوتا۔

۴۔ مصدر

تعریف: (۱) هُوَ الِاسْمُ الدَّالُّ عَلَى الْحَدَثِ الْجَارِیْ عَلَى الْفِعْلِ كَالضَّرْبِ وَالْاِكْرَامِ۔

(۲) اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى الْحَدَثِ فَقَطْ۔

(۳) مصدر ایسا اسم ہے جو اپنے فعل کے لیے اصل ہو اور فعل اس سے بنایا جائے۔

عمل: مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے اگر فعل لازم کا مصدر ہو تو فاعل کو رفع دے گا۔ اگر فعل متعدی کا مصدر ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دے گا۔ جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ ، اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا مصدر عموما اپنے معمول کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ۱۔ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ ۲۔ وحِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ۳۔ عَجِبْتُ مِنْ دَقِّ الْقَصَّارِ الثَّوْبَ ۴۔ عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِ اللِّصِّ الْجَلَّادُ۔
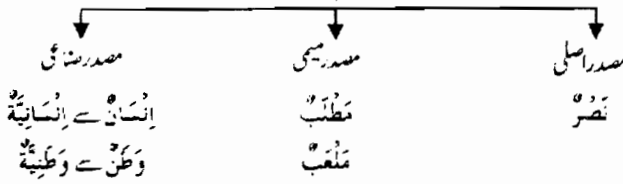
شرائط عمل: (۱) مصدر کی جگہ پر کوئی فعل اَنْ یا مَا کے ساتھ لانا درست ہو۔ مثلاً اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُكَ زَیْدًا اصل میں اَعْجَبَنِیْ اَنْ تَضْرِبَ زَیْدًا، یُعْجِبُنِیْ ضَرْبُكَ زَیْدًا اَصْلُهٗ یُعْجِبُنِیْ مَا تَضْرِبُ زَیْدًا کہنا بھی درست ہے۔

(۲) وہ مصدر عمل کرنے سے قبل موصوف نہ بن رہا ہو۔ مثلاً اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُكَ الشَّدِیْدَ زَیْدًا

(۳) مصدر مفعول مطلق نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں عامل فعل ہوگا۔ مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا فعل عامل قوی ہے اور مصدر عامل ضعیف ہے قوی عامل کی موجودگی میں ضعیف عامل عمل نہیں کریگا۔

اقسام مصدر عامل

مصدر عامل کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مضاف ہوتا ہے۔ جیسے لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ، وَمِنْ تَرْكِ بَعْضِ الصَّالِحِیْنَ فَقِیْرًا اَیْ مِنْ اَنْ یَّتْرُكَ الصَّالِحِیْنَ فَقِیْرًا، فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ۔

(۲) منون ہوتا ہے۔ جیسے اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ یَتِیْمًا، وَاجِبٌ عَلَیْنَا تَعَلُّمٌ مِّنَ الْكِتَابِ۔

(۳) معرف باللام ہوتا ہے۔ جیسے عَجِبْتُ مِنَ الرِّزْقِ الْمُسِیْءَ اِلٰهُهٗ اَیْ عَجِبْتُ مِنْ اَنْ یَّرْزُقَ

الْمُسِيْءُ اِلٰهُهٗ ،أَبُوكَ حَسَّنَ التَّهْذِيبَ اِيَّاكَ ۔هُوَ ضَعِيفُ النِّكَايَةِ أَعْدَاءَهٗ ۔

اوزان مصدر: ثلاثی مجرد کے اوزان کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں البتہ بعض صاحب خیال لوگوں نے شمار کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً صاحب علم الصیغہ (قوانین جزئیہ حافظیہ جو حافظ وزیر علی کے لئے لکھا گیا ہے) اس میں فرماتے ہیں۔از ثلاثی مجرد چهل وچار وزن مصدر آمده اے ذی وقار

لیکن غیر ثلاثی مجرد یعنی ثلاثی مزید فیہ کے بارہ مصادر ہیں جن میں پانچ بے ہمزہ وصل اور سات باہمزہ وصل ہیں۔ افعال۔اعلان،تفعیل۔تقدیم،مفاعلة۔مشارکة،تفعّل۔ تبسّم، تفاعل۔تعارف،افتعال۔ ارتحال،انفعال۔انقلاب،افعلال۔اخضرار،افعیلال۔ادھیمام، استفعال۔استغفار،افعیعال۔ اعشیشاب،افعوال۔ اجلواذ۔

رباعی مجرد کا ایک مصدر فعللة ۔ دحرجة اور رباعی مزید فیہ کے تین مصادر ہیں ایک بے ہمزہ وصل۔ مثلاً تفعلل جیسے تدحرج اور دو باہمزہ وصل افعنلال۔ احرنجام و افعلال۔ اقشعرار

ملحق برباعی مجرد(۷)سات۔ملحق برباعی مزید فیہ(۸) آٹھ۔ملحق بافعنلال (۲)دو۔ملحق بافعلال (۱)ایک۔ثلاثی مجرد(۲) چھ۔

کل ابواب ومصادر ۱۲+۴+۱۵+۲+۱+۶=۴۰ ہیں۔

۵۔اسم تفضیل

تعریف: هُوَ اسْمٌ مُشْتَقٌّ مِّنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَوْصُوفِ بِزِيَادَةٍ عَلَى غَيْرِهٖ۔

وہ اسم جو اس ذات کو بتائے جس میں اوروں کی نسبت مصدری معنیٰ میں زیادتی پائی جائے۔ مثلاً اَللّٰهُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔نَبِيُّنَا أَفْضَلُ الْمُرْسَلِيْنَ۔

مبالغہ واسم تفضیل میں فرق: مبالغہ میں زیادتی فی نفسہٖ ہوتی ہے جبکہ اسم تفضیل میں دوسروں کی نسبت زیادتی پائی جاتی ہے۔وَثَّاقٌ۔أَوْثَقُ النَّاسِ،صِدِّيْقٌ۔أَصْدَقُ النَّاسِ۔

فائدہ: کبھی اسم تفضیل میں بھی مطلق زیادتی مقصود ہوتی ہے کسی دوسرے کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً زَيْدٌ

اَفْضَلُ ۔عموماً اسم تفضیل میں زیادتی فاعل کے اعتبار سے ہوتی ہے لیکن کبھی مفعول کے اعتبار سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً زَیْدٌ اَشْھَرُ بمعنی مَشْھُوْرٌ، زَیْدٌ اَشْغَلُ بمعنی مَشْغُوْلٌ، زَیْدٌ اَعْذَرُ بمعنی مَعْذُوْرٌ۔

بنانے کا طریقہ: ثلاثی مجرد کے ان افعال سے بنتا ہے جن میں رنگ اور عیب کا معنی نہ پایا جائے۔ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ اگر غیر ثلاثی مجرد یا جن میں عیب ولون کا معنی پایا جائے اسم تفضیل لانا ہو تو لفظ اَشَدُّ یا اَکْبَرُ یا ان کی مثل الفاظ ذکر کر کے ان کے بعد اس باب کا مصدر بطور تمیز کے لائیں گے۔ جیسے اَشَدُّ تَنْکِیْلاً ، اَشَدُّ حُمْرَةً ، اَقْبَحُ عَرَجاً مذکر سے اَفْعَلُ اور مؤنث سے فُعْلٰی مثلاً اَضْرَبُ سے ضُرْبٰی آتا ہے۔

گردان: اَفْعَلُ اَفْعَلَانِ اَفْعَلُوْنَ اَفَاعِلُ ۔فُعْلٰی فُعْلَیَانِ فُعْلَیَاتٌ فُعَلٌ۔

استعمال: اسم تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے۔

۱۔ **مِنْ کے ساتھ:** اس صورت میں اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر ہوگا۔ مثلاً وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ ۔

۲۔ **الف لام کے ساتھ:** اس صورت میں اسم تفضیل اپنے موصوف کے ساتھ مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث میں مطابق ہوگا مثلاً زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ، اَلزَّیْدَانِ الْاَفْضَلَانِ، اَلزَّیْدُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ، ھِنْدُنِ الْفُضْلٰی، اَلْھِنْدَانِ الْفُضْلَیَانِ، اَلْھِنْدَاتُ الْفُضْلَیَاتُ ۔

۳۔ **اضافت کے ساتھ:** اس صورت میں اسم تفضیل کو مفرد مذکر یا مؤنث اور اپنے موصوف کے مطابق لانا دونوں جائز ہیں۔ مثلاً زَیْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ، اَلزَّیْدَانِ اَفْضَلُ النَّاسِ، اَفْضَلَا النَّاسِ، ھِنْدٌ اَفْضَلُ النِّسَاءِ، ھِنْدٌ فُضْلَی النِّسَاءِ ۔

مسئلہ الکحل: اسم تفضیل ہمیشہ اسم ضمیر میں عمل کرتا ہے یعنی اس کا فاعل ضمیر غائب کی ہوگی۔ لیکن ایک صورت میں اسم ظاہر کے اندر عمل کرتا ہے۔ جسے مسئلہ الکحل سے یاد کرتے ہیں اور وہ صورت یہ ہے کہ جب اسم تفضیل کلام منفی میں واقع ہو اور اسم تفضیل لفظاً ایک چیز کی صفت بن رہا ہو اور معنیً اس چیز کی جو

اس پہلی چیز اور اس کے غیر میں مشترک ہو۔ مثلاً مَا رَاَیْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ فِیْ عَیْنَیْهِ الْکُحْلُ مِنْهُ فِیْ عَیْنِ زَیْدٍ اس مثال میں اَحْسَنَ اسم تفضیل لفظی طور پر رَجُلاً کی صفت واقع ہو رہا ہے اور معنوی طور پر اَلْکُحْلُ کی صفت ہے جو اَلْکُحْلُ۔ عَیْنِ رَجُلٍ اور عَیْنِ زَیْدٍ میں مشترک ہے۔ لہٰذا اَحْسَنَ کا فاعل اَلْکُحْلُ اسم ظاہر ہے اس مثال میں الکحل کا تذکرہ ہے لہٰذا اسے مسئلہ الکحل کہتے ہیں۔

حدیث میں مثال: مَامِنْ اَیَّامٍ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ فِیْهَا الصَّوْمُ مِنْ عَشْرِ ذِی الْحَجَّةِ

۶۔اسم تام

تعریف: ہر وہ اسم جو اپنی موجودہ حالت میں کسی اسم کی طرف مضاف نہ ہو سکے۔

عمل: اس کا عمل یہ ہے کہ یہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ اور یہ چار چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مل کر تمام ہوتا ہے

۱۔تنوین ۲۔نون تثنیہ ۳۔نون جمع ومشابہ جمع ۴۔اضافت

(۱) تنوین: تنوین کی دو قسمیں ہیں۔ ملفوظ مثلاً عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتاً یا تنوین مقدر ہو۔ مثلاً اَحَدَعَشَرَ رَجُلاً۔

(۲) نون تثنیہ: مثلاً عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرّاً۔

(۳) نون جمع: مثلاً هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً۔ یا مشابہ جمع۔ مثلاً عِنْدِیْ ثَلَاثُوْنَ دِرْهَمًا

(۴) اضافت کے ساتھ: مثلاً عِنْدَنَا مِلْئُوْهُ زَیْتًا۔

اسم تام تنوین، نون جمع و اضافت کے ساتھ تام ہو کر فعل کے مشابہ ہو جاتا ہے جو کہ فاعل سے تمام ہو کر کلام بنتا ہے اور اسم تام کے بعد آنے والی تمیز مفعول کے مشابہ ہو کر منصوب ہوتی ہے۔

فائدہ: امام رضی کے نزدیک مزید دو چیزوں سے اسم تام ہو جاتا ہے (۱) ضمیر مبہم بلا مرجع مبالغہ کے لئے آئے۔ مثلاً نِعْمَ رَجُلاً زَیْدًا اَوْ رُبَّهٗ رَجُلاً لَقِیْتُهٗ (۲) اسم اشارہ کے ساتھ۔ مثلاً مَاذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِهٰذَا مَثَلاً۔

تنبیہ: الف لام کے ساتھ اسم تام نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ اسم کے شروع میں ہوتا ہے اور فاعل کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا۔

۷۔ اسم مضاف

تعریف: ہر وہ اسم جو حرف جر لفظی یا تقدیری کے ساتھ کسی چیز کی طرف منسوب ہو۔

عمل: اپنے بعد والے اسم کو جر دیتا ہے۔ جیسے کِتَابُ زَیْدٍ۔ یا غُلَامٌ لِزَیْدٍ

اسمائے عاملہ سماعی

یہ اسماء تین چیزوں پر مشتمل ہیں۔
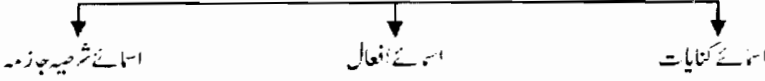
۱۔ اسمائے کنایات

۱۔ اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ: یہ اپنے مابعد تمیز کو نصب دیتے ہیں۔ مثلاً اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا، لَهٗ تِسْعٌ وَ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً۔

۲۔ کم : کم کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ استفہامیہ ۲۔ خبریہ

۱۔ استفہامیہ: اس کم کے ذریعے مبہم عدد کے بارے سوال کر کے اس کی تعیین مقصود ہوتی ہے اور یہ کم شروع کلام میں آتا ہے۔ جیسے بِکَمْ طَالِبًا نَجَحَ؟۔ اس کی تمیز منصوب مفرد ہوتی ہے مگر اس کی تمیز پر حرف مِنْ مقدرہ داخل ہوتا ہے۔ بِکَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرِیْتَ الْکِتَابَ؟۔ لیکن یہ مؤقف ضعیف ہے کم استفہامیہ اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ بھی جائز ہے۔ مثلاً کَمْ عِنْدَكَ دِیْنَارًا؟۔ اس کی تمیز حذف بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً کَمْ مَالُكَ؟ اَیْ کَمْ دِیْنَارًا مَالُكَ؟ ۔

کم کا اعراب:

۱۔مجرور: اگر اس سے قبل حرف جر یا مضاف آئے۔فِیْ کَمْ سَاعَةٍ اَکْمَلْتَ عَمَلَكَ؟ کِتَابُ کَمْ مُؤَلِّفًا قَرَأْتَ؟۔

۲۔منصوب: جب اس کے بعد ایسا فعل ہو جو اس کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اس سے اعراض نہ کر رہا ہو تو اس وقت یہ باعتبار تمیز کے مفاعیل میں سے کوئی مفعول بنے گا۔

۱۔مفعول مطلق: جب مصدر کے بارے استفسار کیا جائے۔کَمْ اِنْجَازًا اَنْجَزْتَ؟

۲۔مفعول فیہ: کَمْ یَوْمًا غِبْتَ؟

۳۔مفعول بہ: کَمْ کِتَابًا قَرَأْتَ؟

۴۔کان ناقصہ کی خبر مقدم: کَمْ کَانَ اِخْوَاتُكَ؟۔

۳۔مرفوع: **۱۔خبر:** جب اس کی تمیز ظرف یا جار مجرور ہو۔ کَمْ یَوْمًا صَوْمُكَ؟ **۲۔مبتداء:** جب اس کی خبر ظرف یا جار مجرور ہو۔ کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ؟۔

۲۔خبریّۃ: یہ بھی شروع کلام میں آتا ہے اور کثرت کا فائدہ دیتا ہے۔اس کے ذریعے مبہم مقدار (کمیّۃ) کی خبر دی جاتی ہے۔مثلاً کَمْ دَوْلَةٍ زَالَتْ۔اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو اس کی تمیز حذف بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً کَمْ جَاوَزْتَ حُدُوْدَكَ۔اَیْ کَمْ مَرَّةٍ۔

اس کی تمیز مجرور مفرد ہوتی ہے۔کَمْ عَالِمٍ جَلَسْتُ وَکَمْ مِنْ مُّحْتَاجٍ اَعْطَیْتُهٗ اس کی تمیز کا جمع لانا بھی جائز ہے۔کَمْ لُغَاتٍ اَتَکَلَّمُ۔

۳۔کَذَا: یہ (ك) حرف تشبیہ اور (ذا) اسم اشارہ سے مرکب ہے۔یہ اسم کنایہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس کے ساتھ عدد مبہم سے کنایہ کیا جاتا ہے۔مثلاً اِشْتَرَیْتُ کَذَا وَکَذَا ثَوْبًا اور کبھی بات مبہم سے کنایہ کیا جاتا ہے۔جیسے قَدْ ذَکَرَنِیْ کَذَا وَکَذَا اٰیَةً یہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔کبھی یہ فاعل واقع ہوتا ہے مثلاً نَزَلَ مِنَ الطَّائِرَةِ کَذَا مُسَافِرًا۔کبھی نائب الفاعل واقع ہوتا ہے۔مثلاً شُوْهِدَ کَذَا

رَجُلاً کبھی خبر واقع ہوتا ہے۔مثلاً اَلنَّاجِحُوْنَ کَذَا طَالِبًا بسا اوقات اس کے ذریعے غیر عدد سے بھی کنایہ کیا جاتا ہے مثلاً اَقَمْتُ بِفُنْدُقِ کَذَا

(۴) کَأَیِّنْ: یہ بھی اسم مبہم ہے اور اسے تمیز کی ضرورت ہوتی ہے شروع کلام میں آتا ہے اور گذشتہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے اور کثرت کا فائدہ دیتا ہے۔مثلاً وَکَأَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ (العنکبوت) اس کی تمیز اکثر مجرور مفرد ہوتی ہے اس میں اور بھی کئی لغات ہیں کَائِن، کَيْئِن۔

۲۔اسمائے افعال

نوٹ: ان کا ذکر مبنی کی بحث میں گزر چکا ہے۔

۳۔اسماء شرطیہ جازمہ

۱۔مَنْ: مبنی علی السکون مفرد، تثنیہ، جمع اور ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور یہ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔اسم موصول: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى۔

۲۔اسم شرط: اس وقت دو فعلوں کو جزم دے گا۔مَنْ يَّنَمْ يُرِحْ جِسْمَهٗ۔

۳۔اسم استفہام: مَنْ اَنْتَ ؟

۲۔ما: ما کی تین حالتیں ہیں، اسم، حرف اور زائدہ

۱۔ما اسمیہ: اس کی چھ حالتیں ہیں۔

۱۔اسم موصول: غیر ذوی العقول مفرد، تثنیہ، جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔مثلاً لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔

۲۔اسم شرط: دو فعلوں کو جزم دے گا اور غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔مثلاً مَا تَقْرَأْ تَسْتَفِدْ مِنْهُ۔

۳۔اسم استفہام: اس کے ذریعے غیر ذوی العقول کے بارے پوچھا جاتا ہے۔مثلاً مَا وَرَاءَكَ ؟۔

٤ ۴۔ما التعجبیۃ: مَا اَجۡمَلَ السَّمَا ءَ۔

۵۔مامعرفہ تامہ بمعنی الشیء: یہ مدح وذم فعلوں کے بعد آتا ہے فَنِعِمَّاهِیَ ۔

٦۔نکرہ تامہ مبہمہ: قَرَاْتُ قِصَّۃً مَّا یہ "مَا" "قِصَّۃً" کی صفت ہے۔

(۲) ماحرفیہ: اس کی چار حالتیں ہیں۔

ا۔الحجازیۃ العاملۃ عمل لیس: مثلاً مَا اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ یہ چار شرطوں پر عمل کرتا ہے۔

ا۔اس کے اسم پر اس کی خبر مقدم نہ ہو۔مَا زَیۡدٌ قَائِمًا۔

۲۔اس کے جملہ میں لفظ "الا" نہ آئے ورنہ عمل باطل ہو جائے گا۔وَمَامُحَمَّدٌاِلا رَسُوۡل

۳۔اس ما کے بعد اِنۡ وصلیہ نہ آئے۔ مثلاً مَااِنۡ اَنۡتُمۡ ذَاهِبُوۡنَ

۴۔فعل پر داخل نہ ہو اگر فعل پر داخل ہوگا تو عمل باطل ہوگا۔مَانَغۡتَابُ اَحَدًا بسا اوقات ما کی خبر پر "ب" داخل ہوتی ہے۔مَااَنۡتَ بِمَجۡنُوۡنٍ۔

۲۔حرف نفی غیر عامل: اس وقت صرف فعل مضارع و ماضی پر داخل ہوگا۔مَاعَادَالۡمُسَافِرُ۔ مَایَعُوۡدُالۡمُسَافِرُ

۳۔مامصدریہ ظرفیہ: فعل ماضی مثبت کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔اَحۡتَرِمُكَ مَااسۡتَقَمۡتَ اَیۡ مُدَّۃَ اسۡتِقَامَتِكَ۔کبھی فعل مضارع مثبت کے ساتھ آتا ہے۔ لَا اَنۡسَاكَ مَا یَتۡبَعُ اللَّیۡلُ النَّهَارَ۔

۴۔مامصدریہ غیر ظرفیہ: ماضی کے ساتھ۔جیسے اٰمِنُوۡا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ اَیۡ كَاِیۡمَانِ النَّاسِ، مضارع کے ساتھ۔جیسے عَجِبۡتُ مِمَّا تَقُوۡلُ غَیۡرَ الۡحَقِّ اَیۡ مِنۡ قَوۡلِكَ غَیۡرَ الۡحَقِّ ۔

(۳) مازائدۃ: ا۔اِذَا،مَتٰی،اِنۡ ،اَیٌّ،كَیۡفَ،حَیۡثُ، اَیۡنَ شَرۡطِیَّۃ ،ان کے بعد ما زائدہ آتا ہے۔

(اِذَا) اِذَامَاالدَّهۡرُجَرَّعَلٰی اُنَاسٍ حَوَادِثُهٗ اَنَاخَ بِاٰخَرِیۡنَ۔اِذَامَاصُمۡتَ صُمۡتُ۔(مَتٰی) مَتٰی مَا تَزُرۡنِیۡ تَجِدۡنِیۡ كَرِیۡمًا۔(اِنۡ) اِمَّاتَعۡمَلۡ خَیۡرًافَاَخۡلِصۡ فِیۡهِ(اَیٌّ) اَیُّمَاكِتَابٍ تَقۡرَاۡتَسۡتَفِدۡمِنۡهُ۔اَیًّامَّاتَدۡعُوۡافَلَهُ الۡاَسۡمَاءُ الۡحُسۡنٰی۔(كَیۡفَ) كَیۡفَمَاتَكُوۡنُوۡاُیُوَلَّ عَلَیۡكُمۡ۔(حَیۡثُ) حَیۡثُمَاكُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡاوُجُوۡهَكُمۡ(اَیۡنَ) اَیۡنَمَاتَكُوۡنُوۡا یُدۡرِكۡكُمُ الۡمَوۡتُ۔

۲۔جار مجرور کے درمیان زائدہ ہوتا ہے۔فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (العمران) عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ (المؤمنون) مِمَّا خَطِيْئَاتِهِمْ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا (ال عمران)

۳۔اِنَّ واخواتہا کے بعد زائدہ ہوتا ہے اور یہ ان کے عمل کو روک دیتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اُخْوَةٌ ، كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ ،سوائے لَيْتَ کے۔اسکے ساتھ عمل ہوتا بھی ہے اور مہمل بھی ہوتا ہے۔ لَيْتَمَا السَّلَامُ يَدُوْمُ ۔

۴۔ظروف کے بعد زیادہ ہوتا ہے اس وقت ان کو مضاف الیہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بَيْنَمَا نَجْلِسُ اِذَا اَقْبَلَ رَجُلٌ۔لَا تَشْغَلْ بِغَيْرِ الطَّرِيْقِ حِيْنَمَا تَقُوْدُ سَيَّارَتَكَ۔

۵۔قَلَّ وطَالَ دونوں فعلوں کے بعد بھی آتا ہے اس وقت ان کو عمل کرنے اور فاعل کو طلب کرنے سے روکتا ہے۔ قَلَّمَا وَطَالَمَا۔

۶۔ لَاسِيَّ کے بعد بھی زائد ہوتا ہے۔اُحِبُّ الْفَاكِهَةَ لَاسِيَّمَا فَاكِهَةً نَاضِجَةً۔

۷۔ كَيْ کے بعد۔اِنَّنِيْ اُرْشِدُكُمْ كَيْمَا تَسْتَقِيْمُوْا۔

۸۔ كثيرًا وقليلاً کے بعد۔كَثِيْرًا مَّا سَامَحْتُكَ،قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔

۳۔اَیّ:اس کی کئی حالتیں ہیں:

ا۔اسم شرط:دو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے عاقل وغیر عاقل سب کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور یہ لازم الاضافت ہے۔اَیُّ طَالِبٍ يَجْتَهِدْ يَكُنْ مِّنَ النَّاجِحِيْنَ،اَیُّ كِتَابٍ تَقْرَأْ تَسْتَفِدْ مِنْهُ۔

۲۔اسم استفہام:عاقل وغیر عاقل سب کے لئے آتا ہے۔اَیُّ الْاَيَّامِ اَفْضَلُ؟،اَیَّ كِتَابٍ طَالَعْتَ؟

۳۔اسم موصول:جس وقت یہ مضاف نہ ہو اور اس کا صدر صلہ مذکور ہو اس وقت یہ معرب ہوگا۔ يَفُوْزُ اَیُّ هُوَ مُجْتَهِدٌ اُكْرِمْتُ اَيًّا هُوَ فَاضِلٌ۔جبکہ یہ مضاف ہو اور اس کا صدر صلہ محذوف ہو تو اس میں فصیح ترین لغت مبنی علی الضم ہے۔جیسے اُكْرِمْ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ حَاجَةً۔

۴۔اَیُّ الکمالیہ:کبھی نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے:مثلاً اَنْتَ رَجُلٌ اَیُّ رَجُلٍ کبھی حال واقع ہوتا ہے۔ شَاهَدْتُ صَالِحًا اَیَّ رَجُلٍ۔

۵۔اس کو منادیٰ کا اعراب دیا جاتا ہے جبکہ معرف باللام کو ندا کی جائے۔یَاأَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔

۶۔اختصاص کا فائدہ دینے کے لئے آتا ہے۔مثلاً إِنَّا أَيُّهَا الْفُقَرَاءُ مُحْتَاجُوْنَ لِلْمُسَاعَدَةِ۔

۷۔عموم کا فائدہ دینے کے لئے آتا ہے اس وقت اس کا اعراب عامل کے موافق ہوگا۔ مثلاً اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْ أَيِّ مَكَانٍ۔

(۴) **إِذْمَا**: حرف شرط ہے دو فعلوں کو جزم دیتا ہے پہلا شرط اور دوسرا جزا اور جواب کہلاتا ہے۔ إِذْمَا تَتَهَاوَنْ تَفْشَلْ بعض نحویوں کے ہاں اسم شرط ہے جو زمانہ کے لئے آتا ہے لیکن اغلب یہی ہے کہ یہ حرف ہے۔

(۵) **مَتٰى**: ا۔اسم شرط زمان کے لئے آتا ہے اور دو فعلوں کو جزم دیتا ہے۔مثلاً مَتٰى يَنْتَشِرِ الْعِلْمُ تَزْدَهِرِ الْبِلَادُ

۲۔اسم استفہام اس صورت میں زمانہ ماضی و استقبال کے متعلق استفہام کیا جاتا ہے۔مثلاً مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ، مَتٰى صُمْتَ۔

(۶) **مَهْمَا**: اسم شرط دو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اور غیر عاقل کے لئے آتا ہے۔مثلاً مَهْمَا تَعْمَلْ تُجْزَبِهٖ، مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ۔

(۷) **حَيْثُمَا**: اسم شرط مکان کے لئے آتا ہے اور دو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔مثلاً حَيْثُمَا تَعِشْ يُقَدِّرْ لَكَ اللّٰهُ رِزْقًا۔

(۸) **أَيْنَمَا**: اسم شرط دو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔

(۹) **أَنّٰى**: ا۔اسم شرط جازم مکان کے لئے آتا ہے اور دو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔ مثلاً أَنّٰى تَتَّقِ اللّٰهَ تَلْقَ ثَوَابًا۔

۲۔اسم استفہام كَيْفَ اور مِنْ أَيْنَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔مثلاً أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ، يَامَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا۔

اسم کی تقسیم سادس (باعتبار معمول کے)
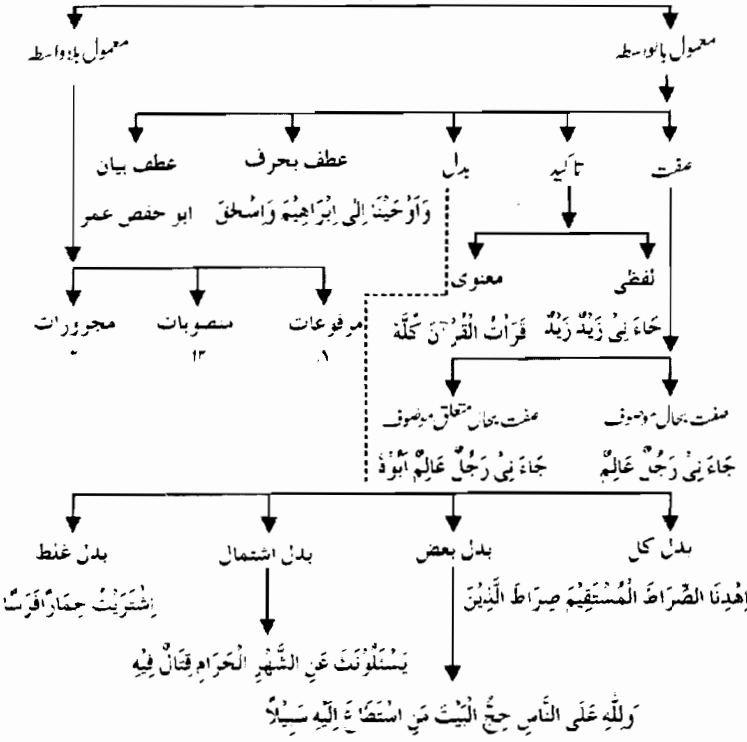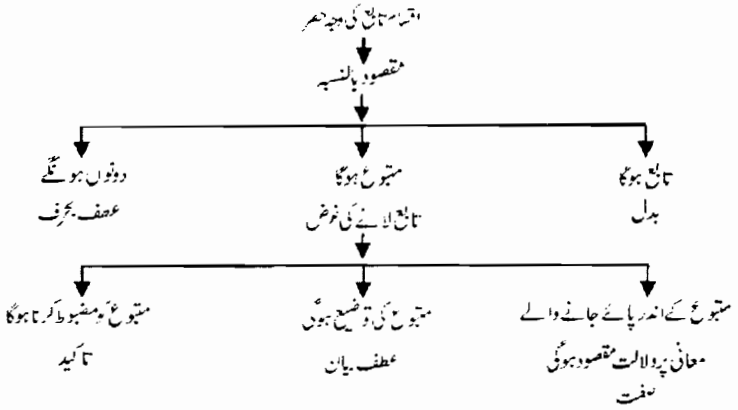
تابع

وجہ تسمیہ: بعض اسمائے معربہ ایسے ہیں کہ جن کا اعراب براہ راست عامل کی وجہ سے آتا ہے اور کبھی اعراب بالواسطہ آتا ہے ماقبل کے تابع ہونے کی وجہ سے اسے تابع کہتے ہیں۔

تعریف: كُلُّ ثَانٍ مُّعْرَبٍ بِاِعْرَابِ سَابِقِهٖ مِنْ جِهَةٍ وَّاحِدَةٍ۔ ہر اس دوسرے لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے پہلے لفظ کے ساتھ اعراب اور جہت میں موافق ہو۔

فائدہ: جہت واحد سے مراد اگر متبوع فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو تو تابع بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اگر وہ مفعول ہونے کی بناء پر منصوب ہو تو تابع بھی مفعول ہونے کی بناء پر منصوب ہو اور اگر وہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہو تو تابع بھی مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہو۔ جیسے جَاءَ رَجُلٌ فَاضِلٌ، قُوْلَالَهٗ قَوْلًالَّيِّنًا، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

تعداد: توابع پانچ ہیں: صفت، تاکید، بدل، عطف بحرف، عطف بیان۔

البتہ بعض نحویوں نے جیسا کہ زجاجی وغیرہ نے کہا ہے کہ توابع چار ہیں وہ عطف بیان کو عطف بحرف میں داخل کرتے ہیں اور بعض نحوی بدل میں شامل کرتے ہیں۔

(ا)صفت

دوسرا نام نعت یا وصف ہے عموماً صفت ہی بولا جاتا ہے کیونکہ صفت اچھی بری دونوں طرح کی ہو سکتی ہے جبکہ نعت کا لفظ صرف اچھی صفت پر بولا جاتا ہے۔

تعریف: تَابِعٌ یَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ مَتْبُوْعِہٖ۔ نَحْوُ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَوْفِیْ مُتَعَلِّقِ مَتْبُوْعِہٖ نَحْوُ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ۔
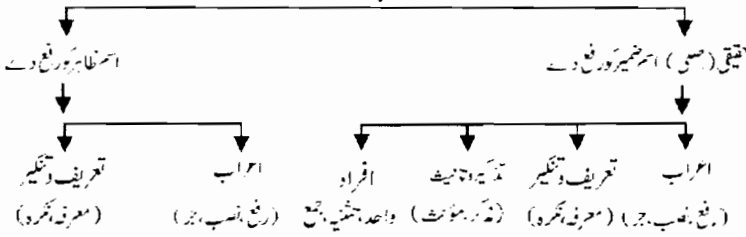
اقسام: ا۔صفت بحال موصوف ۲۔صفت بحال متعلق موصوف

ا۔صفت بحال موصوف یا صفت حقیقی: وہ تابع ہے جو اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے اور اس ضمیر مستتر کو رفع دے جو منعوت کی طرف لوٹتی ہے۔ مثلاً جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔

۲۔صفت بحال متعلق موصوف یا سببی: وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ۔ اور جو اسم ظاہر کو رفع دے اس اسم میں ایک ضمیر ہو جو منعوت کی طرف لوٹ رہی ہو۔

صفت بحال موصوف اپنے موصوف کے ساتھ دس چیزوں میں مطابقت رکھتی ہے اور بیک وقت چار پائی جاتی ہیں۔

ا۔رفع،نصب،جر ۲۔تعریف وتنکیر ۳۔تذکیر وتانیث ۴۔واحد،تثنیہ،جمع

صفت بحال متعلق موصوف اپنے موصوف کے ساتھ اوّل الذکر پانچ چیزوں میں مطابق ہوگی بیک وقت

دو کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔رفع ،نصب ،جر ۲۔تعریف و تنکیر

اغراضِ صفت: (۱) اگر موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہوں تو توضیح کا فائدہ دیتی ہے جیسے: وَیُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ، جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْفَاضِلُ، مَرَرْتُ بِزَیْدِنِ الْخَیَّاطِ (۲) اگر دونوں نکرہ ہوں تو تخصیص کا فائدہ ہوگا۔ جیسے اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ، فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (۳) مدح کے لئے: مثلاً اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (۴) ذم کا فائدہ دیتی ہے۔ مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (۵) تاکید کا فائدہ دیتی ہے۔ مثلاً نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ، حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ، تِلْكَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ (۶) ترحم کا فائدہ دیتی ہے۔ مثلاً اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبْدَكَ الْمِسْکِیْنَ۔

فائدہ: کبھی نکرہ کی صفت جملہ خبریہ واقع ہوتا ہے اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصوف کی طرف لوٹتی ہے۔ جیسے جَاءَ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ ۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ۔

۲۔تاکید

تعریف: تَابِعٌ یَدُلُّ عَلٰی تَقْرِیْرِ الْمَتْبُوْعِ فِیْمَا نُسِبَ اِلَیْهِ اَوْعَلٰی شُمُوْلِ الْحُکْمِ لِکُلِّ فَرْدٍ مِّنْ اَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ۔
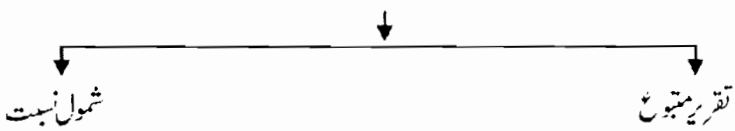
تاکید اس تابع کو کہتے ہیں جو اپنے متبوع کے حال کو پختہ کرے نسبت میں یا شمولِ نسبت میں، یعنی ماقبل میں جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی تھی اس نسبت میں سامع کو شک تھا تاکید لگا کر اس شک کو رفع کیا گیا ہو۔ مثلاً جَاءَنِیْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سامع کو شک ہوگیا کہ شاید امیر المؤمنین خود آئے ہیں یا ان کا

حکم یا ان کا نمائندہ آیا ہے مگر جب اس کو مکرر ذکر کیا گیا کہ جَاءَنِیْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنِ، تو شک ختم ہو گیا کہ واقعی امیر المؤمنین بذات خود تشریف لائے ہیں۔

شمول نسبت کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل میں جو حکم متبوع کے افراد کو شامل ہے اس شمول میں سامع کو شک ہے کہ یہ حکم سب کو شامل ہے یا بعض کو تاکید لگا کر اس شک کو دور کیا جاتا ہے۔ مثلاً جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ۔ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ۔

اقسام تاکید: تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

۱۔ تاکید لفظی: جس میں لفظ کا تکرار ہو یعنی اسم، فعل، حرف اور جملہ لفظوں میں مکرر ہوں۔ مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ، جَاءَ جَاءَ زَیْدٌ، اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔ اُذَادُقَّتِ الْاَرْضُ دَقًّا دَقًّا۔

۲۔ تاکید معنوی: یہ چند مخصوص الفاظ کے ساتھ آتی ہے۔

۱۔ نفسٌ ، عینٌ: یہ تمام صورتوں میں متبوع کے تابع ہونگے یعنی اگر متبوع مذکر ہے تو ان کے ساتھ ضمیر مذکر کی ہوگی اگر متبوع مؤنث ہے تو ان کے ساتھ ضمیر مؤنث کی ہوگی۔ واحد کے ساتھ واحد کی، تثنیہ کے ساتھ تثنیہ کی، جمع کے ساتھ جمع کی ضمیر ہوگی اسی طرح مطابقت صیغہ بھی ہوگی البتہ تثنیہ کے لئے جمع کا صیغہ لانا افضل ہوگا۔

اَمْثِلَةٌ: جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ، جَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا، جَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ، جَاءَتْنِیْ هِنْدٌ عَیْنُهَا، جَاءَتْنِیْ هِنْدَانِ اَعْیُنُهُمَا اَوْ عَیْنَاهُمَا، جَاءَتْنِیْ هِنْدَاتٌ اَعْیُنُهُنَّ۔

۲۔ كِلَا وَ كِلْتَا: یہ دونوں حرف صرف تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں۔ قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا۔ قَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا۔

كُلٌّ أَجْمَعُ أَكْتَعُ أَبْصَعُ أَبْتَعُ: یہ الفاظ مفرد اور جمع دونوں کی تاکید واقع ہوتے ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ لفظ کُلٌّ میں صیغہ تبدیل نہیں ہوتا صرف ضمیر تبدیل ہوتی ہے اور باقی میں ضمیر کے ساتھ صیغہ

بھی تبدیل ہوتا ہے۔ جیسے قَرَأْتُ الْقُرآنَ کُلَّهٗ سَجَدَ الْمَلَائِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ، اِشْتَرَیْتُ الصَّحِیْفَةَ کُلَّهَا جَمْعَاءَ کَتْعَاءَ بَتْعَاءَ بَصْعَاءَ۔ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاهُمَا فِی النَّارِ۔

فائدہ: عَامَّةٌ، جَمِیْعٌ بھی الفاظ تاکید ہیں ان میں الفاظ اپنی حالت پر رہیں گے۔ صرف ضمیر تبدیل ہوگی اَکْرَمْتُ النَّاسَ عَامَّتَهُمْ وَجَمِیْعَهُمْ۔

تنبیہ: کُلٌّ اور أَجْمَعُ میں تاکید کیلئے یہ شرط ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ اس چیز کی تاکید آئے گی جس کے اجزاء حسی یا حکمی طور پر متفرق ہو سکتے ہوں۔ مثلاً جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ، اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ۔ اَکْرَمْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ کہنا درست نہیں۔

۳۔ بدل

تعریف: ۱۔ هُوَ تَابِعٌ مَقْصُوْدٌ بِالْحُکْمِ بِلَا وَاسِطَةٍ۔

۲۔ اَلْبَدَلُ تَابِعٌ یُنْسَبُ اِلَیْهِ مَا نُسِبَ اِلٰی مَتْبُوْعِهٖ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَةِ دُوْنَ مَتْبُوْعِهٖ۔

وہ تابع ہے کہ مقصود نسبت سے یہی بدل ہوتا ہے متبوع تو محض توطیہ وتمہید کے لئے لایا جاتا ہے۔

اقسام بدل:

۱۔ بدل کل: وہ ہے جس میں مبدل منہ اور بدل کا مصداق ایک ہی ہو۔ جیسے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ، جَاءَ رَجُلٌ غُلَامٌ لِزَیْدٍ ۔

۲۔ بدل بعض: وہ ہے جو اپنے مبدل منہ کا جز ہو جیسے وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا

۳۔ **بدل اشتمال:** وہ ہے جو اپنے مبدل منہ سے تعلق رکھتا ہو مثلاً يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِيْهِ ، اُخْبِرْتُ زَيْدًا عِلْمَهُ۔

۴۔ **بدل غلط:** وہ ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا گیا ہو۔ اِشْتَرَيْتُ حِمَارًا فَرَسًا

بدل ومبدل منہ کی شناخت:

ا۔ لقب کے بعد نام ذکر ہو تو عموماً بدل واقع ہوتا ہے۔ شَاعِرُ الْاِ سْلَامِ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ

۲۔ کسی چیز کی تعداد عدد کے ذریعے بیان کی جائے اس کے بعد تفصیل ہو تو یہ تفصیل ماقبل سے بدل ہو گی جیسے مِأَةُ عَامِلٍ لَفْظِيَّةٌ وَّمَعْنَوِيَّةٌ۔

۳۔ ھٰذا اسم اشارہ کے بعد معرف باللام اسم ہو تو ترکیب میں صفت کی طرح عطف بیان اور بدل بن سکتا ہے۔ رَبِّ يَسِّرْ عَلَيَّ هٰذَا الْكِتَابَ ۔

فائدہ: (ا) بدل کل رفع ،نصب، جر، واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث میں اپنے مبدل منہ کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے (۲) بدل تکرار عامل کے حکم میں ہوتا ہے۔ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَیْ قَالَ لِا زَرَ (۳) بدل بعض اور اشتمال کی وجہ سے کلام کو نفس میں مؤثر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً اَكَلْتُ الرَّغِيْفَ ثُلُثَهُ یعنی اَكَلْتُ ثُلُثَ الرَّغِيْفَ، اَعْجَبَنِیْ زَيْدٌ عِلْمُهُ اَیْ عِلْمُ زَيْدٍ، سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ اَیْ ثَوْبُ زَيْدٍ (۴) اسم ظاہر کا بدل اسم ظاہر لیکن اسم ضمیر ظاہر سے بدل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً جَاءَ زَيْدٌ اَخُوْكَ (۵) ضمیر کا بدل ضمیر نہیں ہو سکتی۔ قُمْتَ اَنْتَ کہنا درست نہیں (۶) فعل کا بدل فعل نہیں ہو سکتا (۷) جملہ کا بدل جملہ بھی ہو سکتا ہے مثلاً اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ (۸) معرفہ کا بدل نکرہ موصوفہ ہو سکتا ہے۔ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ (۹) بعض نحویوں نے بدل کل بدل بعض اور بدل اشتمال کے ساتھ بدل مباین ذکر کیا ہے پھر اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ **بدل غلط:** جو سبقت لسانی سے صادر ہو جائے۔ جَاءَ حِمَارٌ رَجُلٌ

۲۔ **بدل نسیان:** جو دل سے تعلق رکھتا ہو متکلم اپنے ارادے کی تصحیح کرے۔ سَافَرْتُ اِلٰى مَدِيْنَةَ مَكَّةَ

۳۔بدل اضراب: جو جملہ میں واقع ہو اور اس سے بدل اور مبدل منہ دونوں مراد ہو سکتے ہوں لیکن متکلم صرف بدل مراد لے مثلاً خُذِ الْقَلَمَ الْوَرْقَةَ۔

۴۔عطف بحرف (عطف النسق)

تعریف: لغۃً: نَسَقَ يَنْسِقُ کا معنیٰ ہے ملانا کلام کے کئی اجزاء حرف عطف کے ذریعے ایک ہی حکم میں مل جاتے ہیں اس لئے اس کو عطف النسق کہا جاتا ہے۔

اصطلاحًا: تَابِعٌ تَوَسَّطَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَتْبُوْعِهِ اَحَدُحُرُوْفِ الْعَطْفِ۔

(۲) هُوَ تَابِعٌ يُنْسَبُ اِلَيْهِ مَانُسِبَ اِلٰى مَتْبُوْعِهِ وَكِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ وَيُسَمّٰى عَطْفُ النَّسَقِ۔

وہ تابع ہے جو متبوع کے بعد بواسطہ حرف عطف آتا ہے اور اپنے متبوع کے ساتھ نسبت میں مقصود ہوتا ہے متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں۔

مثال: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ ۔۔۔۔۔الخ، طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۔

شناخت معطوف علیہ ومعطوف: ۱۔ایک کلام میں دو یا زیادہ افعال کے درمیان حرف عطف آجائے تو دوسرے افعال کا عطف اس پہلے فعل پر ہوگا۔ مثلاً اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًالَّكُمْ۔

۲۔ایک کلام میں مختلف ناموں کے درمیان حرف عطف آجائے تو اول الذکر نام کو معطوف علیہ کہیں گے اور بقیہ کا عطف اس پر ڈالیں گے۔ وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهَارُوْنَ وَسُلَيْمَانَ ۔

۳۔کلام میں جار مجرور بار بار آئیں اور ان کے درمیان حرف عطف ہو تو پہلے جار مجرور پر بقیہ کا عطف ہوگا وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِالْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى آلِهِ الْمُجْتَبٰى۔

۴۔کلام میں اگر کوئی اسم ضمیر کی طرف مضاف ہوان کے درمیان حرف عطف آ جائے تو وہ بھی معطوف علیہ معطوف بنتے ہیں۔مِنۡ بَقۡلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۔

۵۔کلام میں اگر اسم معرف باللام مکرر آئے اور درمیان میں حرف عطف ہو تو وہ بھی معطوف علیہ معطوف ہوں گے اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ۔

۶۔اسم منون حرف عطف کے ساتھ مکرر ہو تو تمام کا عطف پہلے اسم پر ہوگا۔مثلاً وَجَعَلَ فِيۡهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيۡرًا۔

۷۔اسم موصول حرف عطف کے ذریعے مکرر آجائے تو موصول مع صلہ کا پہلے موصول مع صلہ پر عطف ہوگا۔ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ۔

۸۔اسم اشارہ حرف عطف کے ذریعے مکرر ہو۔مثلاً اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔

۹۔ایک چیز کی کئی اقسام ہوں ان کی تفصیل کے درمیان حرف عطف ہو۔مثلاً اَلصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ وَّنَافِلَةٌ۔

فوائد:

عطف کے طریقے:

(۱)اسم ظاہر کا عطف اسم ظاہر پر عام ہوتا ہے۔جیسے جَاءَنِیۡ خَالِدٌ وَبَكۡرٌ وَّعَمۡرٌو

(۲)ضمیر کا عطف ضمیر پر بھی جائز ہے۔جیسے اَنَا وَاَنۡتَ صَدِيۡقَانِ،اَكۡرَمۡتُهُمۡ وَاِيَّاكُمۡ ۔

(۳)ضمیر کا عطف اسم ظاہر پر جائز ہے۔جیسے جَاءَنِیۡ عَلِیٌّ وَاَنۡتَ،اَكۡرَمۡتُ سَلۡمَانَ وَاِيَّاكَ ۔

(۴)اسم ظاہر کا عطف ضمیر پر۔جیسے جَاءَنِیۡ الۡقَوۡمُ اِلَّا اَنۡتَ وَعَلِیٌّ ۔

(۵)جب ضمیر مرفوع متصل مستتر یا بارز پر اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو ضمیر مرفوع منفصل سے اس کی تاکید لائی جاتی ہے۔مثلاً كُنۡتُ اَغۡتَسِلُ اَنَا وَرَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ ،اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ۔ کوفیوں کے نزدیک بلا تاکید عطف جائز ہے۔

(۶)جب ضمیر مجرور متصل پر کسی اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو حرف جر کا اعادہ کیا جاتا ہے۔جیسے مَرَرۡتُ

بِكَ وَبِزَيْدٍ ۔
(۷)فعل پر فعل کا عطف ہوتا ہے۔جیسے اَنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا ۔
(۸)حرف کا عطف حرف پر۔جیسے مِنْ وَاِلٰى وَفِىْ۔
(۹)ایک عامل کے دو مختلف معمولوں پر عطف تب جائز ہے جبکہ مجرور مرفوع سے مقدم ہو۔جیسے فِى الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو ۔

فائدہ:(۱)حرف عطف معطوف اور معطوف علیہ کو ایک حکم میں کر دیتا ہے۔
(۲)معطوف معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔
(۳)کبھی عطف تفسیری بھی ہوتا ہے۔جیسے لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔یہاں واؤ عطف تفسیری ہے کیونکہ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ یہ نہیں فرمایا کہ يَهْدِىْ بِهِمَا اللّٰهُ دوسری جگہ قرآن مجید میں فرمایا وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْ اُنْزِلَ مَعَهٗ ۔

۵۔عطف بیان

تعریف:(۱) هُوَ تَابِعٌ جَامِدٌ اَشْهَرُ مِنْ مَّتْبُوْعِهٖ يُوَافِقُ مَتْبُوْعَهٗ مَعْنًى لَا لَفْظًا يُوَضِّحُهٗ اِنْ كَانَ مَعْرِفَةً وَّيُخَصِّصُهٗ اِنْ كَانَ نَكِرَةً ۔(۲)هُوَ تَابِعٌ جَامِدٌ مُوَضِّحٌ لِمَتْبُوْعِهٖ ۔
(۳)ایسا تابع ہے جو اپنے متبوع کو واضح کرے لیکن صفت نہ ہو اور متبوع کی نسبت زیادہ مشہور اور جامد ہو متبوع کو مبین اور تابع کو عطف بیان کہتے ہیں۔مثلاً هٰذَا اَبُو الْحَسَنِ عَلِىٌّ،هٰذَا اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ،هٰذَا الْكَلِيْمُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔کبھی تخصیص اور ازالہ وہم کے لیے آتا ہے۔ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ،اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ ۔

شناخت عطف بیان: عموماً پانچ طرح کے اسماء کے بعد عطف بیان آیا کرتا ہے۔
(۱)قَالَ الْكَلِيْمُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ (۲)اسم کے بعد کنیت بھی عطف بیان ہوتی ہے۔مثلاً جَاءَ ثَنَاءُ اللّٰهِ اَبُو الْوَفَاءِ(۳)اسم اشارہ کے بعد مثلاً هٰذَا الْكِتَابُ ، هٰذَا الرَّجُلُ (۴)صفت کے بعد موصوف۔مثلاً جَاءَ الْعَالِمُ زَيْدٌ(۵)مفسر کے بعد تفسیر۔مثلاً اَلْكَلَامُ كُلُّهٗ ثَلَاثٌ اِسْمٌ وَ فِعْلٌ

وَحَرْفٌ۔

نوٹ: بعض نحویوں کے نزدیک عطف بیان کوئی مستقل قسم نہیں بلکہ یہ تو عطف بحرف میں ہی شامل ہے یا ان امثلہ کو بدل میں شامل کرتے ہیں۔

فائدہ: بعض کے نزدیک ہر وہ اسم جس پر عطف بیان ہونے کا حکم لگایا جائے اور وہ متبوع کی وضاحت یا تخصیص کا فائدہ دے اس کو بدل الکل بھی بنایا جا سکتا ہے مگر بعض مثالوں میں بدل کا عطف بیان سے لفظاً التباس نہیں ہو سکتا جیسا کہ یہ مثال ہے۔

اَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ   عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوعاً

اس لئے کہ بدل میں لفظی طور پر عامل کا تکرار ہوتا ہے بخلاف عطف بیان کے کہ اس میں عامل کا تکرار نہیں ہوتا۔

مذکورہ مثال میں لفظ بِشْرٍ محل استشہاد ہے جو کہ اَلْبَكْرِيِّ سے عطف بیان ہے اَلْبَكْرِيِّ سے بدل نہیں کیونکہ بدل میں عامل کا تکرار ہوتا ہے۔ لہٰذا بدل ماننے کی صورت میں عبارت یوں بنے گی۔

اَلتَّارِكِ الْبَكْرِيِّ اَلتَّارِكِ بِشْرٍ جو کہ اَلضَّارِبُ زَيْدٍ کی طرح ہے اور یہ عبارت جمہور نحاۃ کے نزدیک ناجائز ہے کہ صیغہ صفت معرف باللام علم کی طرف مضاف ہو مگر جب صیغہ صفت معرف باللام اسم معرف باللام کی طرف مضاف ہو تو جائز ہے جیسے اَلضَّارِبُ الرَّجُلِ لہٰذا بشر البکری سے عطف بیان ہی ہوگا۔ بدل نہیں ہوگا۔

مرفوعات

تعریف: ہر وہ اسم جو علامت فاعلیت پر مشتمل ہو اور علامت فاعلیت یہ ہیں ضمہ، رفع، واؤ، الف جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَاَبُوهُ وَزَيْدَانِ وَزَيْدُونَ۔

تعداد: مرفوعات کل آٹھ ہیں۔

۱۔فاعل ۲۔نائب لفاعل ۳۔افعال ناقصہ کا اسم ۴۔ماولا مشابہ بلیس کا اسم

۵۔حروف مشبہ بالفعل کی خبر ۶۔لائے نفی جنس کی خبر ۷۔مبتداء ۸۔خبر

اسم مرفوع کا عامل
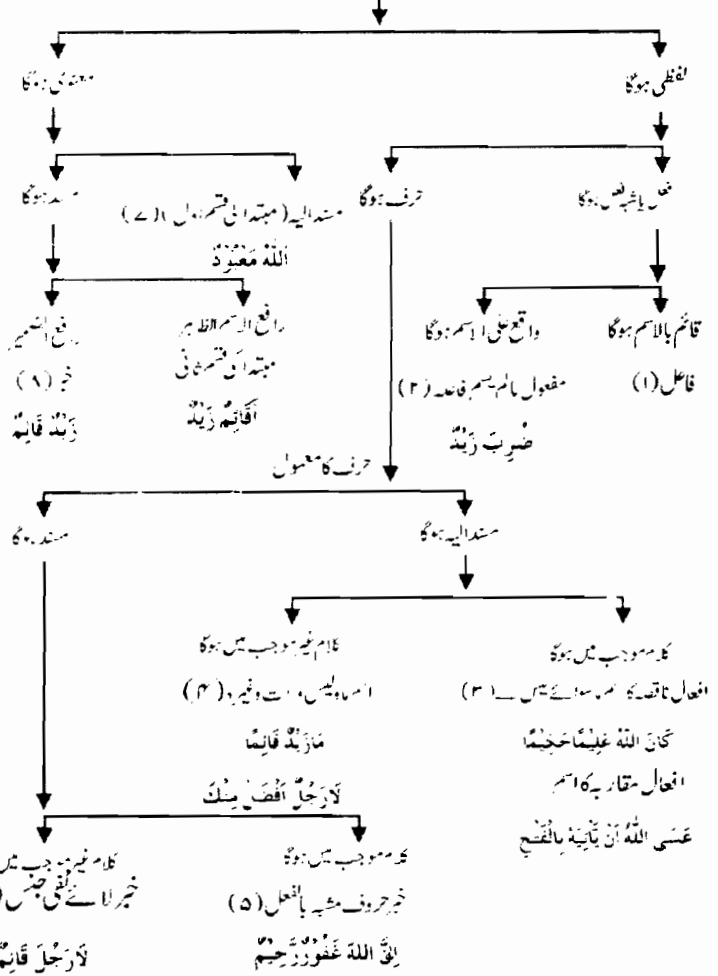
فوائد: (۱) مرفوعات مرفوع کی جمع ہے مرفوعۃ کی جمع نہیں ہے کیونکہ اس کا مفرد اسم کی صفت ہے اور اسم

مذکر ہے لہذا اس کی صفت بھی مذکر ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ غیر عاقل کی صفت کی جمع الف وتاء کے ساتھ ہوتی ہے۔ جیسے اَلْاَیَّامُ الْخَالِیَاتُ میں اَلْخَالِیَاتُ خَالِیٌ کی جمع ہے۔ سَجِلَّاتٌ۔ سَجِلٌّ کی اور صَافِنَاتٌ۔ صَافِنٌ کی جمع ہے۔

(۲) مرفوعات کو منصوبات پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مرفوعات اکثر عمدہ ہیں کیونکہ یہ مسند الیہ ہوتے ہیں اور منصوبات اکثر فضلہ ہیں اور یہ قانون ہے کہ عمدہ فضلہ پر مقدم سمجھا جاتا ہے یا مرفوعات قلیل بمنزل بسیط اور منصوبات کثیر بمنزل مرکب ہیں اور قانون ہے کہ مفرد مرکب پر مقدم ہوتا ہے۔

تنبیہ: بعض نحویوں کے نزدیک کلمات مرفوعات دس ہیں آٹھ مذکورہ اور فعل مضارع مرفوع اور لات کا اسم لیس پر محمول کرتے ہوئے۔

نوٹ: افعال ناقصہ ومقاربہ کو عامل حرف میں اس لئے شامل کیا جاتا ہے کہ یہ معنی کے اعتبار سے حروف ہیں اگر چہ لفظاً افعال ہیں۔

ا۔ فاعل

تعریف لغۃً: مَنْ اَوْجَدَ الْفِعْلَ ۔

اِصْطِلَاحًا: (۱) هُوَ كُلُّ اسْمٍ قَبْلَهُ فِعْلٌ اَوْ صِفَةٌ اُسْنِدَ اِلَيْهِ عَلٰى مَعْنَى اَنَّهُ قَامَ بِهٖ وَلَا وَقَعَ عَلَيْهِ جیسے تَبَارَكَ اللّٰهُ ۔ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ (فاعل ایسے اسم کو کہتے ہیں جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو جس کی نسبت اس اسم کی طرف اس طرح ہو کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو)

(۲) هُوَ اسْمٌ صَرِيْحٌ اَوْ مُؤَوَّلٌ بِهٖ اُسْنِدَ اِلَيْهِ فِعْلٌ اَوْ شِبْهُهٗ مُقَدَّمٌ عَلَيْهِ بِالْاِصَالَةِ وَاقِعًا مِنْهُ اَوْ قَامَ بِهٖ جیسے خَلَقَ اللّٰهُ، مَاتَ زَيْدٌ اسم تاویلی کی مثال: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ اَیْ خُشُوْعُ قُلُوْبِهِمْ ۔

فاعل اور فعل کے احکام تذکیر و تانیث کے اعتبار سے
مفرد
تثنیہ
جمع
مذکر
فعل بھی مذکر ہوگا
ذَهَبَ زَيْدٌ
مؤنث
فعل بھی مذکر ہوگا
ضَرَبَ الزَّيْدَانِ
فعل بھی مؤنث ہوگا
قَامَتِ الْمَرْءَ تَانِ
حقیقی
غیر حقیقی
فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ ہوگا
ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ
فاصلہ نہیں ہوگا
فعل ہمیشہ مؤنث ہوگا
قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ
فاعل اسم ضمیر ہوگا
فعل ہمیشہ مؤنث ہوگا
اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ
طَلَعَ الشَّمْسُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ
جمع مذکر
جمع مؤنث
سالم
جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ
مکسر
عاقل
اختیار
قَالَ الرِّجَالُ، قَالَتِ الرِّجَالُ
غیر عاقل
ہمیشہ مؤنث مفرد
جَاءَتِ الْجِمَالُ
سالم
مکسر
عاقل
اختیار
قَالَ نِسْوَةٌ، قَالَتْ نِسْوَةٌ
غیر عاقل
فعل مفرد مؤنث آئے گا
جَاءَتِ الْاُتُنِ
فعل مفرد مؤنث آئے گا
جَاءَتْنِي مُسْلِمَاتٌ

فوائد:(۱)فاعل کے بارے قانون ہے کہ وہ فعل کے ساتھ متصل ہو کیونکہ فاعل بمنزل جز وفعل ہے اور ہر چیز کا جز واس کے ساتھ متصل ہوتا ہے لہذا ضرب غُلامُهُ زَيْدٌ کہنا درست ہے اور ضَرَبَ غُلامَهُ زيداً کہنا غلط ہے اس لئے کہ پہلی مثال میں اضمار قبل الذکر صرف لفظاً آیا ہے جو محذور نہیں ہے دوسری مثال میں اضمار قبل الذکر لفظاً ورتبۃً دونوں طرح ہے جو تمام نحات کے نزدیک ممنوع ہے۔

(۲)فاعل عموماً مفعول سے مقدم ہوتا ہے مگر بسا اوقات فاعل کی تقدیم مفعول سے ضروری ہوتی ہے۔ وہ چار مقامات ہیں۔

(۱)۔جب فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں التباس کا اندیشہ ہو اور کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو جیسے ضَرَبَ مُوسٰى عِيسٰى جب التباس نہ ہو تو جائز۔ جیسے اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى (۲) جب فاعل ضمیر فعل سے متصل ہو۔ ضَرَبْتُ زَيْدًا (۳)۔ جب فاعل کا مفعول الّا کے بعد آئے۔ مَاضَرَبَ زَيْدٌ اِلَّاعَمْرًوا (۴)۔ جب فاعل کا مفعول معنیٰ الّا کے بعد آئے۔ اِنَّمَاضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا۔

(۳) جیسے فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے ایسے ہی کبھی مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے۔

(۱) جب مفعول کی ضمیر فاعل کے ساتھ متصل ہو جیسے وَاِذَابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ (۲) جب فاعل الّا کے بعد واقع ہو جیسے مَاضَرَبَ عَمْرًوا اِلَّا زَيْدٌ (۳)۔ جب فاعل معنیٰ الّا کے بعد واقع ہو۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (۴)۔ جب مفعول ضمیر متصل بالفعل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو ضَرَبَكَ زَيْدٌ۔

(۴) کبھی فعل مع فاعل حذف ہو جاتے ہیں جبکہ سوال کا جواب نعم یا بلٰی سے دیا جائے۔ اَقَامَ زَيْدٌ يُقَالُ نَعَمْ۔

(۵) کبھی فقط فعل حذف ہوگا جب قرینہ پایا جائے۔(۱)۔ جوازاً جیسے کوئی پوچھے مَنْ ضَرَبَ اس کے جواب میں کہا جائے زَيْدٌ (۲)، جوباً جیسے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ اَىْ وَاِنِ اسْتَجَارَكَ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ قرینہ اس میں یہ ہے کہ ان شرطیہ افعال پر داخل ہوتا ہے لیکن یہاں اسم پر داخل ہے لہذا یہاں فعل محذوف ہے۔ وجوبی طور پر حذف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قانون ہے کہ جب ایک کلام میں مفسَّر اور مفسِّر دونوں ہوں تو مفسَّر کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

۲۔مفعول ما لم یُسَمَّ فاعِلُهٗ (نائب الفاعل)(سدّ مسدّ الفاعل)

تعریف: ہر وہ اسم جو فاعل محذوف کی جگہ پر آئے اور اس کے احکام کو اپنائے۔

ہر وہ مفعول جس کا فاعل حذف ہو گیا ہو اور یہ اس کے قائم مقام ہو اس کی علامت یہ ہے کہ یہ مرفوع ہوتا ہے کبھی فعل مجہول کے بعد آتا ہے اور کبھی اسم مفعول کے بعد آتا ہے اور اس پر نامعلوم فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے یعنی اس کا فاعل نامعلوم ہوتا ہے اس لئے اس کو نائب الفاعل بھی کہتے ہیں۔

مثلاً خُلِقَ الْاِنْسَانُ، زَیْدٌ مَنْصُوْرٌ غُلَامُهٗ۔

شرائط: (۱) یہ ہیں کہ اس کے فعل کا صیغہ فُعِلَ یا یُفْعَلُ کی طرف تبدیل ہو۔ (۲) باب علمت کا دوسرا اور اعلمت کا تیسرا مفعول نائب الفاعل نہیں بن سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ علمت کا دوسرا اور اعلمت کا تیسرا مفعول خبر ہوتے ہیں جو کہ مسند ہوتی ہے۔ جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا عَالِمًا اور اَعْلَمْتُ بَکْرًا زَیْدًا عَالِمًا اور نائب الفاعل فاعل کا نائب ہونے کی وجہ سے مسند الیہ ہوتا ہے لہٰذا جو اسم مسند ہو وہ مسند الیہ نہیں بن سکتا جیسے: عَلِمْتُ زَیْدًا عَالِمًا سے عُلِمَ زَیْدٌ عَالِمًا کہہ سکتے ہیں جبکہ عُلِمَ زَیْدًا عَالِمٌ نہیں کہہ سکتے (۳) باب اعطیت، کسوت یعنی وہ افعال جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں اور دوسرا مفعول پہلے کی خبر نہیں ہوتا اس کے دونوں مفعول نائب الفاعل بن سکتے ہیں البتہ پہلے کو نائب الفاعل بنانا زیادہ بہتر ہے اور زیادہ حق رکھتا ہے اس لئے کہ وہ آخذ ہے جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا سے اُعْطِیَ زَیْدٌ دِرْهَمًا اُعْطِیَ دِرْهَمٌ زَیْدًا۔

فوائد: (۱) اگر ایک کلام میں بہت زیادہ مفاعیل جمع ہو جائیں تو ایسی صورت میں مفعول بہٖ فاعل کے قائم مقام ہو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ مفعول بہٖ فاعل کے ساتھ بقیہ مفاعیل کی بنسبت زیادہ مشابہت رکھتا ہے جس طرح فعل لازم کا سمجھنا فاعل پر موقوف ہوتا ہے اسی طرح فعل متعدی کا سمجھنا فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول بہٖ پر بھی موقوف ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ فعل ضَارِبٌ وَ مَضْرُوْبٌ کے بغیر سمجھ نہیں آ سکتا اور جہاں ایک سے زیادہ مفاعیل جمع ہوں اس کی مثال ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِهٖ۔ البتہ اگر کسی کلام میں مفعول بہٖ کے علاوہ بقیہ مفاعیل جمع ہو جائیں تو مفعول لہٗ

اور مفعول معہٗ کے علاوہ جس کو چاہیں نائب الفاعل بنالیں۔مثلاً ضُرِبَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ کہا جا سکتا ہے.
مفعول لہ، نائب الفاعل اس لئے نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں نصب اس کی علت ہونے کی دلیل ہے جب نائب الفاعل ہوگا تو اس کی بناء پر نصب ختم ہوگی اس کا علت ہونا بھی ختم ہو جائے گا۔لہٰذا ضُرِبَ تَأْدِیْبٌ کہنا غلط ہے۔مفعول معہٗ نائب الفاعل اس لئے نہیں بن سکتا کہ یہ واؤ معیت کے بعد آتا ہے اگر اس کو واؤ معیت کے ساتھ نائب الفاعل بنایا جائے تو واؤ انفصال پر دلالت کرتی ہے۔اور جو چیز نائب الفاعل ہوگی وہ فاعل کی طرح شدت اتصال میں جزء فعل کہلائے گی تو لہٰذا انفصال اور اتصال کا جمع ہونا ناممکن ہے اگر بغیر واؤ کے نائب الفاعل بنائیں تو اس کا مفعول معہٗ ہونا معلوم نہیں ہوگا اس لئے جِیْئَی الْجُبَّاتُ یا جِیْئَی وَالْجُبَّاتُ کہنا غلط ہوگا۔

(۲) فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام بنانے کی اغراض دو طرح کی ہیں

(۱) لفظی اغراض (۲) معنوی اغراض

(۱) لفظی اغراض: ۱۔کلام میں اختصار مقصود ہوتا ہے نُظِرَ فِی الْاَمْرِ ۲۔شعروں کے اوزان اور فواصل کو برقرار رکھنا مقصود ہوتا ہے۔مَنْ طَابَتْ سَرِیْرَتُهٗ حُمِدَتْ سِیْرَتُهٗ ۔

(۲) معنوی اغراض: ۱۔جب فاعل مشہور ہو تو فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ۲۔جب فاعل کو ذکر کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو۔مثلاً وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ ۔ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ، اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا ۳۔فاعل کو مخاطبین سے مخفی رکھنا مقصود ہو۔سُرِقَ الْبَیْتُ ۔

۳۔افعال ناقصہ کا اسم

افعال ناقصہ من جملہ اقسام نواسخ جملہ میں سے ایک ہیں۔نَوَاسِخُ جمع نَاسِخَةٌ جس کے معنی ازالہ یعنی دور کرنا یہ کلمات مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر ان کے عمل کو دور کر کے اپنا عمل کرتے ہیں نواسخ جملہ پانچ ہیں۔

(۱) افعال ناقصہ: وہ افعال ہیں جو لازم ہونے کے باوجود صرف فاعل کے ملنے سے جملہ نہیں بنتے بلکہ ان کے فاعل کی صفت بیان کرنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے فاعل کو ان کا اسم اور صفت کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: ان کو افعال ناقصہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ صرف اسم پر پورے نہیں ہوتے بلکہ ان کو خبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

عمل: یہ افعال جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر آتے ہیں مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے ان کا عمل یہ ہے کہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

تعداد: یہ کل سترہ ہیں ان میں سے تیرہ مشہور اور چار غیر مشہور ہیں۔ تیرہ مشہور یہ ہیں۔

کَانَ ،صَارَ ،اَصْبَحَ ،اَمْسٰی ،اَضْحٰی ،ظَلَّ ،بَاتَ ،مَازَالَ ،مَابَرِحَ ،مَا فَتِیءَ ،

مَاانْفَكَّ ،مَادَامَ اور لَیْسَ ۔ چار غیر مشہور یہ ہیں۔ عَادَ ،اٰضَ ،غَدَا ،رَاحَ۔
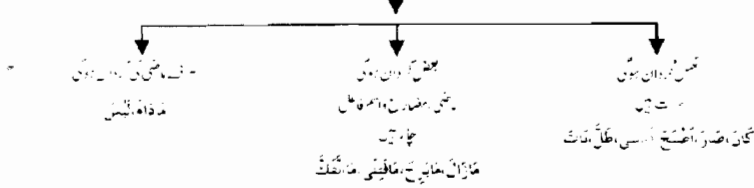
ا۔کان: اپنے اسم کی خبر کو زمانہ ماضی میں ثابت کرنے کے لئے آتا ہے خواہ وہ خبر اسم سے منقطع ہوسکتی ہو جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا خواہ وہ خبر دائمی ہو۔ جیسے کَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا

اقسام: کان کی چار اقسام ہیں۔ ا۔ناقصہ ۲۔تامّہ ۳۔بمعنی صار ۴۔زائدہ

ا۔ناقصہ: یہ مرفوع اور منصوب دونوں کا محتاج ہوتا ہے۔ جیسے کَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا

۲۔تامّہ: یہ صرف مرفوع کا محتاج ہوتا ہے اور اس وقت ثَبَتَ ، حَصَلَ ، وَجَدَ کے معنیٰ میں ہوگا۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ہے اِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ اَیْ ثَبَتَ ۔

۳۔بمعنی صار: اس وقت صرف تبدیلی حالت کے لئے آتا ہے: کَانَ الشَّجَرُ مُثْمِرَةً۔

۴۔کان زائدہ: جو ما تعجبیہ اور فعل تعجب کے درمیان آتا ہے اگر اس کو کلام سے نکال دیا جائے تو معنی مقصود میں فرق نہ آئے گا اور اس کے زائدہ ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ا۔صیغہ ماضی مستعمل ہو جیسے مَاکَانَ اَحْسَنَ زَیْدًا

۲۔جار مجرور کے سواء دو متلازم چیزوں کے درمیان آئے جیسے وَاِنَّ مِنْ اَفْضَلِهِمْ كَانَ زَيْدًا۔

فائدہ: کان مع اسم حذف: جہاں کسی اسم پر حرف شرط داخل ہو جائے بشرطیکہ وہ اسم منصوب ہو تو وہاں برائے تخفیف کان اپنے اسم سمیت جوازی طور پر حذف ہو جاتا ہے کیونکہ حرف شرط اسم پر داخل نہیں ہوتا بلکہ فعل پر داخل ہوتا ہے اور یہاں اسم پر داخل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں کان اپنے اسم سمیت محذوف ہے جیسے (۱) كُنْ مُؤَدَّبًا اِنْ مُتَكَلِّمًا وَّاِنْ مُسْتَمِعًا (۲) اَلْمَرْءُ مَجْزِيٌّ بِعَمَلِهٖ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَّاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ اَىْ اِنْ كَانَ عَمَلُهٗ خَيْرًا فَجَزَاؤُهٗ خَيْرٌ وَاِنْ كَانَ عَمَلُهٗ شَرًّا فَجَزَاؤُهٗ شَرٌّ (۳) اِئْتِنِىْ بِسِوَاكٍ وَاِنْ قَضِيْبًا مِنْ اَرَاكٍ اَىْ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ (۴) اِئْتِنِىْ بِدَآبَّةٍ وَلَوْ حِمَارًا اَىْ وَلَوْ كَانَ حِمَارًا (۵) يَا نِسَاءُ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقُرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا شَيْئًا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ اَىْ وَلَوْ كَانَ فِرْسَنَ شَاةٍ (۶) اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ اَىْ وَلَوْ كَانَ الْمُلْتَمَسُ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ۔

خصوصیت کان: مضارع مجزوم کا نون حذف کرنے میں کان کو خصوصیت ہے۔ جب کان سے فعل مضارع بنایا جائے اور اس سے پہلے حرف جازم آجائے تو اس کے آخر سے نون گر جاتا ہے بشرطیکہ سکون وقف کی وجہ سے نہ ہو اور ضمیر منصوب متصل یا دوسرا ساکن اس کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے لَمْ اَكُ بَغِيًّا ، لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اور لَمْ يَكُنْهُ میں حذف نہیں ہوگا پہلی مثال میں مضارع ساکن سے اور دوسری میں ضمیر "ہٗ" سے ملا ہوا ہے۔

۲۔صار: یہ اپنے اسم کی حالت یا صفت کو تبدیل کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسے صَارَ الْمَاءُ جَامِدًا۔ صَارَ الْعِنَبُ نَاضِجًا۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔صار تامہ ۲۔صار ناقصہ

۱۔صار ناقصہ: صار جب ناقصہ ہوگا تو حقیقی معنی میں یعنی حالت کی تبدیلی یا صفت کی تبدیلی کے لئے استعمال ہوگا۔ جیسے صَارَ الطِّيْنُ خَذْفًا ۔

۲۔صار تامہ: صار جب تامہ ہوگا تو اس وقت انتقل یا رجع کے معنیٰ میں استعمال ہوگا اور اِلٰی کے ساتھ متعد

ی ہوگا۔مثلاً لَاإِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ۔

۳،۴،۵: اصبح، امسیٰ، اضحیٰ: ان کی استعمال کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔

۱۔ناقصہ　　۲۔تامّہ　　۳۔بمعنی صار

۱۔ناقصہ: مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے کے لئے آتے ہیں جیسے اَصْبَحَ زَیْدٌ قَائِمًا اَیْ فِیْ وَقْتِ الصُّبْحِ۔

۲۔تامّہ: جب تامّہ استعمال ہوں گے اس وقت تینوں کا معنی ان کے اوقات میں داخل ہونا ہوگا۔ مثلاً اَصْبَحَ زَیْدٌ (زید صبح کے وقت میں داخل ہوا)۔ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۔

۳۔بمعنی صار: اَصْبَحَ زَیْدٌ غَنِیًّا زید غنی ہوگیا (وقت کا کوئی دخل نہیں)

فائدہ: مضمون جملہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے۔

۱۔جملہ اسمیہ کا مضمون جملہ۔ خبر کا مصدر نکال کر مبتدا کی طرف مضاف کردیا جائے۔

زَیْدٌ قَائِمٌ اَیْ قِیَامُ زَیْدٍ ۔

۲۔جملہ فعلیہ کا مضمون جملہ۔ فعل کا مصدر نکال کر فاعل کی طرف مضاف کردیا جاتا ہے۔ قَامَ زَیْدٌ اَیْ قِیَامُ زَیْدٍ۔

۶،۷: ظَلَّ ، بَاتَ: ان کی بھی دو حالتیں ہیں۔　۱۔ناقصہ　　۲۔بمعنی صار

۱۔ناقصہ: مضمون جملہ کو اپنے اوقات کے ساتھ ملانے کے لئے آتے ہیں۔مثلاً ظَلَّ زَیْدٌ صَائِمًا اَیْ صِیَامُ زَیْدٍ فِی النَّھَارِ ، بَاتَ زَیْدٌ نَائِمًا اَیْ نَوْمُ زَیْدٍ فِی اللَّیْلِ

۲۔بمعنی صار: جب یہ دونوں تبدیلی حالت کے لئے آئیں تو بمعنی صار ہونگے۔بَاتَ زَیْدٌ فَقِیْرًا اَیْ صَارَ زَیْدٌ فَقِیْرًا۔

۸،۹،۱۰،۱۱: مازال ، مابرح ،ما فتیء، ما انفك۔

ان کے شروع میں ما نافیہ ہے اور ان میں معنی بھی عدم کا پایا جاتا ہے۔ یہ چاروں افعال اپنے اسم کیلئے خبر کے استمرار کو ثابت کرنے کے لئے آتے ہیں۔مَازَالَ زَیْدٌ غَنِیًّا،مَازَالَ الْمَطَرُ غَزِیْرًا،مَابَرِحَ الْمَرِ

يُضُ مُتَوَجِّعًا مریض ہمیشہ درد محسوس کرتا رہا۔

۱۲۔مادام: ۱۔ناقصہ ۲۔تامّہ

۱۔ناقصہ: اس میں ما مصدر یہ ہے اور یہ کسی کام کے تعیین کیلئے آتا ہے جتنا وقت اس کی خبر کا اس کے اسم کیلئے ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سابقہ جملے کا محتاج ہوتا ہے ترکیب میں مادام اپنے اسم اور خبر سے مل کر اپنے سے پہلے عامل کا ظرف ہوتا ہے۔ جیسے اِجْلِسْ مَادَامَ زَيْدٌ جَالِسًا اَیْ مُدَّةَ دَوَامِ جُلُوْسِ زَيْدٍ۔

۲۔تامّہ: جیسے خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔

۱۳۔لَيْسَ: یہ زمانہ حال میں اپنے اسم سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ مثلاً لَيْسَ الْكَسْلَانُ نَاجِحًا۔

لَيْسَ کی اصل لَيِسَ ہے اور کثرت استعمال کی بناء پر کسرہ کو حذف کر دیا گیا ہے اس لئے کہ کثرت تخفیف کو چاہتی ہے اور لَيِسَ کی نسبت لَيْسَ پڑھنا آسان ہے۔ ماضی کے سواء اور کوئی فعل یا صیغہ اس سے نہیں آتا۔ جب لیس کی خبر پر "باء" حرف جارہ آجائے تو وہ مجرور محلاً منصوب ہوتی ہے۔ لَيْسَ التِّلْمِيْذُ بِرَاسِبٍ۔

غیر مشہور افعال ناقصہ: یہ چار ہیں جو صار کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ رَاحَ ، اٰضَ ، عَادَ ، غَدَا: جیسے عَادَ زَيْدٌ غَنِيًّا معنی صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا۔

تنبیہ: تمام افعال ناقصہ اور تامّہ بھی استعمال ہوتے ہیں سوائے لیس، دام، مافتی کے۔

فائدہ: خبر کے مقدم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے افعال ناقصہ کی اقسام۔

(۱) پہلی قسم ان افعال ناقصہ کی ہے جن کی خبر کی تقدیم ان کے اسم پر بھی اور نفس فعل ناقص پر بھی جائز ہے اور وہ یہ ہیں۔

كَانَ، صَارَ، اَصْبَحَ، اَمْسٰى، اَضْحٰى، ظَلَّ، بَاتَ، رَاحَ، اٰضَ، عَادَ، غَدَا

مثلاً كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، كَانَ قَائِمًا زيدٌ۔ قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ،

أَهٰؤُلَاءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے کہ ان کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہو سکتی ہے اور نفس افعال پر نہیں سکتی اور وہ یہ افعال ہیں جن کے شروع میں ما آتا ہے اور وہ پانچ ہیں۔ مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَا فَتِیءَ، مَاانْفَكَّ، مَا دَامَ۔

مَا بَرِحَ مُتَوَجِّعًاالْمَرِيْضُ جائز اور مُتَوَجِّعًا مَابَرِحَ الْمَرِيْضُ ناجائز ہے۔

ان میں خبر کو مقدم نہ کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے شروع میں ما نافیہ ہوتی ہے جو ہمیشہ صدارت کلام کو چاہتی ہے خبر کو مقدم کرنے کی صورت میں صدارت کلام ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسری وہ قسم ہے جس میں اختلاف ہے اور وہ ہے لفظ لَیْسَ اس میں دو مذہب ہیں۔

ا۔ بصریین کا مذہب ہے کہ لیس کی خبر لیس پر مقدم کرنا جائز ہے اس لئے کہ لیس فعل ہے اور فعل مقدم ہو یا مؤخر ہو اپنے معمول میں عامل ہو سکتا ہے۔

۲۔ کوفیین کا مذہب ہے کہ ناجائز ہے کیونکہ لیس حرف نفی ہے صدارت کلام کو چاہتا ہے اگر خبر کو مقدم کردیں تو صدارت کلام ختم ہو جائے گی۔

افعال مقاربہ

تعریف لغۃً: یہ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے اس کا معنیٰ ہے قریب کرنا۔

اِصْطِلَاحًا: وہ افعال جو خبر کو فاعل کے قریب کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔

عمل: یہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتی ہے کبھی اَنْ کے ساتھ اور کبھی بغیر اَنْ کے ہوتی ہے۔ یہ چار فعل ہیں۔ عَسٰی، کَادَ، کَرُبَ، اَوْشَكَ۔

اقسام باعتبار استعمال کے: یہ تین مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) امید کے لئے عسٰی: یہ فعل باعتبار امید کے خبر کو فاعل کے قریب کرنے پر دلالت کرتا ہے جیسے عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ. عَسٰی کی خبر پر اکثر اَنْ آتا ہے یہ فعل غیر متصرف ہے اور اس سے صرف ماضی کے نو صیغے آتے ہیں۔

(۲) حصول کے لئے کاد: یہ فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کیلئے یقیناً قریب

ہے جیسے مِنۢ بَعۡدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنۡهُمۡ (التوبة) وَكَادُوا يَقۡتُلُونَنِي (اعراف) اس کی خبر پر اکثر اَنْ نہیں آتا کاد فعل متصرف ہے۔

(۳) شروع کے لئے کرب اوشك: یہ فعل باعتبار شروع ہونے کے خبر کو فاعل کے قریب کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ فاعل نے خبر کو حاصل کرنا شروع کر دیا ہے جیسے کَرُبَ زَيۡدٌ يَكۡتُبُ كَرُبَ کی خبر بغیر اَنْ کے اور اوشك کی خبر اَنْ کے ساتھ ہوتی ہے۔

فائدہ: طَفِقَ، جَعَلَ، اَخَذَ یہ بھی افعال مقاربہ ہیں اور شروع کے معنی کے لئے آتے ہیں ان کی خبر بغیر اَنْ کے ہوتی ہے۔ جیسے طَفِقَ يَخۡصِفَانِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ يَمۡسَحُ رَاۡسَهٗ. ان کو ملحقات افعال مقاربہ کہتے ہیں

۴۔ ماولا مشابہ لیس کا اسم

یہ دونوں حرف عاملہ ہیں لیس کی طرح عمل کرتے ہیں جیسے لیس مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر نفی کا معنیٰ پیدا کرتا ہے اور اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے یہ دونوں حرف بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر نفی کا معنی دیتے ہیں۔ جیسے مَا مَحۡمُودٌ خَطِيۡبًا، مَاهُنَّ اُمَّهَاتِهِمۡ، لَا رَجُلٌ اَفۡضَلَ مِنۡكَ ان کے حروف عاملہ میں شمار کرنے اور نہ کرنے میں دو موقف ہیں۔

(۱) **بنو تمیم:** ان کے نزدیک ماولا عامل نہیں ہیں دو طرح سے

۱۔ عامل میں شرط ہے کہ وہ ایک نوع کے ساتھ خاص ہو اور یہ حرف ایک نوع کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ جیسے اسماء پر داخل ہوتے ہیں ویسے ہی افعال پر بھی داخل ہوتے ہیں۔

۲۔ فصیح و بلیغ لوگ بھی اسے عمل نہیں دیتے جیسا کہ یہ شعر ہے۔

وَمُهَفۡهَفٍ كَالۡغُصۡنِ قُلۡتُ لَهٗ انۡتَسِبۡ　　　فَاَجَابَ مَا قَتۡلُ الۡمُحِبِّ حَرَامٌ

اس شعر میں حرامٌ خبر ہے اگر ما عاملہ ہوتا تو یہ حراماً ہوتا۔

(۲) حجازیین: ان کے نزدیک دونوں حروف عامل ہیں۔

۱۔اس لئے عمل کرتے ہیں کہ یہ لیس کے مشابہ ہیں جب لیس عامل ہے تو یہ بھی عامل ہیں۔

۲۔قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے ان کو عمل دیا ہے مَاھٰذَا بَشَرًا ،مَاھُنَّ اُمَّھَاتِھِمْ۔

محاکمہ: حجازیوں کا موقف درست ہے کیونکہ اسماء وافعال پر داخل ہونے والے مَا و لَا علیحدہ علیحدہ ہیں اور مذکورہ شعر دلیل نہیں ہے یہ تو قبیلہ بنی تمیم کے آدمی کا شعر ہے کسی تیسرے کا ہونا چاہیے، فیصلہ ثالث کی بات پر ہوتا ہے۔

مَا و لَا کے عمل کی شرائط:

(۱)مَا و لَا کا اسم ان کی خبر سے مقدم ہو اگر خبر مقدم ہوگی تو عمل باطل ہو جائے گا جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ، مَا عِنْدِیْ دِرْھَمٌ

(۲) مَا و لَا دونوں نفی کے لئے آئیں تو عمل کریں گے جب ان کی نفی اِلَّا کے ساتھ ختم ہو جائے تو عمل نہیں کریں گے جیسے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ اَمِ الدُّنْیَا اِلَّا فَانِیَةٌ لَا رَجُلٌ اِلَّا خَطِیْبٌ۔

(۳)لَا تب عمل کرے گا جب اس کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں اگر معرفہ ہوں گے تو عمل نہیں کرے گا جیسے۔لَا الْمَدِیْنَةُ اِلَّا وَاسِعَةٌ

(۴)مَا کا اسم اِنْ کے ساتھ متصل نہ ہو اگر اِنْ کے ساتھ متصل ہو تو عمل نہیں کرے گا۔جیسے مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ۔

ما اور لا میں فرق:

(۱) مَا نکرہ اور معرفہ دونوں میں عمل کرتا ہے جب کہ لَا صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے لَا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ ،مَا رَجُلٌ ضَاحِكًا مَا زَیْدٌ عَالِمًا

(۲) لَا مطلق نفی کے لئے آتا ہے جب کہ مَا حالیہ نفی کے لئے آتا ہے لَا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ ۔مَا زَیْدٌ قَائِمًا

(۳) لَا کی خبر پر باء کا داخلہ جائز نہیں جب کہ مَا کی خبر پر باء داخل ہوتی ہے

مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ جائز اور لَا رَجُلٌ بِاَفْضَلٍ مِّنْكَ کہنا ناجائز ہے۔

لَاتَ: یہ بھی مَا و لَا کی طرح عمل کرنے میں ان کے مشابہ ہے اس کے عمل کرنے کے لئے دو شرطیں ہیں

(۱) لَا تَ کا اسم اور خبر دونوں اسمائے زماں میں سے ہوں جیسے حِیْنَ ، سَاعَةٌ ،اَوَانٌ وغیرہ۔

(۲) اس کے اسم یا خبر میں سے ایک حذف ہو اور عموماً اسم حذف ہوتا ہے جیسے لَاتَ سَاعَةَ مَنْدَمٍ اَیْ لَاتَ السَّاعَةُ سَاعَةَ مَنْدَمٍ ۔لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ اَیْ لَاتَ الْحِیْنُ حِیْنَ مَنَاصٍ

۵۔حروف مشبّہ بالفعل کی خبر

حروف مشبّہ بالفعل کی خبر مرفوعات سے ہے یہ چھ حروف ہیں ۔اِنَّ ،اَنَّ ،کَاَنَّ ،لَیْتَ ،لٰکِنَّ ،لَعَلَّ ۔

عمل: مبتدا اور خبر پر آتے ہیں مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ، اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔

وجہ تسمیہ: فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے حروف مشبّہ بالفعل کہلاتے ہیں فعل کا عمل دو طرح کا ہے۔

(۱) اصلی: تَقْدِیْمُ الْمَرْفُوْعِ عَلَی الْمَنْصُوْبِ

(۲) فرعی: تَقْدِیْمُ الْمَنْصُوْبِ عَلَی الْمَرْفُوْعِ اس لحاظ سے فعل مشبّہ بہ اور حروف مشبّہ اور قانون یہ ہے کہ مشبّہ بہ اصل ہوتا ہے اس لئے فعل کو عمل اصلی اور حروف کو فرعی عمل دیا گیا ہے لہٰذا ان کا اسم منصوب اور خبر مرفوع ہے۔
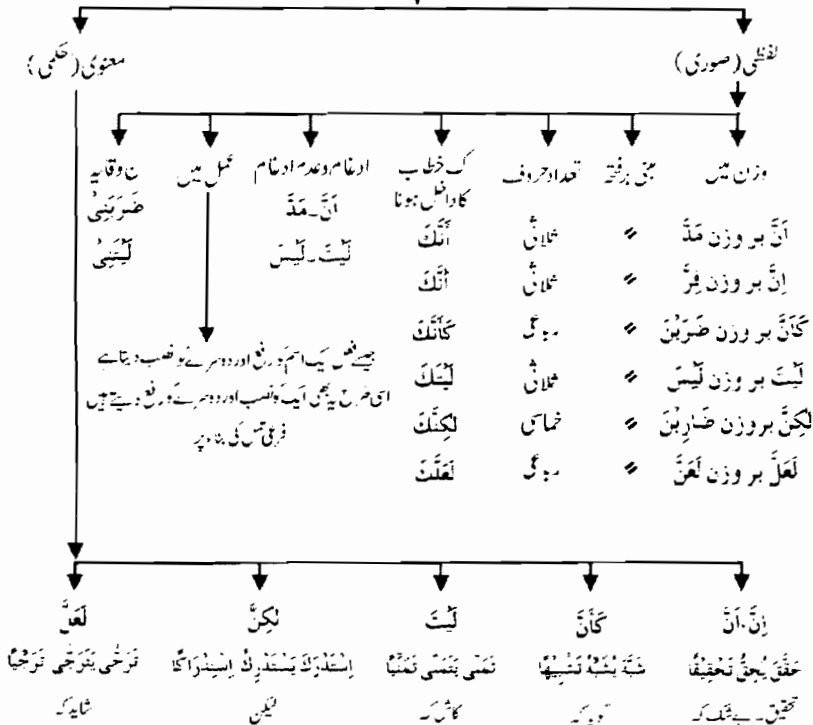
۱،۲: اِنَّ ، اَنَّ : تحقیق کے لئے آتے ہیں یعنی جملہ خبریہ میں پائے جانے والے احتمال کو ختم کر دیتے ہیں۔ جیسے اِنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

۳۔ كَاَنَّ: تشبیہ کے لئے آتا ہے جیسے كَاَنَّ زَيْدًا اَسَدٌ۔

۴۔ لَيْتَ: تمنی کے لئے آتا ہے یعنی ایسی چیز کی آرزو کرنا جس کا حصول ممکن ہو۔ لَيْتَ لِيْ قِنْطَارًا مِّنَ الذَّهَبِ، یا ناممکن ہو جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ فَاشْتَرَيْتُ۔

۵۔ لٰكِنَّ: استدراک کے لئے آتا ہے یعنی سابقہ کلام میں پیدا شدہ وہم کو دور کرنے کے لئے۔ جیسے اَلْخَادِمُ حَاضِرٌ لٰكِنَّ السَّيِّدَ غَائِبٌ ۔

٦۔لعلّ: رجاء کے لئے آتا ہے یعنی ایسی چیز کی آرزو کرنا جس کا حصول قریب اور محبوب ہو۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ　　　لَعَلَّ اللّٰهَ يُرْزِقُنِيْ صَلَاحًا

کبھی لَعَلَّ تعلیل کے لئے بھی آجاتا ہے۔لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ ،لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى اور کبھی اشفاق کیلئے جیسے لَعَلَّ اِزْرًا هَالِكٌ اور کبھی یہ جارہ بھی ہوتا ہے۔جیسے

لَعَلَّ اللّٰهِ فَضَلَّكُمْ عَلَيْنَا　　　بِشَيْءٍ اَنَّ اُمَّكُمْ شَرِيْمٌ

سوال: ان کو حروف الافعال کہنا چاہیے جیسا کہ ان اسماء کو جو افعال کے مشابہ ہوتے ہیں اسماء الافعال کہا جاتا ہے؟

جواب: اسماء الافعال کو اسماء الافعال اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کو فعل کا معنیٰ لازم ہوتا ہے لیکن ان حروف کو فعل کا معنی لازم نہیں ہوتا بلکہ یہ کئی دوسرے معنی کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں سیاق سے افعال کے معانی کا پتہ چلتا ہے۔

فائدہ: ان حروف کے بعد کبھی ما کافہ آتا ہے کَافَّةٌ کَفَّ يَكُفُّ سے اسم فاعل ہے جس کا معنیٰ روکنا یہ ما ان حروف کے بعد آکر ان کے عمل کو روک دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔کہ یہ حروف مذکورہ عمل فعل سے مشابہت کی وجہ سے کرتے ہیں جب ان کے اور معمول کے درمیان فاصلہ آجائے تو یہ عمل نہیں کر سکتے۔ لیت کو بعض نے ما کے داخل ہونے کے باوجود عمل دیا ہے جیسے لَيْتَمَا الشَّبَابَ يَعُوْدُ۔

اِنَّ اور اَنَّ کے مقامات

اِنَّ کے بارہ مقامات ہیں دو مقامات مختلف فیہ ہیں:

اِنَّ کے مقامات:

۱۔ابتدائے کلام میں: ابتدا کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ حقیقة　　　۲۔ مجازًا

۱۔ حقیقة: اس کا معنیٰ ہے اس سے پہلے کوئی کلام نہ ہو جیسے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

۲۔ مجازاً: حروف تنبیہ کے بعد جیسے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ، اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ حروف زجر کے بعد جیسے کَلَّآ اِنَّھَا کَلِمَةٌ ھُوَ قَآئِلُھَا، کَلَّآ اِنَّھَا لَظٰی۔ حَتّٰی ابتدائیہ اور حروف تحضیض کے بعد۔

(۲) ابتدائے صلہ میں: مثلاً مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ۔

(۳) ابتدائے صفت میں: مثلاً مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اِنَّهٗ فَاضِلٌ۔

(۴) ابتدائے حال میں: مثلاً وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ۔

(۵) ابتدائے مقصود بالنداء میں: مثلاً یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ۔

(٦) ابتدائے جواب قسم میں: مثلاً وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔

(۷) حیث اور اِذْ کے بعد: مثلاً جَلَسْتُ حَیْثُ اِنَّكَ قَآئِمٌ، جِئْتُكَ اِذْ اِنَّ زَیْدًا قَآئِمٌ۔

(۸) قول کے بعد: مثلاً قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ۔

(۹) جب اس کی خبر پر لام تاکید آئے: مثلاً وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ۔

(۱۰) اسم عین کی خبر واقع ہو: مثلاً زَیْدٌ اِنَّهٗ عَالِمٌ۔

اَنَّ کے مقامات

(۱) فاعل کے مقام میں: مثلاً اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْکِتَابَ۔

(۲) نائب الفاعل کے مقام میں: مثلاً قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔

(۳) قول کے علاوہ فعل کا مفعول ہو: مثلاً وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ۔

(۴) حرف جر کے بعد: مثلاً ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ۔

(۵) مضاف الیہ کے مقام میں: مثلاً مِثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ۔

(٦) مبتدا کی جگہ میں: مثلاً مِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً۔

(۷) **علم کے بعد**: مثلاً عَلِمْتُ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ ۔

(۸) **خبر کی جگہ میں**: مثلاً اِعْتِقَادِیْ اَنَّہٗ قَائِمٌ ۔

(۹) **ظن کے بعد**: مثلاً ظَنَنْتُ اَنَّہٗ قَائِمٌ ۔

(۱۰) **تابع واقع ہو**: مثلاً اُذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ۔

(۱۱) **لَوْ کے بعد**: مثلاً لَوْ اَنَّكَ عِنْدَنَا اَکْرَمْتُكَ ۔

(۱۲) **لَوْلَا کے بعد**: مثلاً لَوْلَا اَنَّہٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَیْدٌ ۔

دو مختلف فیہ مقام

(۱) ۔**اِذَا مفاجاتیہ کے بعد**: مثلاً ۱۔ خَرَجْتُ فَاِذَا اِنَّ زَیْدًا بِالْبَابِ ۔ ۲۔ وَکُنْتُ اَرٰی زَیْدًا کَمَا قِیْلَ سَیِّدًا اِذَا اِنَّہٗ عَبْدُ الْقَفَا وَاللَّهَازِم ۔

(۲) **جب یہ فاء جزائیہ کے بعد آئے**: مثلاً مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

۶۔ خبر لا الّتی لنفی الجنس

تعریف: وہ اسم جو لَا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتا ہے ۔ مثلاً لَا رَجُلَ قَائِمٌ ۔

یہ حرف نفی جنس کے لئے آتا ہے ۔ مثلاً لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ، لَا ضَیْرَ عَلَیْنَا ۔

عمل: یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے اس کا اسم اکثر نکرہ مضاف یا مشابہ مضاف ہوتا ہے ۔ لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ، لَا عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا لَكَ، لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ، لَا خَیْرَ فِیْ مَالِ الْبَخِیْلِ لِنَفْسٍ ۔

عمل کی شرائط: (۱) لَا پر حرف جر داخل نہ ہو اگر اس پر حرف جر ہو تو عمل نہیں کرے گا اس وقت حرف جر کا عمل ہوگا ۔ مثلاً جِئْتُ بِلَا زَادٍ، اِشْتَرَیْتُ الْقَلَمَ بِلَا رِیْشَةٍ (۲) اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوں اگر معرفہ

ہوں تو لَا عمل نہیں کرے گا اور لَا کا تکرار مع اسم ضروری ہوگا مثلاً لَا زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو، لَا الرَّجُلُ کَرِیْمٌ وَلَا ابْنُہٗ، لَا الْقَمَرُ طَالِعٌ وَلَا النُّجُوْمُ لَامِعَاتٌ۔(۳) لَا اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ نہ ہو اگر فاصلہ ہو تو لَا عمل نہیں کرے گا۔ مثلاً لَا فِی الْحَدِیْقَةِ صِبْیَانٌ وَلَا بَنَاتٌ (۴) لَا کا اسم خبر سے مؤخر نہ ہو اگر مؤخر ہوگا تو لَا عمل نہیں کرے گا اور لَا کا مع اسم مکرر لانا ضروری ہوگا۔ مثلاً لَا فِی الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ۔

لا کے اسم کا اعراب

(۱) جب لَا کا اسم مضاف یا شبہ مضاف ہو تو منصوب ہوگا۔ مثلاً لَا شَاهِدَ زُوْرٍ مَحْبُوْبٌ، لَا رَاکِبًا فَرَسًا فِی الطَّرِیْقِ، لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ (۲) جب لَا کا اسم نکرہ بلا فصل ہو تو مبنی علی الفتح ہوگا۔ مثلاً لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ یہ مبنی اس لئے ہوگا کہ یہ حرف کو متضمن ہے اصل میں تھا لَا مِنْ رَجُلٍ فِی الدَّارِ کیونکہ یہ ایک محذوف سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا هَلْ مِنْ رَجُلٍ فِی الدَّارِ اور یہ قاعدہ ہے کہ مَذْکُوْرٌ فِی السُّؤَالِ کَالْمَعَادِ فِی الْجَوَابِ اور یہ قانون ہے کہ جب کوئی اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو تو وہ مبنی ہوگا۔ یہ مبنی بر فتح اس لئے ہوتا ہے کہ حرکت بنائی حرکت اعرابی کے موافق ہو جائے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ فتحہ تمام حرکات میں سے اخف حرکت ہے جو خفت کو چاہتی ہے (۳) جب لَا کا اسم نکرہ مع الفصل ہو تو مرفوع ہوگا اور اس کا دوسرے نکرہ کے ساتھ تکرار بھی ہوگا۔ مثلاً لَا فِیْهَا رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ لَا کمزور عامل ہے۔ فاصلہ کی وجہ سے عمل نہیں کر سکتا جب اس کا عمل باطل ہو گیا تو اب ابتدائیت کی وجہ سے اسم مرفوع ہو گیا اور اس میں تکرار سوال کی مطابقت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال یہ تھا کہ هَلْ فِیْهَا رَجُلٌ أَمْ امْرَأَةٌ تو جواب میں کہا گیا لَا فِیْهَا رَجُلٌ وَّلَا امْرَأَةٌ (۴) جب لَا کا اسم معرفہ ہو تو مرفوع ہوگا اور لَا کا تکرار واجب ہوگا مع الفصل ہو یا بلا فصل ہو۔ لَا زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو اس میں رفع اس لئے ہے کہ لَا نے اسم کے معرفہ ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کیا تو پھر عامل معنوی (ابتدائیت) کی وجہ سے اسم مرفوع ہوگا اور لَا کا تکرار سوال میں تکرار کی وجہ سے ہے۔(۵) جب لَا کا اسم نکرہ مفردہ بلا فصل تکرار سے واقع ہو تو اسم پر نصب بلا تنوین اور رفع مع التنوین دونوں طرح پڑھنا جائز

ہے۔مثلاً لَا رَفَثَ وَلَافُسُوقَ، لَابَيْعٌ فِيهِ وَلَاخُلَّةٌ پہلی مثال میں لا ئے نفی جنس ہے اور دوسری مثال میں سائل کے سوال کی مطابقت کی وجہ سے رفع ہے۔سوال یہ تھا کہ أَبَيْعٌ فِيهِ اَوْخُلَّةٌ۔

اس جیسی عبارت میں پانچ اعراب پڑھنے جائز ہیں:۔

پہلے لا کا اسم

- مبنی برفتحہ
  - اگر پہلے لا کا اسم مبنی برفتحہ ہوگا تو دوسرے میں تین وجہیں جائز ہیں
    - مبنی برفتحہ: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ
    - معرب منصوب: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةً
    - معرب مرفوع: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ
- مرفوع ہوگا
  - پہلے پر رفع تو دوسرے میں دو وجہیں جائز ہیں
    - مبنی برفتحہ: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ
    - رفع: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ

لاحول ولا قوة

- دونوں میں لا کو برائے جنس تو دونوں مبنی برفتحہ: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ
- یا نہیں
  - دونوں میں زائد ہوگا تو دونوں مرفوع ہوں گے: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ
  - یا نہیں
    - اول کو لا نفی جنس
      - دوسرا لفظ حول پر معطوف ہوگا، فتح اول نصب ثانی: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةً
      - یا دوسرا لفظ حول کے محل پر معطوف ہوگا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ
    - یا نہیں
      - اگر اول میں لا نفی جنس نہیں مانا جائے گا بلکہ ثانی میں مانا جائے گا تو اول مرفوع ثانی مبنی برفتحہ: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ

(۱)۔**فَتْحُهُمَا:** لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دونوں نفی جنس عَطْفُ الْجُمْلَةِ عَلَى الْجُمْلَةِ أَوْعَطْفُ

الْمُفْرَدِ عَلَى الْمُفْرَدِ دونوں جائز ہیں۔

(۲)۔فتح الاول ونصب الثانی: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ پہلا نفی جنس دوسرا زائدہ اور قوۃً کا عطف حَوْلَ کے لفظ پر اس لئے منصوب ہوگا۔

(۳)۔فتح الاول ورفع الثانی: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ اول نفی جنس دوسرا زائدہ برائے تاکید۔قوۃٌ کا عطف حَوْلَ کے محل پر۔ لَاقُوَّةٌ کے رفع کی تین وجوہات ہیں: ا۔ سیبو یہ کے نزدیک مجموعہ مرفوع (لاقوۃ) بعد والا اسم ان کی خبر جب کہ لَا کا اسم مفرد نکرہ ہو۔۲۔دوسرے لَا کو مشابہ بلیس مانا جائے ۳۔دوسرے کو نفی جنس لیکن مُلْغٰى عَنِ الْعَمَلِ۔

(۴) رفع الاول وفتح الثانی: پہلا مشابہ لیس اور دوسرا نفی جنس۔

(۵) رَفْعُهُمَا: لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ برائے مطابقت جواب سائل۔

۷۔مبتدا

تعریف:(۱) هُوَالْاِسْمُ الْمُجَرَّدُ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ مُسْنَدًا اِلَيْهِ۔ مثلاً اَللّٰهُ رَبُّنَا۔

(۲)اَلصِّفَةُ الْوَاقِعَةُ بَعْدَ حَرْفِ نَفْيٍ اَوْحَرْفِ اسْتِفْهَامٍ رَافِعَةً لِلظَّاهِرِ۔ مثلاً اَقَائِمٌ زَيْدٌ۔

مبتدا اور خبر کا عامل: اس کے بارے میں تین مؤقف ہیں۔

(۱) امام کسائی اور امام فراء کا مؤقف ہے کہ مبتدا خبر میں اور خبر مبتدا میں عمل کرتی ہے۔

(۲) امام سیبو یہ اور امام ابولیلیٰ کا مؤقف ہے کہ مبتدا خبر میں عامل ہے لیکن خبر مبتدا میں عمل نہیں کرتی بلکہ اس کا عامل معنوی ہے۔

(۳) جمہور نحویوں اور بصریوں کے نزدیک دونوں کا عامل معنوی ہے۔
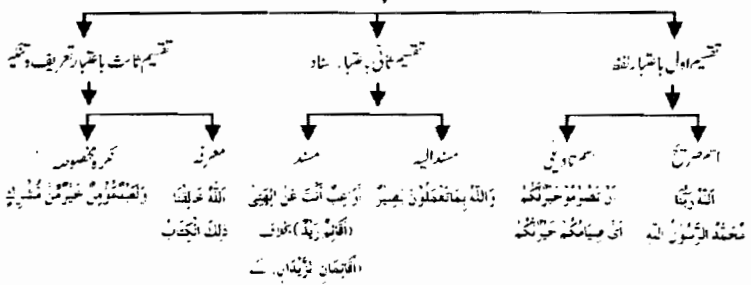
متدا معرفہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس پر حکم لگایا جاتا ہے اور محکوم علیہ کا معلوم ہونا ضروری ہے کم از کم نکرہ مخصوصہ ہو ورنہ اس پر حکم لگانے کا فائدہ نہ ہوگا۔ مبتدا عموما مفرد ہوتا ہے اور درج ذیل اشیاء مبتدا واقع ہوتی ہیں۔

۱۔اسم جامد: مثلاً اَلشَّمْسُ تَجْرِی **۲۔اسم مشتق:** مثلاً اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ **۳۔ضمیر:** مثلاً هُوَ خَيْرٌ مِّنِّی **۴۔علم:** مثلاً مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ **۵۔اسم اشارہ:** مثلاً هٰذَا غُلَامٌ **۶۔مرکب اضافی:** مثلاً ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَيْرٌ **۷۔مرکب توصیفی:** مثلاً وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ **۸۔جملہ بتاویل مصدر:** مثلاً اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اَیْ صِيَامُكُمْ **۹۔ فعل مؤول بالمصدر بتقدیر اَنْ:** مثلاً تَسْمَعُ بِالْمُعِيْدِیْ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَرَاهُ: سَتَعْرِفُ قَدْرَهٗ اِنْ فَتَحَ فَاهُ، تَمِيْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ **۱۰۔مرکب صوتی:** مثلاً سِيْبَوَيْهِ رَجُلٌ صَالِحٌ **۱۱۔مرکب تعدادی یا بنائی:** مثلاً ثَلٰثَةَ عَشَرَ عَدَدٌ عَظِيْمٌ۔

مبتدا اور خبر میں مطابقت کی شرائط:

۱۔خبر مشتق ہو۔ لہٰذا اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ میں اعتراض نہ ہوگا۔

۲۔خبر کے اندر مبتدا کی ضمیر ہو۔ مثلاً زَيْنَبُ، سَقَرُ، مَاهُ وَجُوْرُ (مبتداء) مُمْتَنِعٌ (خبر) میں

اعتراض نہ ہوگا۔

۳۔مبتداوخبراسم ظاہرہوں: هِیَ اسْمٌ وَّ فِعْلٌ پراعتراض نہ ہوگا۔

۴۔خبراسم تفضیل مستعمل بِمِنْ نہ ہو۔ لہٰذا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ پراعتراض نہ ہوگا۔

۵۔خبر فَعِیْلٌ بمعنیٰ مفعول اور فَعُوْلٌ بمعنی فاعل نہ ہو۔ لہٰذا اِمْرَأَۃٌ جَرِیْحٌ، اوراِمْرَأَۃٌ طَھُوْرٌ پر اعتراض نہ ہوگا۔

۶۔خبر میں تاء مبالغہ نہ ہو۔ لہٰذا زَیْدٌ عَلَّامَۃٌ پراعتراض نہ ہوگا۔

۷۔خبرصفت خاصہ مؤنث نہ ہو۔ لہٰذا اِمْرَأَۃٌ حَائِضٌ پراعتراض نہ ہوگا۔

مبتدا میں تعریف اصل ہے بسا اوقات تخصیص بھی ہوتی ہے۔

وجوہ تخصیص:

ا۔مقدر صفت کے ساتھ: مثلاً شَرٌّ اَھَرَّ ذَانَابٍ اَیْ شَرٌّ عَظِیْمٌ **۲۔مذکورہ صفت کے ساتھ:** مثلاً وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ **۳۔علم متکلم کے ذریعے:** مثلاً اَرَجُلٌ فِی الدَّارِ اَمِ امْرَأَۃٌ **۴۔متکلم کی طرف نسبت کرنے سے:** مثلاً سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیْ سَلَامِیْ عَلَیْكَ **۵۔نکرہ سیاق نفی میں ہونے کے ساتھ:** مثلاً مَا اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنْكَ **۶۔تقدیم خبر کے ساتھ:** مثلاً وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ، وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ **۷۔اضافت بغیر متکلم:** مثلاً طَالِبُ اِحْسَانٍ وَاقِفٌ، خَمْسُ صَلَوَاتٍ کَتَبَھُنَّ اللّٰہُ **۸۔ایسا نکرہ جو مابعد میں عمل کر رہا ہو۔** مثلاً رُغْبَۃٌ فِی الْخَیْرِ خَیْرٌ **۹۔لولا کے بعد نکرہ واقع ہو۔** مثلاً لَوْلَا اِصْطِبَارٌ لَمَا فَازَ اَحَدٌ **۱۰۔نکرہ مصغر ہو:** مثلاً رُجَیْلٌ عِنْدَنَا **۱۱۔جب دعا ہو۔** مثلاً وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ **۱۲۔جب عموم پر دلالت کرے:** مثلاً کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ۔

مبتدا میں اصل تقدیم ہے: اس لئے کہ مبتدا ذات اور خبر حالت یا صفت ہے اور ذات صفت پر مقدم ہوتی ہے۔اسی وجہ سے فِیْ دَارِہٖ زَیْدٌ جائز اور صَاحِبُھَا فِی الدَّارِ ناجائز ہے۔

مبتداء کی تقدیم وجوبی کے مقامات:

(۱) جب مبتدا ایسا کلمہ ہو جو صدارت کلام چاہتا ہے۔ جیسے مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً یُجْزَ بِهٖ مَنْ فَعَلَ هٰذَا۔

(۲) جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔ زَیْدٌ اَلْمُنْطَلِقُ۔

(۳) جب دونوں تخصیص میں برابر ہوں۔ جیسے اَفْضَلُ مِنْكَ اَفْضَلُ مِنِّیْ۔

(۴) جب مبتدا خبر پر محصور ہو۔ جیسے اِنَّمَا الْعِلْمُ نُوْرٌ، اِنَّمَا الْحَیَاةُ تَعِبٌ ۔

(۵) جب مبتدا کی خبر فعل ہو۔ جیسے زَیْدٌ قَامَ۔

حذف مبتدا کی صورتیں

مبتدا کو حذف کرنے کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ جوازی ۲۔ وجوبی

۱۔ جوازی طور پر: جب قرینہ پایا جائے تو مبتدا حذف بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے رَبٌّ غَفُوْرٌ اَیْ هُوَ رَبٌّ غَفُوْرٌ، سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ اَیْ هِیَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ، اَلْهِلَالُ وَاللّٰهِ اَیْ هٰذَا الْهِلَالُ وَاللّٰهِ (عدم فرصت کی بناء پر)

۲۔ وجوبی طور پر حذف ہو: اس کے چار مقامات ہیں۔

۱۔ جب مبتدا کی خبر مخصوص بالمدح او الذم ہو جیسے: نِعْمَ الْعَبْدُ اَیُّوْبُ اَیْ هُوَ اَیُّوْبُ۔

۲۔ اگر صفت کو موصوف سے الگ کرنا مقصود ہو تو شروع میں مبتدا کو حذف کیا جائے گا۔ جیسے اِرْحَمْ عَلَی الْمِسْکِیْنِ الْبَائِسُ اَیْ هُوَ الْبَائِسُ ۔

۳۔ جب مصدر عمل میں فعل کے قائم مقام ہو۔ جیسے ثَبَاتٌ فِیْ شِدَّتِیْ اَیْ اَمْرِیْ ثَبَاتٌ فِیْ شِدَّتِیْ۔

۴۔ جب خبر صراحۃً قسم ہو۔ جیسے فِیْ ذِمَّتِیْ لَاَرْحَمَنَّ عَلَی الْیَتِیْمِ اَیْ فِیْ ذِمَّتِیْ یَمِیْنٌ

٨۔الخبر
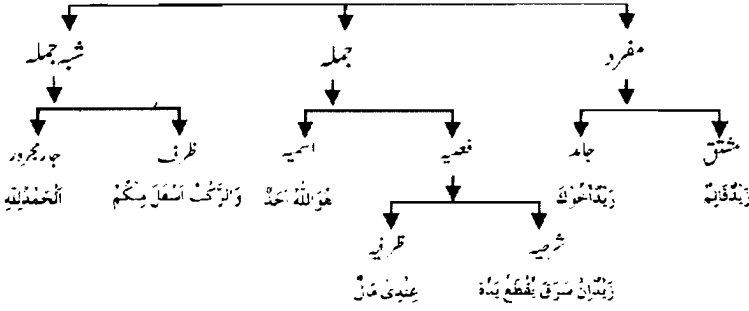
تعریف:(۱) هُوَ الْاِسْمُ الْمُجَرَّدُ الْمُسْنَدُ بِهِ الْمُغَايِرُ لِلصِّفَةِ الْمَذْكُوْرَةِ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ (۲)هُوَ الْاِسْمُ الْمُجَرَّدُ الْمُسْنَدُ اِلَى الْمُبْتَدَاءِ مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ (۳)هُوَ الْمُسْنَدُ الَّذِیْ تَتِمُّ بِهٖ مَعَ الْمُبْتَدَاءِ فَائِدَةٌ۔

خبر کبھی مفرد ہوتی اور کبھی جملہ۔

جب خبر مفرد ہو تو عموماً یہ اشیاء خبر واقع ہوتی ہیں۔

۱۔**اسم جامد:** هٰذَا غُلَامٌ ۲۔**مشتق:** اَللّٰهُ خَالِقُنَا ۳۔**مصدر:** هٰذَا ذِكْرٌ ۴۔**علم:** هُوَ اللّٰهُ ۵۔**اشارہ:** اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ ۶۔**مرکب اضافی:** مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۷۔**مرکب توصیفی:** هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۸۔**ظرف:** اَللّٰهُ مَعَنَا ۹۔**جار مجرور:** اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۱۰۔**موصول:** اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا۔ ۱۱۔**مرکب صوتی:** سَيِّدُ النُّحَاةِ سِيْبَوَيْهِ ۱۲۔**مرکب بنائی:** طُلَّابُ الْمَدْرَسَةِ خَمْسَ عَشَرَةَ ۱۳۔**مرکب امتزاجی:** قَرْيَتُنَا بَعْلَبَكُّ۔

خبر جب جملہ ہو: ۱۔ جملہ اسمیہ: اَلْمُهَذَّبُ اَصْدِقَاءُهٗ كَثِيْرُوْنَ **۲۔ جملہ فعلیہ:** اَلنَّظَافَةُ تُقَوِّی الذِّهْنَ **۳۔ ظرفیہ:** اَلرَّجُلُ فَوْقَ الْفِرَاشِ **۴۔ شرطیہ:** زَيْدٌ اِنْ جَاءَنِیْ فَأُكْرِمُهٗ۔

خبر کے حذف ہونے کے مقامات: خبر کا حذف ہونا کبھی جوزی ہوتا ہے اور کبھی وجوبی

۱۔ جوزی: جب قرینہ پایا جائے تو خبر جوازی طور پر حذف ہو جاتی ہے جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ اصل میں تھا فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ قرینہ یہ ہے کہ اذا جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور یہاں مفرد پر داخل ہوا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں سے خبر حذف ہے۔

۲۔ وجوبی: (۱) جب مبتدا قسم کا صراحۃً شعور دلائے جیسے يَمِيْنُ اللّٰهِ لَاُكْرِمَنَّ زَيْدًا اَیْ يَمِيْنُ اللّٰهِ قَسَمِیْ لَاُكْرِمَنَّ زَيْدًا۔

(۲) جب مبتدا لو لا کے بعد آئے اور اس کی خبر ایسا شبہ فعل ہو جو عموم پر دلالت کرے جیسے مَوْجُوْدٌ، كَائِنٌ اور مُسْتَقَرٌّ وغیرہ مثلاً لَوْ لَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ اَیْ لَوْ لَا اَنْتُمْ مَوْجُوْدُوْنَ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ۔

(۳) جب مبتدا کے ساتھ ایسی واؤ عاطفہ ملی ہوئی ہو جو مصاحبت پر دلالت کرے جیسے كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهٗ اَیْ كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهٗ مُقْتَرِنَانِ۔

(۴) جب خبر ایسے حال سے پہلے آئے کہ وہ حال خبر کے قائم مقام ہو مثلاً اِكْرَامِیْ عَلِيًّا مُتَفَوِّقًا اَیْ اِكْرَامِیْ عَلِيًّا حَاصِلٌ اِذَا كَانَ مُتَفَوِّقًا۔

یا مبتدا اسم تفضیل ہو جو مصدر مؤول کی طرف مضاف ہو جیسے: اَكْثَرُ حُبِّی الزَّهْرَةَ نَاظِرَةً۔

فوائد: (۱) کبھی ایک مبتدا کی متعدد خبریں واقع ہوتی ہیں جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ فَاضِلٌ، هٰذَا رَجُلٌ جَاهِلٌ مُتَكَبِّرٌ، اَللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ قَدِيْرٌ۔

(۲) جار مجرور کبھی کبھی خبر واقع ہوتے ہیں۔ جیسے زَيْدٌ فِی الدَّارِ یہاں زید مبتدا ہے اور فی الدار اپنے متعلق سے مل کر اس کی خبر ہے۔

تقدیم الخبر وجوبًا:

۱۔ جب خبر ایسے الفاظ پر مشتمل ہو جو صدارت کلام میں آئیں جیسے: أَیْنَ الْکِتَابُ، مَتَی الْاِمْتِحَانُ، کَیْفَ حَالُكَ۔

۲۔ جب خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتدا نکرہ ہو جیسے: لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ، فَوْقَ کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔

۳۔ خبر مبتدا پر محصور ہو جیسے مَا قَائِمٌ اِلَّا زَیْدٌ۔

۴۔ مبتدا میں ایسی ضمیر ہو جو خبر کی طرف لوٹے جیسے فِی الْمَدْرَسَةِ طُلَّابُهَا۔ فِی الْمَدْرَسَةِ جار مجرور ہے جس کا دوسرا نام ظرف ہے اور ظرف کی دو قسمیں ہیں۔
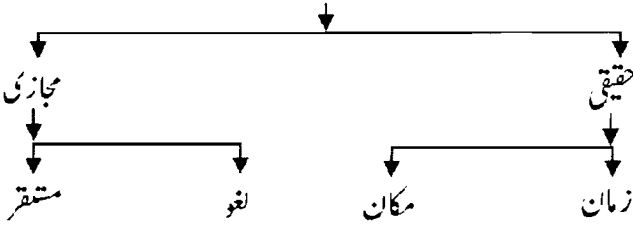
جب خبر جار مجرور ہو تو فعل یا شبہ فعل کے متعلق ہوتی ہے بصری کہتے ہیں اس کا متعلق محذوف (فعل) نکالیں گے کیونکہ فعل اصل عامل ہے اور کوفی کہتے ہیں (شبہ فعل) نکالیں گے کیونکہ جار مجرور شبہ فعل سے مل کر مفرد کے حکم میں ہوں گے اور خبر میں اصل افراد ہے اگر فعل نکالتے ہیں تو پھر وہ جملہ بنے گا۔

متعلق کے مقدم اور مؤخر ہونے میں بھی اختلاف ہے بصری کہتے ہے کہ مقدم نکالیں گے اس لئے کہ فاعل کے مشابہ ہے اور فاعل کا عامل مقدم ہوتا ہے لہٰذا خبر کا متعلق بھی مقدم ہوگا کوفی کہتے ہیں بعد میں نکالیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ خبر رتبۃً بعد میں آتی ہے اس لئے اس کا متعلق بھی بعد میں نکالا جائے گا۔

فائدہ: ظرف لغو وہ ہے جس کا متعلق لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اور ظرف مستقر وہ ہے جس کا متعلق لفظوں میں موجود نہ ہو۔ جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ۔

منصوبات

تعریف: ہر وہ اسم جو علامت مفعولیت پر مشتمل ہو علامت مفعولیت ـَ ، ـً ، الف ، ی ۔ منصوبات کی تعداد بارہ ہے۔
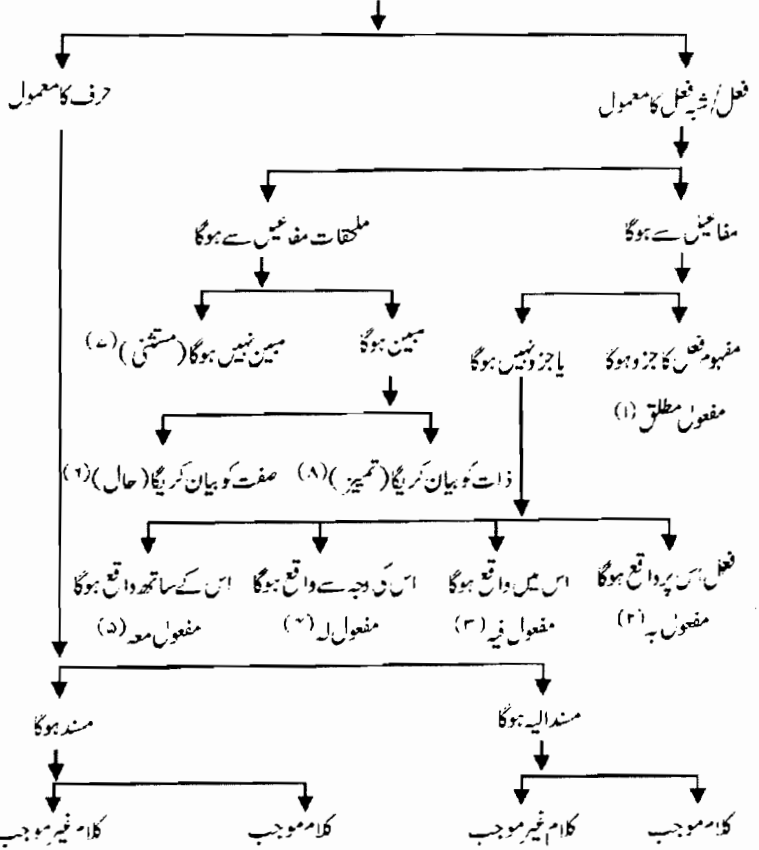
نوٹ: کان واخواتھا: یہ لفظاً فعل ہیں اور معنی حرف ہیں جس طرح حرف دوسرا کلمہ ملائے بغیر معنی نہیں دیتے اسی طرح یہ بھی کسی کے ساتھ ملے بغیر معنی نہیں دیتے۔

فائدہ: (۱)اصل منصوبات پانچ ہیں باقی ملحقات ہیں۔

(۲)مفاعیل کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔صحیح اورراجح موقف تو یہی ہے کہ پانچ ہیں۔

امام زجاج اورکوفی حضرات کے نزدیک چار ہیں۔امام زجاج کے نزدیک مفعول مطلق مفعول بہ ہے۔اور کوفی حضرات مفعول لہٗ کومفعول مطلق بناتے ہیں۔مثلاً قَعَدْتُ جُلُوْسًا اَیْ قَعَدْتُ قُعُوْدَجُلُوْسٍ،ضَرَبْتُهٗ تَاْدِیْبًا اَیْ ضَرَبْتُ ضَرْبَ تَاْدِیْبٍ

امام سیرانی کے نزدیک چھ ہیں چھٹاان کے نزدیک مفعول منہ ہے جیسے وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا اَیْ مِنْ قَوْمِهٖ ۔امام جوہری کے نزدیک بھی چھ ہیں ان کے نزدیک ایک مفعول دونہٗ اوروہ ہے مستثنیٰ۔

ا۔مفعول مطلق

تعریف:(۱)هُوَعِبَارَةٌ عَنْ مَصْدَرٍفَضْلَةٍ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ عَامِلٌ مِنْ لَفْظِهٖ اَوْمِنْ مَعْنَاهُ۔

(۲) هُوَمَصْدَرٌيُؤْتٰى لِتَاْكِيْدِ الْفِعْلِ اَوْلِبَيَانِ نَوْعِهٖ اَوْعَدَدِهٖ۔

(۳) یہ ایسا مصدر ہے جو اس فعل کے بعد آئے جس کا یہ مصدر ہواور دونوں کے معنیٰ موافق ہوں مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں۔ا۔تاکیدی ۲۔نوعی ۳۔عددی

نوٹ: جومفعول مطلق تاکید کے لئے آتا ہے اس کا تثنیہ جمع نہیں آتا۔جیسے اَنْبَتَ اللّٰهُ نَبَاتًا۔جومفعول نوع اورعدد کے لیے ہوتا ہے اس کا تثنیہ وجمع آتا ہے۔**نوعی کی مثال:** جَلَسْتُ جَلْسَاتِ الْقَارِیْ،

عددی کی مثال: جَلَسْتُ جَلْسَتَیْنِ

فائدہ: ہر امر ونہی ودعا اور توبیخ میں جائز ہے کہ فعل کو وجوبًا حذف کر دیا جائے اور مصدر کو اس کا قائم مقام بنالیا جائے۔ جیسے وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اَیْ اَحْسِنُوْا بِالْوَالِدَیْنِ، قِیَامًا لَا قُعُوْدًا اَیْ قُمْ قِیَامًا لَا تَقْعُدْ قُعُوْدًا۔

وہ اشیاء جو مفعول مطلق کے قائم مقام ہو سکتی ہیں:

۱۔ کبھی مفعول مطلق مصدر کی بجائے اس مذکورہ فعل کے مصدر کی صفت کے قائم مقام ہو جائے گا یعنی مفعول مطلق کے قائم مقام اس کی صفت بن جاتی ہے جیسے فَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا اَیْ اَکْلًا رَغَدًا۔

۲۔ کبھی ضمیر بھی قائم مقام بن جاتی ہے لَا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ اَیْ لَا اُعَذِّبُ عَذَابًا اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ۔

۳۔ کبھی اس کا مترادف قائم مقام بن جاتا ہے جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا۔ فَرِحْتُ جَزَلًا۔

۴۔ کبھی نوع اس کا قائم مقام بن جاتی ہے جیسے رَجَعَ الْقَهْقَرٰی اَیْ رَجَعَ الرُّجُوْعَ الْقَهْقَرٰی۔

۵۔ کبھی لفظ عدد قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً۔

۶۔ کبھی کوئی آلہ مفعول مطلق کے قائم مقام ہوگا۔ ضَرَبْتُهٗ عَصًا یا سَوْطًا۔

۷۔ کبھی لفظ کل مفعول مطلق ہوگا جب مصدر کی طرف مضاف ہو۔ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ۔

۸۔ کبھی لفظ بعض مفعول مطلق ہوگا جب مصدر کی طرف مضاف ہو وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ۔

۹۔ کبھی اسم اشارہ مفعول مطلق کے قائم مقام ہوتا ہے۔ ضَرَبْتُهٗ هٰذَا الضَّرْبَ۔

مفعول مطلق کے عامل ناصب کا حذف:

اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ جوازی ۲۔ وجوبی

۱۔ جوازی: جب قرینہ پایا جائے تو مفعول مطلق کا عامل جوازی طور پر حذف کیا جاتا ہے۔ مثلاً خَیْرَ مَقْدَمٍ اَیْ قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرًا قرینہ یہ ہے کہ دعا دینے میں جلدی کرنی چاہیے۔

۲۔وجوبی: اس کی دوصورتیں ہیں ا۔سماعی ۲۔قیاسی

ا۔سماعی: حَمْدًا، شُكْرًا، رَعْيًا، سَقْيًا وغیرہ اَیْ حَمِدْتُ اللّٰهِ حَمْدًا، شَكَرْتُكَ شُكْرًا، رَعَاكَ اللّٰهُ رَعْيًا، سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا۔

۲۔قیاسی: اس کی سات مقامات ہیں۔

(۱) جہاں مفعول مطلق مثبت واقع ہو نفی یا معنی نفی کے بعد آئے جو نفی یا معنی نفی ایسے اسم پر داخل ہوں کہ مفعول مطلق اس اسم کی خبر نہ بن سکے۔ جیسے مَا اَنْتَ اِلَّا سَيْرًا، اِنَّمَا اَنْتَ سَيْرًا اَیْ تَسِيْرُ سَيْرًا۔

(۲) مفعول مطلق مکرر ہو اور سابقہ اسم کی خبر واقع نہ ہو جیسے زَيْدٌ سَيْرًا سَيْرًا اَیْ يَسِيْرُ سَيْرًا دوسرا سَيْرًا يَسِيْرُ کا عوض ہے اور عوض ومعوض دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

(۳) جس جگہ مفعول مطلق سابقہ جملے کے مضمون کے اثر کی تفصیل واقع ہو رہا ہو جیسے فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً اَیْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا تَمُنُّوْنَ بَعْدَ شَدِّ الْوَثَاقِ وَاِمَّا تَفْدُوْنَ فِدَاءً فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۔کی غرض فدیہ لینا یا احسان کرنا شُدُّكُمُ الْوَثَاقَ مضمون جملہ ہے اس کی غرض کی تفصیل مَنًّا فِدَاءً ہے۔

(۴) جہاں مفعول مطلق تشبیہ کے لئے آئے اور افعال جوارح سے تعلق رکھتا ہو اور ایسے جملے کے بعد واقع ہو جس جملہ میں ایسا اسم ہو جو اس مفعول مطلق کے ہم معنی ہو۔ مَرَرْتُ بِهٖ فَاِذَا لَهٗ صَوْتٌ صَوْتَ حِمَارٍ اَیْ يَصُوْتُ صَوْتَ حِمَارٍ۔

(۵) جہاں مفعول مطلق کسی ایسے جملہ کا مضمون واقع ہو جس جملہ کے لئے مفعول مطلق کے سواء دوسرا کوئی احتمال نہ ہو۔ مثلاً لَهٗ عَلَيَّ اَلْفُ دِرْهَمٍ اِعْتِرَافًا اَیْ اِعْتَرَفْتُ اِعْتِرَافًا۔ اس کو تاکید لنفسہ کہتے ہیں۔

(۶) جہاں مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون واقع ہو کہ جس کے لئے اس مفعول مطلق کے سوا دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو۔ مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ حَقًّا یہ جملہ خبریہ ہے۔ صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہے۔ اس کو تاکید لغیرہ کہتے ہیں۔

(۷) جہاں مفعول مطلق تثنیہ واقع ہو اور فاعل/مفعول کی طرف مضاف ہو۔ نیز تثنیہ سے تکثیر مقصود ہو۔

جیسے لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ اَیْ اُلِبُّ لَكَ اِلْبَا بَیْنِ ، اُسْعِدُكَ اِسْعَادَیْنِ۔ اِلْبَابَیْنِ مصدر کو اُلِبُّ فعل کے قائم مقام بنایا تو لَكَ اِلْبَابَیْنِ ہوگیا۔لیکن ساتھ ہی تعدیت بھی ختم ہوگئی اور باب افعال کے زوائد بھی حذف ہوگئے تو كَ لَبَیْنِ ہوگیا باء کا باء میں ادغام کرنے سے لَبَّیْنِ ہوگیا لَبَّیْنِ کو كَ کی طرف مضاف کیا تو نون تثنیہ گر گیا لَبَّیْكَ بن گیا۔ یالَبَّیْكَ۔ لَبَّ بِالْمَكَانِ سے مشتق ہے تو اس کا مصدر لَبًّا آتا ہے۔اسی طرح سَعْدَیْكَ ہے۔

۲۔مفعول بہ

تعریف: هُوَ اسْمٌ يَدُلُّ عَلٰى مَا وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ ۔ جیسے وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ ، يُحِبُّ اللّٰهُ الْمُؤْمِنَ۔

مفعول بہ کا عامل ناصب

اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱۔**فعل مذکور**۔جیسے وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ ۲۔**فعل محذوف**۔**جیسے** مَا ذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا اَیْ اَنْزَلَ خَيْرًا ۳۔**وصف**۔جیسے اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۴۔**مصدر**۔جیسے لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ ۵۔**فعل**۔جیسے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ اَیْ اِلْزَمُوْا اَنْفُسَكُمْ۔

عامل کے حذف کے مقامات:
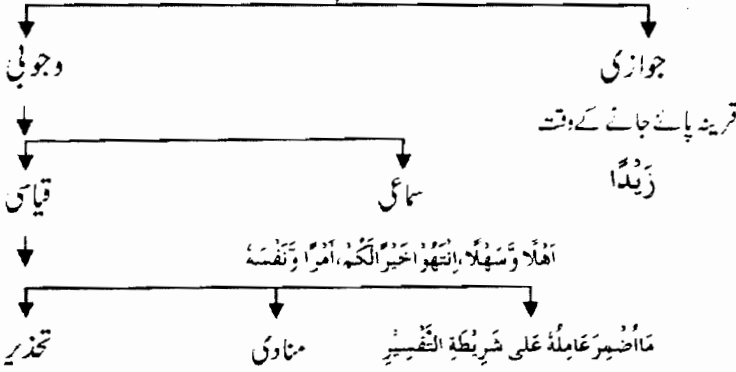
(۱) جوازی: سائل کے جواب میں جیسے سائل کہے مَنْ اَضْرِبُ تو جواب میں کہا جائے گا زَیْدًا یہاں پر قرینہ مقالیہ سائل کا سوال ہے۔

(۲) وجوبی سماعی: بغیر قاعدہ کلیہ کے وجوبی طور پر عامل کو حذف کرنا عربوں سے یہ سنا گیا ہے۔ ۱۔ اَھْلًا وَسَھْلًا اصل میں تھا۔ اَتَیْتَ اَھْلًا وَ وَطَیْتَ سَھْلًا ۲۔ اِنْتَھُوا خَیْرًا لَّکُمْ اَیْ اِنْتَھُوْا عَنِ التَّثْلِیْثِ وَاقْصُدُوْا خَیْرًا لَّکُمْ۔ اِمْرًا وَّنَفْسَہٗ اَیْ اُتْرُكْ اِمْرًا وَّنَفْسَہٗ۔

وجوبی قیاسی کے تین مقامات ہیں۔
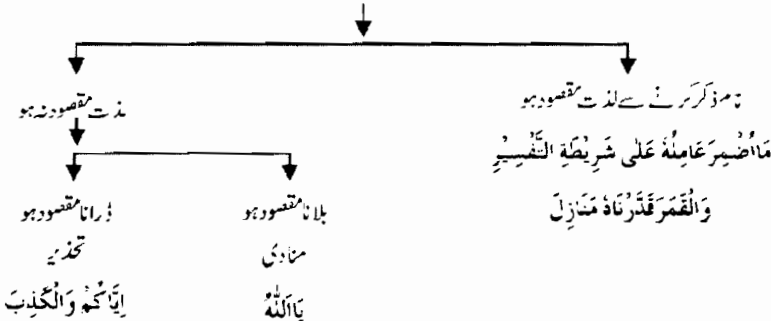
(ا) مَا اُضْمِرَ عَمَلُهٗ عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ: اِشْتِغَالُ عَنِ الْعَامِلِ، اِضْمَارٌ عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ۔

تعریف: ا۔ كُلُّ اسْمٍ بَعْدَهٗ فِعْلٌ اَوْ شِبْهُهٗ مُشْتَغِلٌ عَنْهُ بِضَمِيْرِهٖ اَوْ مُتَعَلِّقُهٗ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ اَوْ مُنَاسِبُهٗ لَنَصَبَهٗ۔

۲۔ ہر وہ اسم منصوب جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو جو اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کر رہا ہو اگر اس فعل یا شبہ فعل کو یا اس کے لازم یا مترادف کو اس اسم سے مقدم کیا جائے تو اس میں عمل کر سکے یعنی اس کو نصب دے سکے۔ مثلاً زَيْدًا ضَرَبْتُهٗ اَیْ ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرَبْتُهٗ۔

یہ قانون ہے کہ جب ایک کلام میں مفسَّر اور مفسِّر جمع ہوں تو مفسَّر کو حذف کر دیتے ہیں۔

قرآن کی امثلہ: وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ، وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ، وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاهَا، اَلسَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ، كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ، كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ، كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهٗ۔

اسم سابق کا اعراب: ا۔ **نصب واجب:** جب اسم سابق ان حروف کے بعد آئے جو فعل کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً حروف شرط، حروف تحضیض، حروف استفہام۔ جیسے اِنْ زَيْدًا ضَرَبْتَهٗ، مَتٰى زَيْدًا تَلْقَهٗ

فَاَكْرِمْهُ ۔ هَلَّا زَيْدًا ضَرَبْتَهُ ۔

۲۔ **رفع واجب:** جب اسم سابق سے قبل وہ حروف داخل ہو جو جملہ اسمیہ پر داخل ہوں ۔ اذا مفاجاتیہ
اِذَا زَيْدٌ يَضْرِبُهُ عَمْرٌو ، اَزَيْدٌ ذُهِبَ بِهِ ۔

۳۔ **نصب مختار:** جب اسم سابق سے قبل ہمزہ استفہامیہ آئے یا اسم سابق کے بعد فعل طلب ہو ۔ مثلاً
زَيْدًا اِضْرِبْهُ ، اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۔

۴۔ **رفع مختار:** جب اسم سابق اَمَّا کے بعد آئے ۔ جیسے اَمَّا زَيْدٌ فَاُكْرِمُهُ

۵۔ **دونوں جائز:** جب اسم سابق جملہ اسمیہ کے بعد آئے ۔ جیسے زَيْدٌ قَامَ وَعَمْرٌو يا عَمْرًا اَكْرَمْتُهُ ۔

(۲) منادیٰ

تعریف: ہر وہ اسم جس پر حرف ندا داخل کر کے بلایا گیا ہو یا ہر وہ مخاطب جس کو حرف ندا کے ساتھ آواز دی جائے حرف ندا لفظی ہو یا تقدیری ۔ جیسے يَا زَيْدُ ، يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۔ حروف ندا پانچ ہیں يَا ، اَيَا ، هَيَا ، اَیْ اور ہمزہ مفتوحہ ۔ حرف ندا اَدْعُوْا يا اَطْلُبُ فعل کے قائم مقام ہوتا ہے جس کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر کے حرف ندا کو اس کے قائم مقام بنا دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک حرف اور ایک اسم سے کلام بن جاتی ہے ۔
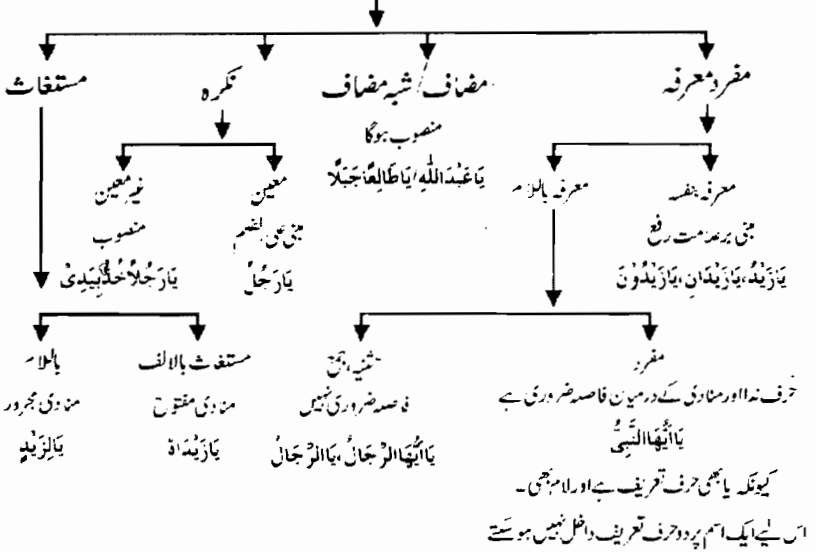
فوائد احکام المنادیٰ:

جب منادیٰ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس میں چھ صورتیں جائز ہیں۔

۱۔ یاء کو مفتوح کرنا: جیسے یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ۔

۲۔ یاء کو ساکن کرنا۔ یَا عِبَادِیْ لَاخَوْفٌ عَلَیْکُمْ۔

۳۔ یاء کو الف سے تبدیل کر کے پڑھنا: یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ۔

۴۔ یاء کو حذف کر کے ماقبل مکسور پڑھنا: یَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ۔

۵۔ یاء کو حذف کر کے ماقبل فتحہ پڑھنا۔ جیسے

(وَلَسْتُ بِرَاجِعٍ مَّافَاتَ مِنِّیْ :: بِلَهْفَ وَلَا بِلَیْتَ وَلَا لَوَاَنِّیْ) اَیْ یَا لَهْفِیْ سے یَا لَهْفَ۔

۶۔ یاء کو حذف کر کے ماقبل ضمہ پڑھنا جیسے قَالَ رَبُّ احْکُمْ بِالْحَقِّ۔

جب منادیٰ لفظ اُمٌّ یا اَبٌ "ی" متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس میں چار لغتیں اور بھی جائز ہیں۔

۱۔ یاء کو تاء مکسورہ سے بدلنا: یَا اَبَتِ۔

۲۔ یاء کو تاء مفتوحہ سے بدلنا۔ مثلاً یَا اَبَتَ۔

۳۔ یاء کو تاء اور الف کے ساتھ بدلنا: یَا اَبَتَا۔

۴۔ یاء کو تاء اور یاء کے ساتھ پڑھنا: مثلاً یَا اَبَتِی۔

ترخیم منادیٰ

تعریف: منادیٰ کے آخر کو تخفیف کی غرض سے گرا دینا۔
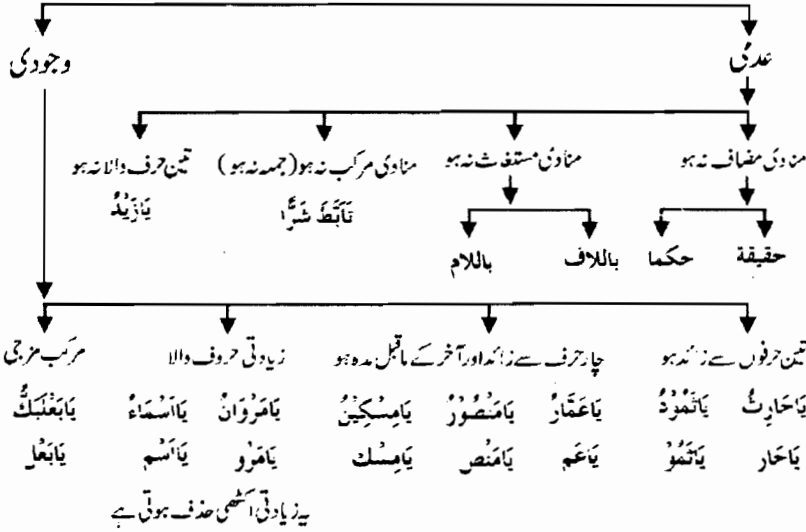
اعراب منادیٰ مرخم:

۱۔ منادیٰ کو مرفوع پڑھ سکتے ہیں۔ ۲۔ اس کی اصلی حالت پر قائم رہنے دیں۔
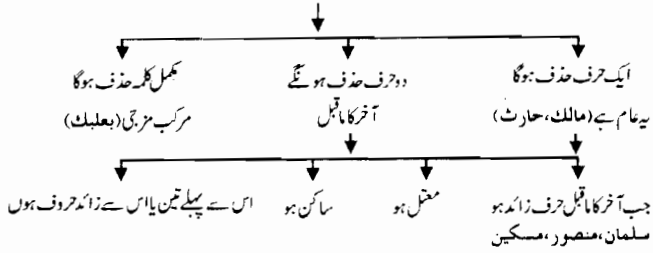
فائدہ: ا۔عموماً دعا کے موقع پر حرف نداء کو حذف کر کے منادی کے آخر میں میم مشدد لگا دیتے ہیں۔ جیسے یَا اَللّٰهُ سے اَللّٰهُمَّ

۲۔اگر منادیٰ معرف باللام ہو تو حرف نداء اور منادیٰ کے درمیان کلمہ فصل مذکر کے لئے اَيُّهَا اور مؤنث کے لئے اَيَّتُهَا لگاتے ہیں ماسوائے لفظ اللہ کے کیونکہ لفظ اللہ میں الف لام ہمزہ کے عوض میں ہے لہٰذا بلا واسطہ حرف نداء داخل ہوتا ہے۔اور یہ الف لام لازم ہے۔

۳۔جب قرینہ پایا جائے تو حرف نداء کو حذف کیا جاتا ہے۔اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ،يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۔يَاَيُّهَاالرَّجُلُ کی ترکیب اس کی تین صورتیں ہیں۔

ا۔یَا قائم مقام اَدْعُوْ فعل کے اَيُّهَا مضاف مضاف الیہ مل کر موصوف اَلرَّجُلُ صفت موصوف صفت مل کر مفعول بہ جملہ خبریہ بمعنی انشاء۔

۲۔اَيُّهَا کلمہ فصل اَلرَّجُلُ مفعول بہ یا اَيُّ کلمہ فصل ھا حرف تنبیہ اور اَلرَّجُلُ مفعول بہ

۳۔ اَيُّهَا مبدل منہ اَلرَّجُلُ بدل مبدل منہ بدل مل کر مفعول بہ۔

مندوب اور منادیٰ میں فرق: مندوب وہ ہے جس کو ''وا'' یا ''یا'' کے ساتھ اظہار ہمدردی اور افسوس کرتے ہوئے آواز دی جائے ''وا'' مندوب کے ساتھ خاص ہے اور یا عام ہے جیسے وَا اَبَتَاهْ، وَامُصِيْبَتَاهْ، وَارَجُلَاهْ۔اس کا حکم ہر معاملہ میں منادیٰ والا ہوتا ہے۔
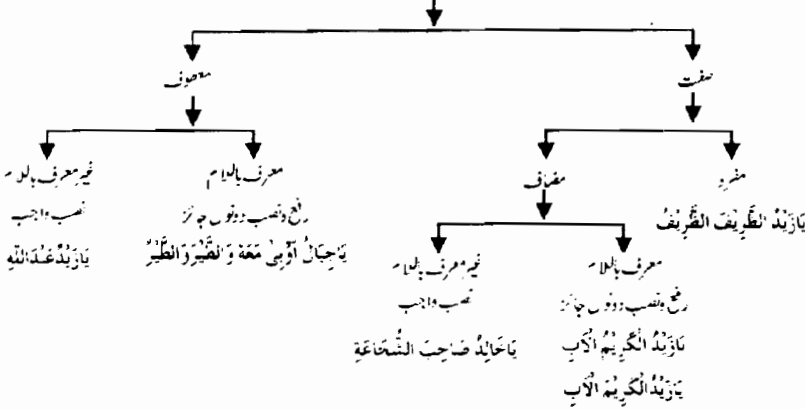
۲۔التحذیر

تعریف لغۃ: باب تفعیل کا مصدر ہے اس کا معنی ہے ڈرانا، محذّر منہ: جس چیز سے ڈرایا گیا ہو۔
مُحَذِّرٌ۔ ڈرانے والا مُحَذَّرٌ۔ جس کو ڈرایا گیا ہو۔

اصطلاحًا: هُوَ اسْمٌ مَعْمُوْلٌ عُمِلَ فِيْهِ النَّصْبُ عَلَى الْمَفْعُوْلِيَّةِ بِتَقْدِيْرِ اِتَّقِ اَوْبَعِّدْ تَحْذِيْرًا مِمَّا بَعْدَهٗ اَوْ ذُكِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُكَرَّرًا جیسے اِيَّاكَ وَالْاَسَدَ، اِيَّاكَ وَاَنْ تُحْذَفَ، اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ. اِيَّاكَ وَالْاَسَدَ اصل میں تھا اِتَّقِ نَفْسَكَ عَنِ الْاَسَدِ وَالْاَسَدَ عَنْ نَفْسِكَ اس میں فعل کو قلت فرصت اور تنگی وقت کی بناء پر حذف کیا جاتا ہے کیونکہ اگر فعل کو ذکر کیا جائے تو محذر کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔
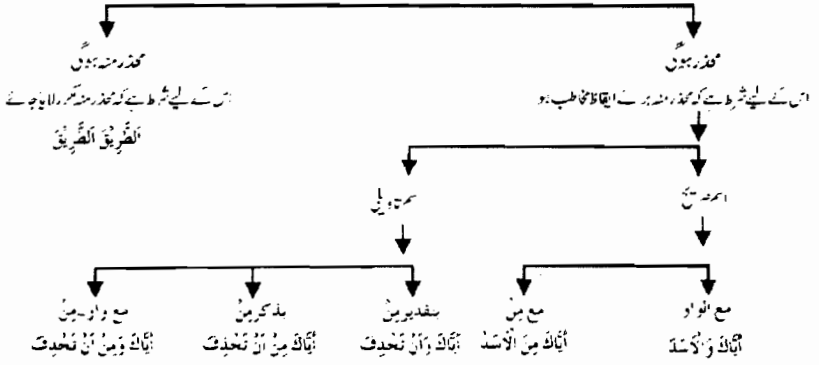
منصوب علی الاغراء

مخاطب کو کوئی پسندیدہ کام کرنے پر اکسایا جائے اور اس کام کو منصوب ذکر کیا جائے اس سے پہلے فعل اِلْزَمْ یا فعل اُطْلُبْ محذوف ہوتا ہے جسے اکسایا جائے اس کو مُغْرِی اکسانے والا مُغْرِی جس چیز پر اکسایا گیا ہو وہ مُغْرِی بِہٖ جیسے اَلصِّدْقَ۔
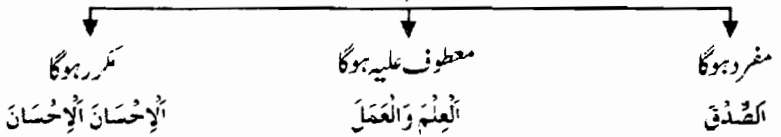
۳۔ مفعول فیہ (ظرف)

تعریف: هُوَ اسْمٌ مَّا وَقَعَ فِيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَيُسَمّٰى ظَرْفًا: وہ زمان یا مکان جس میں مذکورہ فعل واقع ہوا ہو جیسے صُمْتُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ قُمْتُ خَلْفَكَ مفعول فیہ حرف فی کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔
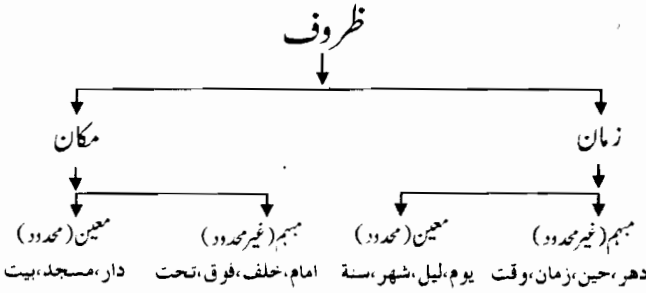
ظرف غیر مبہم: وہ ہوتی ہے جو مَتٰی یا کَمْ کے جواب میں واقع ہو جیسے کوئی پوچھتا ہے۔ کہ مَتٰی صُمْتَ تو اس کا جواب ہوتا ہے۔ صُمْتُ یَوْمَ الْخَمِیْسِ اسی طرح کَمْ یَوْمًا سَافَرْتَ کے جواب میں سَافَرْتُ الْحَوْلَ۔

ظرف مبہم: جس کی کوئی معین حد نہ ہو اور وہ کسی چیز کے جواب میں واقع نہ ہو۔ جیسے لفظ (حین، وقت)

ظروف زماں محدود ہوں یا غیر محدود دونوں "فی" کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے سَافَرْتُ شَهْرًا، قُمْتُ دَهْرًا، اَیْ فِی شَهْرٍ وَفِیْ دَهْرٍ۔ ظروف مکان مبہم بھی فی کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ، فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ، وَكَانَ وَرَائَهُمْ مَلِكٌ۔

ظروف مکاں محدود میں فی کا ذکر کرنا ضروری ہے مگر باب دخل یدخل کے بعد فی کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اس باب میں فی کا معنی متضمن مقدر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بعد والا اسم منصوب ہوتا ہے مثلاً دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ۔

۴۔ مفعول لہٗ (مفعول لاجلہٖ)

تعریف: (۱) هُوَ اسْمٌ مَالِاَجْلِهٖ یَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهٗ۔

(۲) ہر وہ اسم جس کے پائے جانے یا حاصل کرنے کی وجہ سے مذکورہ فعل واقع ہو۔

(۳) وہ مصدر منصوب جو اپنے ماقبل فعل کا سبب اور علت بیان کرنے کے لئے ذکر کیا جاتا ہے

مثلاً: قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا، ضَرَبْتُهُ تَادِيبًا۔ جِئْتُ لِزِيَارَتِكَ۔

پہلی دو تعرفوں کے مطابق لزیارتك مفعول لہ ہے مگر آخری تعریف کے مطابق یہ مفعول لہ نہیں ہے اسلئے کہ یہ منصوب نہیں ہے۔

نوٹ: بعض کے نزدیک مفعول لہ ہونے کے لئے لام کا مقدر ہونا ضروری ہے اور بعض کے نزدیک مفعول لہ کے منصوب ہونے کے لئے لام کا مقدر ہونا ضروری نہیں ہے۔

مفعول لہ کی پہچان: مفعول لہ ما قبل فعل کے متعلق سوال کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔ مثلاً آپ نے کہا وَقَفْتُ لِلْمُعَلِّمِ پوچھنے والے نے پوچھا لِمَاذَا وَقَفْتَ لَهٗ تو جواب وَقَفْتُ لِلْمُعَلِّمِ اِحْتِرَامًا لَّهٗ احترام پہلے بھی تھا اور احترام حاصل کرنے کے لئے اس مثال میں دونوں تعریفیں صادق آتی ہیں۔

مفعول لہ کی نصب: مفعول لہ سے قبل لام جارہ محذوف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علمائے نحاۃ نے مفعول لہ کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔
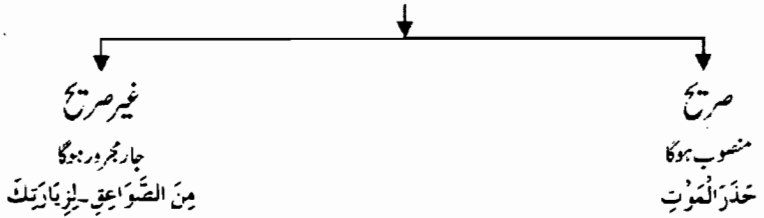
مفعول لہ کے منصوب ہونے کی شرائط:

(۱) وہ تعلیل وسبب بیان کرنے کے لئے آئے۔ (۲) مصدر نہیں ہوگا تو مفعول لہ نہ ہوگا۔ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ (۳) مفعول لہ مصدر قلبی ہو اگر مصدر فعل لسانی ہو تو منصوب نہ ہوگا۔ جِئْتُ لِلْقِرَاءَةِ

(۴) مفعول لہ کے فعل اور فاعل کا زمانہ ایک ہو اگر زمانہ ایک نہ ہو تو منصوب نہ ہوگا۔ سَافَرْتُ لِلْعِلْمِ

(۵) مفعول لہ اور اس کے مذکور فعل کا فاعل ایک ہو۔

مفعول لہٗ کے بارے میں امام زجاج کا مؤقف:

امام زجاج کا مؤقف ہے کہ مفعول لہٗ مفعول مطلق ہے۔ مثلاً قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا اصل میں جبنت فِی الْقُعُوْدِ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا یا قَعَدْتُ قُعُوْدَ جُبْنٍ تھا

محاسبہ: مگر امام زجاج کا یہ مؤقف ٹھیک نہیں ہے کیونکہ تاویل کرنے سے نوع اوّل عین نوع ثانی نہیں بنتی۔

۵۔ مفعول معہٗ

تعریف: هُوَمَایُذْکَرُ بَعْدَ واؤ بِمَعْنَی مَعَ لِمُصَاحَبَةِ مَعْمُوْلِ الْفِعْلِ مثلاً اِسْتَوَی الْمَاءُ وَالْخُشْبَةَ، کَفَاكَ وَزَیْدًا دِرْهَمٌ ، جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ، جَاءَ الْاَ مِیْرُوَالْجَیْشَ۔

اقسام: اس کے عامل کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ لفظی ۲۔ معنوی

مفعول معہٗ کے منصوب ہونے کی شرائط:

(۱) اسم ہو۔ (۲) واؤ بمعنی مع کے بعد ہو۔ (۳) اس سے قبل عامل لفظی یا معنوی ہو۔ جیسے اَجْمِعُوْا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَاءَ کُمْ ۔

٦۔حال
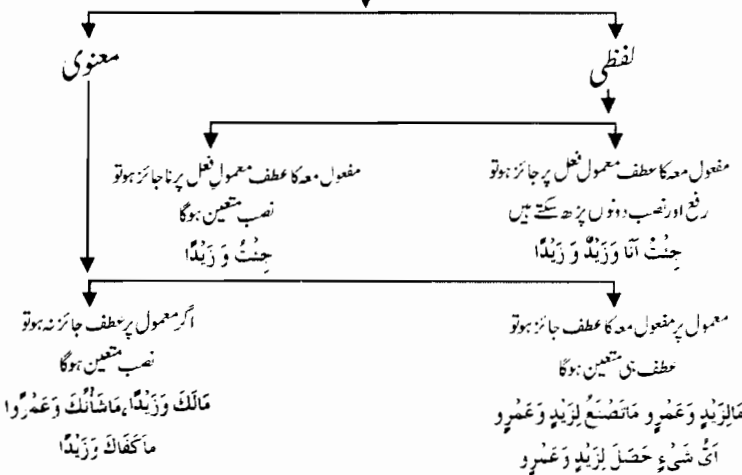
تعریف: لَفُظٌ یَدُلُّ عَلٰی بَیَانِ هَیْئَةِ الْفَاعِلِ اَوِ الْمَفْعُوْلِ اَوْکِلَیْهِمَا

حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول بہٖ یا دونوں کی حالت کو بیان کرے۔

(۲) وَصْفٌ فَضْلَةٌ یَقَعُ فِیْ جَوَابِ کَیْفَ مثلاً زید آیا تو اس کی بابت سوال ہوا کَیْفَ جَاءَ تو جواب یوں ہوگا۔ جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا یہاں فاعل سے حال ہے۔ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (ساجدین) مفعول سے حال کی مثال: وَتَرَکُوْكَ قَائِمًا۔ فاعل اور مفعول دونوں سے حال کی مثال اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَاءَلُوْنَ۔

وجہ تقدیم: حال کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ یہ کسی صورت میں مجرور نہیں ہوتا اس لئے یہ مفاعیل سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

حال اسم جامد بھی ہوتا ہے:
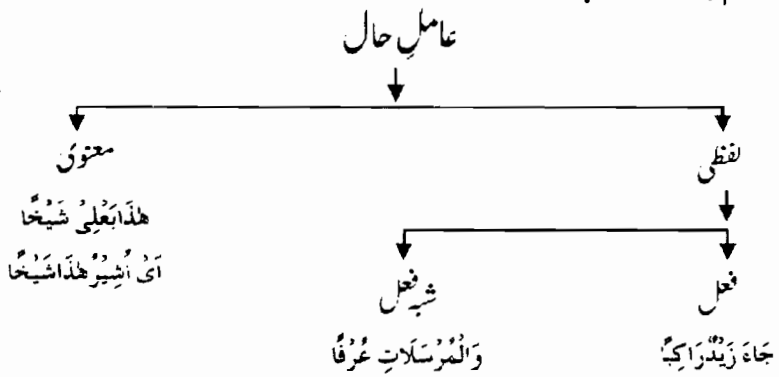
حال کے لئے اصل یہ ہے کہ وہ اسم مشتق ہو جامد نہ ہو لیکن بعض صورتوں میں جامد بھی حال واقع ہو سکتا ہے۔

(۱) جب حال موصوف واقع ہو رہا ہو۔ مثلاً فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا (۲) جب حال عدد پر دلالت کرے۔ مثلاً فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً (۳) جب حال ذوالحال کی فرع ہو اس وقت بھی حال جامد ہو سکتا ہے۔ هٰذَا ذَهَبُكَ خَاتَمًا (۴) جب حال ذوالحال کی اصل ہو۔ مثلاً هٰذَا خَاتَمُكَ ذَهَبًا ،

تَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُیُوۡ تًا (۵) جب حال ذوالحال کی نوع ہو۔مثلاً هٰذَا مَالُكَ ذَهَبًا ۔

فوائد:(۱) حال جب اسم جامد ہوتو بسا اوقات اسم مشتق کی تاویل میں ہوکر حال بنتا ہے یہ تین مقامات ہیں۔

۱۔جب حال تشبیہ پردلالت کرے۔مثلاً كَرَّ عَلِیٌّ اَسَدًا اَیْ كَرَّ عَلِیٌّ شُجَاعًا ۲۔جب حال مفاعلہ (لینادینااشتراکت) پردلالت کرے۔بِعْتُكَ الْفَرَسَ یَدًا بِیَدٍ اَیْ بِعْتُكَ الْفَرَسَ مُتَقَابِضَیْنِ ۳۔جب حال ترتیب پردلالت کرے۔مثلاً قَرَأْتُ الْكِتَابَ بَابًابَابًا اَیْ قَرَأْتُ الْكِتَابَ مُرَتَّبًا۔

(۲) ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہےاور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے ذوالحال معرفہ اس لئے ہوتا ہے کہ یہ محکوم علیہ ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی ذوالحال نکرہ بھی ہوتا ہے۔

ذوالحال کے نکرہ ہونے کی صورتیں: ۱۔جب ذوالحال حال سے مؤخر ہومثلاً جَاءَنِیْ رَاكِبًا رَجُلٌ

۲۔جب ذوالحال سے پہلے حرف نفی یاحرف استفہام آجائے مثلاً مَاجَاءَنِیْ رَجُلٌ اِلَّا رَاكِبًا

۳۔جب حال ایسا جملہ ہوجو واؤ سے شروع ہو۔ اَوْكَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۴۔جب ذوالحال نکرہ مخصوصہ ہوتو مؤخر ہوسکتا ہے۔مثلاً جَاءَنِیْ صِدِّیْقٌ حَمِیْمٌ طَالِبًا مَعُوْنَتِیْ۔

(۳) بعض اوقات حال ذوالحال سے مقدم آتا ہے۔

۱۔جب ذوالحال نکرہ ہومثلاً جَاءَنِیْ رَاكِبًا رَجُلٌ اس کی وجہ یہ ہے کہ نصبی حالت میں موصوف کا صفت کے ساتھ التباس واقع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔۔مثلاً رَأَیْتُ رَجُلًا رَاكِبًا اس وجہ سے رَاكِبًا رَجُلًا میں صفت نہیں بن سکتا کیونکہ صفت تابع ہوتی ہے (صفت بلحاظ معنی وصفی موصوف کی طرف مضاف نہیں ہوسکتی)

۲۔جب حال ذوالحال میں منحصر ہوجیسے مَاجَاءَ نَاجِیًا اِلَّا خَالِدٌ اگر خَالِدٌ کومقدم کریں گے تو خلاف مقصود لازم آئے گا۔

(۴) بعض مقامات پر ذوالحال کو مقدم کرنا واجب ہے۔

۱۔ جب ذوالحال حال میں منحصر ہو۔ مثلاً وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ ۲۔ جب ذوالحال مجرور بالاضافۃ ہو۔ مثلاً سَرَّنِیْ عَمَلُكَ مُخْلِصًا ۳۔ جب حال جملہ مقرون بالواو ہو۔ مثلاً جَاءَ نِیْ خَالِدٌ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِیَ رَاغِمَةٌ۔

(۵) فاعل اور مفعول کی طرح مضاف الیہ سے بھی حال واقع ہوتا ہے: مگر تین شروط میں سے کسی ایک کے ساتھ۔

۱۔ مضاف مضاف الیہ کا جز ہو۔ جیسے اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْ كُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ

۲۔ جب مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کو اس کی جگہ پر رکھنا درست ہو۔ جیسے بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا اس میں بل ملّة حنيفا کہنا بھی درست ہے۔

۳۔ جب مضاف حال میں عامل ہو۔ مثلاً اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا اس مثال میں جميعًا حال ہے کم ضمیر سے اور مرجع مصدر عامل ہے حال میں۔

(۶) حال کا عامل کبھی وجوبی طور پر حذف ہو جاتا ہے۔

جب قرینہ پایا جائے تو حال کا عامل حذف ہو جاتا ہے۔ مثلاً زَيْدٌ اَبُوْكَ عَطُوْفًا اَیْ زَيْدٌ اَبُوْكَ اُحِقُّهٗ عَطُوْفًا اس میں قرینہ عطوفا کا منصوب ہونا اور سابقہ جملہ کا اس کے معنی ادا کرنا ہے اسی طرح سَالِمًا غَانِمًا :: رَاشِدًا مَّهْدِيًّا مسافر کو الوداع کرتے وقت یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ اَیْ اِرْجِعْ سَالِمًا غَانِمًا۔ اَیْ اِذْهَبْ رَاشِدًا مَّهْدِيًّا۔

(۷) ذوالحال بننے والی اشیاء: کلام عرب میں مندرجہ ذیل چند اشیاء ذوالحال واقع ہوتی ہیں۔

۱۔ **فاعل:** جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا ۲۔ **نائب الفاعل:** بِيْعَ الْفَاكِهَةُ نَاضِجَةً ۳۔ **مفعول:** ضَرَبْتُ زَيْدًا مَّشْدُوْدًا ۴۔ **مبتدا:** اَنْتَ مُجْتَهِدًا اَخِیْ ۵۔ **خبر:** هٰذَا الْهِلَالُ طَالِعًا۔

(۸) حال بننے والی اشیاء:

۱۔صفت منتقلہ: صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ اَیْ مَوْجُوْدٌ حَيًّا یا طَلَعَتِ الشَّمْسُ صَافِيَةً

۲۔نکرہ حال واقع ہوتا ہے: رَجَعَ الْجُنْدُ ظَافِرًا **۳۔مشتق:** رَأَيْتُ زَيْدًا هَارِبًا **۴۔معنویہ:** جس کے ذوالحال کا عامل معنوی ہو۔جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ نَائِمًا **۵۔مؤطہ:** جب حال اسم جامد موصوف ہو۔فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا **۶۔مؤسسہ:** وہ حال جو ذوالحال کے معنیٰ کے علاوہ دوسرے معنی پر دلالت کرے: فَرَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا۔

(۹) ایک ذوالحال کے متعدد حال بھی آسکتے ہیں:

اس کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔حال مترادفہ ۲۔حال متداخلہ

۱۔حال مترادفہ: ایک ذوالحال سے دو حال واقع ہو: فَرَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا۔

۲۔حال متداخلہ: جو پہلے حال کے معمول سے حال ہو: فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ۔

حال کی اقسام:

۱۔حال منتقلہ: وہ ہے جو اپنے ذوالحال کے لئے ہمیشہ ثابت نہ رہے بلکہ اس سے جدا بھی ہو جاتا ہو۔ مثلاً وَجَاءُوْا اَبَاهُمْ عِشَاءً يَّبْكُوْنَ **۲۔حال ثابتہ:** وہ ہے جو اپنے ذوالحال کے لئے لازم ہو۔شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَاُوْلُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ **۳۔حال موکدہ:** وہ ہے جو اپنے عامل کے معنیٰ یا مضمون جملہ کی تاکید کرتا ہو۔مثلاً ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ، وَاَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا۔

حال موکدہ کی اقسام:

۱۔تاکید فی الحال: جیسے فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا اس مثال میں ضَاحِكًا حال ہے جو کہ تبسم عامل میں تاکید پیدا کر رہا ہے **۲۔تاکید فی ذی الحال:** جیسے لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اس مثال میں جميعا حال ہے جو کہ کلھم ذوالحال کی تاکید واقع ہوا ہے۔

۳۔تاکید فی مضمون الجملہ: جیسے اَهُوَ حَقٌّ صَرِيحًا اس مثال میں صریحاً حال ہے جو حق کے معنی میں تاکید پیدا کر رہا ہے

(۱۰) کبھی حال محذوف بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ (قائلین حال محذوف) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ۔

(۱۱) حال کبھی جملہ بھی ہوتا ہے۔ جب حال جملہ ہو تو اس وقت اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو ذوالحال کی طرف لوٹے۔
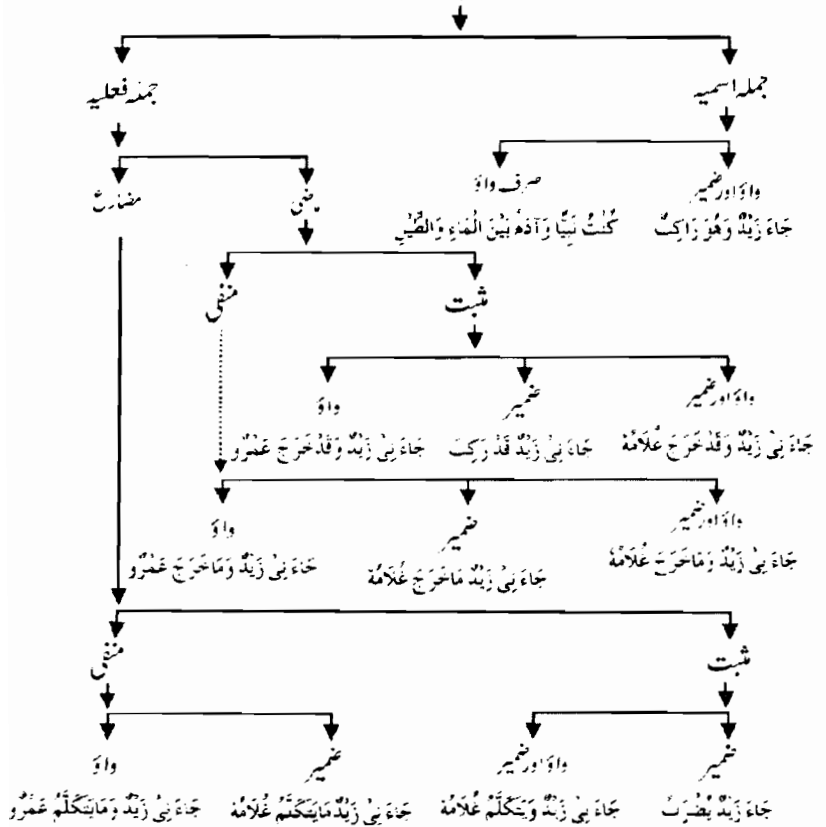
۷۔ تمیز

تعریف لُغَۃً: باب تفعیل سے مصدر ہے جس کا معنی ہے جدا کرنا۔

اصطلاحًا: (۱) هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِّنْ عَدَدٍ أَوْ كَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ أَوْ مَسَاحَةٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا فِيهِ إِبْهَامٌ تَرْفَعُ ذٰلِكَ الْإِبْهَامَ جیسے اِشْتَرَيْتُ عِشْرِيْنَ كِتَابًا۔

(۲) تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو مِنْ کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے اور اس ابہام کو دور کرتا ہے جو کسی اسم یا نسبت میں پایا جائے۔

اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں۔
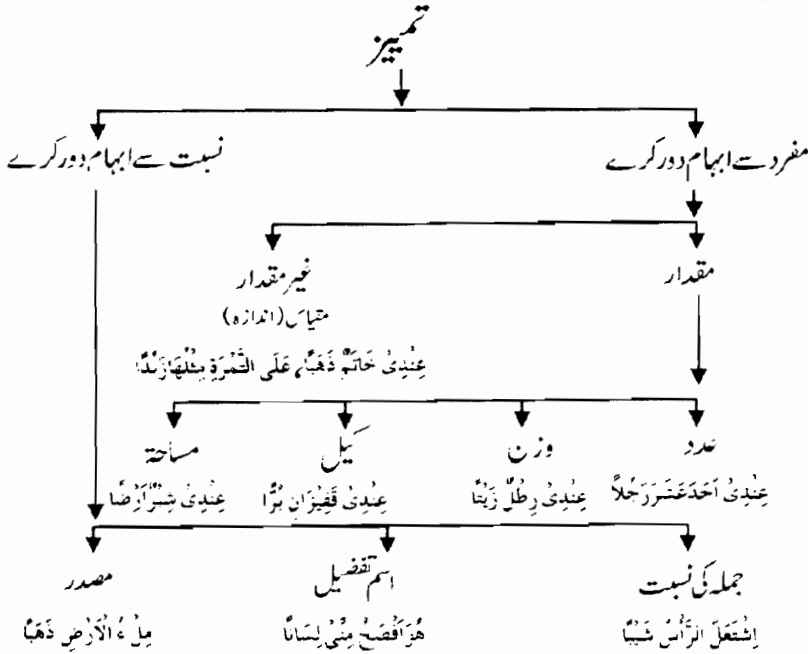
نوٹ: جب تمیز نسبت سے ابہام کو دور کرے تو یہ کبھی فاعل سے منقول ہوتی ہے۔ اِشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا اصل میں تھا اِشْتَعَلَ شَيْبُكَ الرَّأْسَ۔

کبھی مفعول سے منقول ہوتی ہے۔ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا اَیْ فَجَّرْنَا عُيُوْنَ الْاَرْضِ، کبھی صفت سے

منقول ہوتی ہے لِلّٰہِ دَرُّہٗ فُرسَانِہٖ کبھی مبتدا سے منقول ہوتی ہے۔ زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً۔

حال اور تمیز میں فرق: ۱۔ تمیز ہمیشہ مفرد ہوتی ہے جبکہ حال کبھی جملہ بھی ہوتا ہے۔ ۲۔ تمیز ذات کے ابہام کو دور کرتی ہے جبکہ حال صفت و ہیئت کے ابہام کو دور کرتا ہے ۳۔ تمیز متعدد نہیں ہوتی جبکہ حال متعدد بھی ہوتا ہے ۴۔ تمیز اپنے عامل پر کبھی مقدم نہیں ہوتی جبکہ حال کبھی اپنے عامل (ذوالحال) سے مقدم بھی آجاتا ہے۔ ۵۔ تمیز کے لئے اصل یہ ہے کہ وہ اسم جامد ہو اور حال کے لئے اصل یہ ہے کہ وہ اسم مشتق ہو ۶۔ حال ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جبکہ تمیز کبھی مجرور بھی ہوتی ہے

العدد والمعدود

العدد: لغت میں عدد شمار اور گنتی کو کہتے ہیں اس کی جمع اعداد آتی ہے۔ اور یہاں عدد سے مراد وہ الفاظ جن کے ذریعے اشیاء کو شمار کیا جائے یعنی اَلْعَدَدُ مَا یُعَدُّبِہِ الْاَشْیَاءُ اس تعریف کے مطابق صفر "0" عدد نہیں ہے بلکہ عدد ایک سے شروع ہوگا۔

عدد کی دوسری تعریف: اِنَّمَا الْعَدَدُ نِصْفُ مَجْمُوْعِ الْحَاشِیَتَیْنِ دو حاشیوں کے مجموعے کا نصف عدد کہلاتا ہے۔ اس تعریف کے مطابق دو کا ہندسہ عدد ہوگا جو کہ ایک اور تین کے مجموعے کا نصف ہے ایک عدد نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ ایک کا نیچے والا حاشیہ صفر ہے اور اوپر والا حاشیہ دو ہے اور صفر دو میں جمع نہیں ہوتی لہٰذا ایک عدد نہ ہوا۔

المعدود: وہ چیز ہے جس کو شمار کیا گیا ہو۔ ھُوَ الشَّیْءُ الَّذِیْ وَقَعَ عَلَیْہِ اِسْمُ الْعَدَدِ لِمَصْلِحَۃِ الْاِحْصَاءِ وَالْعَدِّ ہر عدد کے اندر ابہام ہوتا ہے اور معدود کبھی عدد کی تمیز واقع ہوتا ہے اور کبھی عدد کا مضاف الیہ واقع ہوتا ہے اور کبھی عدد کا موصوف واقع ہوتا ہے۔

(۱-۲) ایک اور دو معدود کی (مذکر و مؤنث) کی صفت موافق واقع ہوتے ہیں۔ جیسے مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّآ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ، فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ، کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً، وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰـہَیْنِ اثْنَیْنِ۔
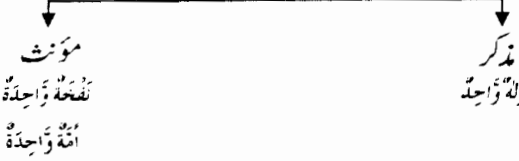
(۳۔۱۰) تک اعداد مفردہ کے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: عدد مقدم مضاف ہو اور معدود مؤخر مضاف الیہ مجرور مجموع ہو اس صورت میں عدد اپنے معدود کے تذکیر و تانیث میں مخالف ہوگا۔ جیسے فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ، سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ

دوسری صورت: عدد مؤخر غیر وزن فـــاعـــل ہو تو عدد اپنے معدود کی صفت ہوگا اور تذکیر و تانیث میں مخالف ہوگا۔ جیسے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ،

تیسری صورت: عدد فاعل کے وزن پر معدود سے مقدم ہو تو مضاف ہوگا۔ جیسے ثَانِىَ اثْنَيْنِ، ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ اور اگر معدود سے مؤخر ہو تو صفت موافق ہوگا۔ جیسے دَرْسٌ خَامِسٌ، حِصَّةٌ خَاصَّةٌ
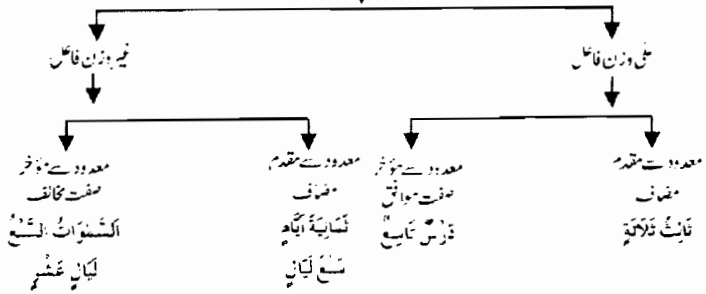
(۱۱۔۱۹) اعداد مرکبہ دونوں جزو مبنی بر فتح ہوں گے۔ انکے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: مرکب عدد معدود سے مقدم ہو تو ۱۱۔۱۲ کے دونوں جزو مذکر ومؤنث ہونے میں معدود کے مطابق ہونگے۔ جیسے اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا، کَانَ یُصَلِّیْ اُحْدٰی عَشَرَ رَکْعَةً

البتہ ۱۲ کا پہلا جزو معرب باعراب تثنیہ ہوگا۔ رفعی حالت الف سے، نصبی وجری حالت یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوگی۔ جیسے اِثْنَتَا عَشَرَةَ عَیْنًا اور اِثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا

دوسری صورت: ۱۳۔۱۹ تک اعداد مرکبہ غیر وزن فاعل دونوں جزو مبنی بر فتح اور انکا معدود منصوب مفرد علی التمیز ہوگا۔ مذکر معدود کی صورت میں پہلا جزو مؤنث اور دوسرا مذکر ہوگا۔ جیسے اَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مؤنث معدود کی صورت میں پہلا جزو مذکر اور دوسرا مؤنث ہوگا۔ جیسے اَرْبَعَ عَشَرَةَ اِمْرَاَةً

تیسری صورت: اگر اعداد مرکبہ علی وزن فاعل ہوں اور معدود سے مؤخر ہوں تو صفت موافق ہوں گے۔

جیسے	اَلْکِتَابُ الْحَادِیْ عَشَرَ	وَالسَّاعَةُ الْحَادِیَةُ عَشَرَةَ
	اَلْقَلَمُ التَّاسِعُ عَشَرَ	وَالْکُرَّاسَةُ التَّاسِعَةُ عَشَرَةَ

والعقود:۲۰۔۹۰: انکا معدود مذکر ہو یا مؤنث یہ جمع مذکر سالم ہی استعمال ہوتے ہیں اور انکی تمیز (معدود) مفرد منصب ہوگی۔

۲۱۔۲۲تا۹۱۔۹۲: معدود مذکر میں پہلا جزو مذکر ہوگا۔ جیسے وَاحِدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلاً، اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ کِتَابًا

معدود مؤنث میں پہلا جزو مؤنث ہوگا۔ جیسے وَاحِدَةٌ وَّعِشْرُوْنَ شَاةً، اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ نَاقَةً

۲۳۔۴۳۔۹۹: تک اعداد میں خلاف قیاس۔ جیسے ثَلاَثَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلاً، ثَلاَثٌ وَّعِشْرُوْنَ اُمْرَأَةً، تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِبِلاً، لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً

۱۰۰۔۱۰۰۰: اعداد میں معدود مذکر ہو یا مؤنث مفرد مجرور باضافت ہوگا۔ جیسے فَاَمَاتَهُ بَعْدَ مِائَةَ عَامٍ، فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ

ملیون میں بھی اسی طرح معدود مفرد مجرور آئیگا۔ جیسے عِنْدِیْ مِلْيُوْنَ رِيَالٍ، عِنْدِیْ مِلْيُوْنَ اَوْقِيَةٍ

۸۔ مستثنیٰ

تعریف لُغۃً: یہ باب استفعال سے اسم مفعول ہے جس کا معنی ہے جدا کیا ہوا۔ الگ کیا ہوا۔

اِصطلاحاً: (۱) هُوَ الْاِسْمُ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَ اِلاَّ مُخَالِفًا لِمَا قَبْلَهَا فِی الْحُكْمِ مثلاً ضَرَبْتُ الْقَوْمَ اِلاَّ زَيْدًا

(۲)۔ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلاَّ اور اس کے اخوات کے بعد ذکر کیا گیا ہو تا کہ جان لیا جائے کہ اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں جو اس کے ماقبل کی جانب منسوب کی گئی ہے۔

اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں ۱۔ متصل ۲۔ منقطع

۱۔ مستثنیٰ متصل: وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کا فرد ہو اور اسے اِلاَّ و اخوات کے ذریعے متعدد سے خارج کیا گیا ہو۔ جیسے أَنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلاَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اِلاَّ زَيْدًا۔

مستثنیٰ منقطع: وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کا فرد نہ ہو اِلاَّ و اخوات کے بعد مذکور ہو مگر متعدد سے خارج نہ کیا گیا ہو بوجہ متعدد میں داخل نہ ہونے کے۔ جیسے فَسَجَدُوْا اِلاَّ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔

اِلاَّ کے اخوات: یہ آٹھ ہیں۔ ۱۔ اِلاَّ ۲۔ غَيْرَ ۳۔ سِوٰی ۴۔ خَلاَ ۵۔ عَدَا ۶۔ حَاشَا

۷۔ لَیْسَ ۸۔ لَایَکُوْنُ۔

فائدہ: غَیْـــرَ کی اصل وضع صفت کے لئے ہے مگر کبھی استثناء کے لئے بھی آتا ہے جیسے اِلَّا کی اصل وضع استثناء کے لئے ہے اور کبھی صفت کے لئے بھی آتا ہے۔ مثلاً لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ای غَیْرُ اللّٰهِ لَفَسَدَتَا۔
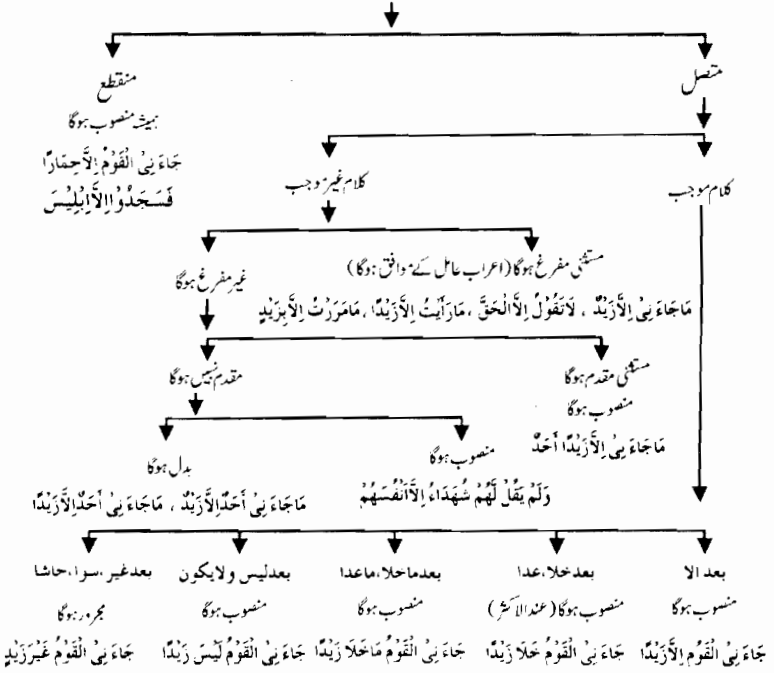
فوائد: کلام موجب: وہ کلام جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو۔

کلام غیر موجب: وہ کلام جس میں نفی، نہی اور استفہام ہو۔

مستثنیٰ مفرغ: وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔

مستثنیٰ غیر مفرغ: وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور ہو۔

مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) منصوب: (۱) جب مستثنیٰ متصل اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو (۲) جب مستثنیٰ منقطع ہو (۳) جب مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو۔ (۴) جب مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد ہو (عندالاکثر) (۵) جب مستثنیٰ مَاخَلَا، مَاعَدَا، لَیْسَ اور لَا یَکُوْنُ کے بعد ہو۔

(۲) منصوب اور بدل: جب مستثنیٰ متصل غیر مفرغ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ۔

(۳) عامل کے موفق: جب مستثنیٰ متصل مفرغ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو۔ لَا تَقُوْلُوْا اِلَّا الْحَقَّ۔

(۴) مجرور: جب مستثنیٰ غَیْرَ، سِوٰی، سِوَاءِ اور حَاشَا کے بعد واقع ہو۔

فائدہ: (۱) خَلَا اور عَدَا کے بارے اختلاف ہے بعض کے نزدیک حروف جارہ ہیں اس لئے ان کا مابعد مجرور ہوگا اور بعض کے نزدیک فعل ہیں ان کا مابعد منصوب ہوگا۔ (۲) غَیْرَ کا اعراب مستثنیٰ بِاِلَّا جیسا ہوتا ہے۔

۳۔مجرورات(وهی مضاف الیه فقط)

وجہ تسمیہ: مجرورات کو مجرورات اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حروف جارہ کا اثر ہوتے ہیں۔

تعریف: ا۔وَهُوَ كُلُّ اسْمٍ نُسِبَ اِلَيْهِ شَيْءٌ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا جیسے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں هِمْ، طَعَامُ الْاَثِيْمِ اَیْ طَعَامٌ لِلْاَثِيْمِ میں الْاَثِيْمِ

۲۔ ہر وہ اسم جس کو بواسطہ حرف جر[1] کے زیر آئے اگر حرف جر لفظوں میں ظاہر ہو تو نحویوں کی اصطلاح میں ایسی ترکیب کو جار مجرور کہتے ہیں اور اگر حرف جر لفظوں میں ظاہر نہ ہو تو ایسی ترکیب کو مضاف ۔مضاف الیہ کہتے ہیں۔

۳۔اسم مجرور ہر اس اسم کو کہتے ہیں جو مضاف الیہ کی علامت پر مشتمل ہو بحیثیت مضاف الیہ ہونے کے۔

علامات مضاف الیہ چار(ـَ،ـِ،ـٍ،ی) ہیں۔

مضاف کی تعریف: ہر وہ اسم جس کی نسبت کسی اور چیز کی طرف کی گئی ہو۔

مضاف الیہ کی تعریف: ہر وہ اسم جس کی طرف اسم سابق کی نسبت کی گئی ہو۔تا کہ اسم سابق تعریف، تخصیص یا تخفیف لفظی حاصل کرے۔

فائدہ: مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے البتہ مضاف کا اعراب عامل کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے یعنی کبھی رفع کبھی نصب اور کبھی جر آتی ہے۔مثلاً ذَهَبَ صَاحِبُ الْاِطْعَامِ ،قَرَءَ خَالِدٌ كِتَابَ اللّٰهِ،مَرَرْتُ بِوَلَدِ زَيْدٍ۔

اضافت کی شرائط: مضاف کا الف لام تعریف،تنوین،نون تثنیہ اور نون جمع سے خالی ہونا ضروری ہے البتہ اضافت لفظی کی بعض صورتوں میں الف لام آجاتا ہے۔جیسے اَلضَّارِبُ الرَّجُلِ،اَلْحَسَنُ الْوَجْهِ ۔

مجرورات کل تیئس ہیں کیونکہ یہ تین قسم سے آتے ہیں (۱) حروف جارہ کے اثر سے (۲) مضاف الیہ ہونے سے (۳) جر جوار کی وجہ سے۔

---

(۱)اس قید سے رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ نکل جائے گا۔

فوائد:(۱) مجرورات مجرور کی جمع ہے اس لئے کہ مجرور غیر عاقل ہے اور اسم کی صفت ہے مجرور صرف ایک ہے تو جمع کا لفظ از قبیل مشاکلت کیلئے ہے یا اضافت کی کئی انواع ہونے کی وجہ سے جمع آیا ہے۔

اضافت کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اضافت معنوی (محضہ، حقیقیہ) ۲۔ اضافت لفظی (غیر محضہ، غیر حقیقیہ)

(۱) اضافت معنوی

تعریف:(۱) مضاف ہونے والا صیغہ صفت نہ ہو اور مضاف الیہ اس کا معمول نہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (۲) مضاف صیغہ صفت ہو مگر مضاف الیہ اس کا معمول نہ ہو۔ جیسے کَاتِبُ الْقَاضِیْ، کَاسِبُ عِیَالِہٖ، کَرِیْمُ الْبَلَدِ (۳) مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور مضاف الیہ اس کا معمول ہو۔ جیسے ضَرْبُ اللِّصِّ۔

وجہ تسمیہ: اضافت معنوی کو اضافت معنوی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ امر معنوی کا فائدہ دیتی ہے اور وہ ہے مضاف کا تعریف یا تخصیص حاصل کرنا۔

فائدہ: اضافت معنوی تعریف یا تخصیص کا فائدہ دیتی ہے تعریف کا فائدہ اس وقت دیتی ہے جب مضاف الیہ معرفہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اور تخصیص کا فائدہ اس وقت دیتی ہے جب مضاف الیہ نکرہ ہو۔ جیسے غُلَامُ رَجُلٍ مگر جب مضاف لفظ مثلاً غَیْرَ، سِوَا وغیرہ ہو تو تعریف یا تخصیص حاصل نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ الفاظ توغل فی الابہام کا شکار ہوتے ہیں اگر چہ ان کو اعرف المعارف ضمیر متکلم کی طرف بھی مضاف کیا جائے تو یہ نکرہ ہی رہتے ہیں البتہ جب لفظ غَیْرَ ضدین کے درمیان آئے تو تعریف یا تخصیص حاصل کر لیتا ہے۔ جیسے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ میں ہے لفظ غَیْرِ۔ مُنْعَمٌ عَلَیْھِمْ اور مَغْضُوْبٌ عَلَیْھِمْ ضدین کے درمیان آیا ہے۔

اضافت معنوی کی اقسام: اس کی کل تین قسمیں ہیں۔

۱۔ بمعنی مِنْ (منیّہ) ۲۔ بمعنی فِیْ (فیویّہ) ۳۔ بمعنی لام (لامیّہ) اضافت بمعنی مِنْ اس وقت ہوتی

ہے جب مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہو۔ جیسے خَاتَمُ حَدِیْدٍ، بَابُ سَاجٍ اَیْ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ اور بَابٌ مِّنْ سَاجٍ۔

اضافت بمعنی فِیْ اس وقت ہوتی ہے جب مضاف الیہ ظرف ہو۔ جیسے صَلَاۃُ اللَّیْلِ اَیْ صَلَاۃٌ فِی اللَّیْلِ، ضَرْبُ الْیَوْمِ اَیْ ضَرْبٌ فِی الْیَوْمِ وغیرہ۔

اضافت بمعنی لام اس وقت ہوتی ہے جب اوپر والی دونوں صورتیں نہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اَیْ غُلَامٌ لِزَیْدٍ یا کِتَابٌ لِزَیْدٍ

وجہ حصر: یہ ہے کہ مضاف الیہ تین حالتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ ا۔ مضاف کے لئے ظرف ہوگا ۲۔ مضاف کی جنس سے ہوگا۔ ۳۔ دونوں نہیں ہوگا۔

(۲) اضافت لفظی

تعریف: مضاف ہونے والا صیغہ صفت ہو اور مضاف الیہ اس کا معمول ہو۔ جیسے هُوَ ضَارِبُ زَیْدٍ، هٰذَا مَعْمُوْرُ الدَّارِ، هٰذَا رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ۔

وجہ تسمیہ: اضافت لفظی کو لفظی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ امر لفظی کا فائدہ دیتی ہے اور وہ تخفیف لفظی ہے یعنی لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔

نوٹ: ا۔ صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل اور صفت مشبہ ہے۔

۲۔ اضافت معنوی میں مضاف کا اسم نکرہ ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر معرفہ ہو تو تحصیل حاصل لازم آئے گا۔

فائدہ: یہ اضافت صرف تخفیف لفظی کا فائدہ دیتی ہے اس سے تعریف یا تخصیص حاصل نہیں ہوتی اس لئے بعض صورتوں میں مضاف پر الف لام بھی آجاتا ہے۔

جب صیغہ صفت معرف باللام ہو اور مضاف الیہ اس کا معمول ہو تو پھر الف لام واضافت درج ذیل صورتوں میں جمع ہو سکتے ہیں۔

ا۔ جب مضاف ہونے والا صیغہ صفت تثنیہ ہو۔ جیسے اَلضَّارِبَا زَیْدٍ۔

۲۔ جب مضاف ہونے والا صیغہ صفت جمع مذکر سالم ہو۔ جیسے اَلضَّارِبُوْ زَیْدٍ۔

۳۔ جب مضاف ہونے والا صیغہ صفت معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے اَلضَّارِبُ الرَّجُلِ۔

۴۔ جب مضاف ہونے والا صیغہ صفت ہو اور مضاف الیہ آگے معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے اَلضَّارِبُ رَأْسِ الْجَانِیْ۔

۵۔ جب مضاف ہونے والا صیغہ صفت ہو اور مضاف الیہ آگے ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہو جو معرف باللام کی طرف عائد ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِالرَّجُلِ الضَّارِبِ غُلَامِہٖ۔

فوائد: ۱۔ موصوف صفت کی طرف مضاف نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مرکب اضافی اور مرکب توصیفی دونوں علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں بعض مرکبات میں گو بظاہر موصوف کی صفت کی طرف اضافت معلوم ہوتی ہے مگر وہاں موصوف محذوف ہوتا ہے۔ مثلاً مَسْجِدُ الْجَامِعِ اَیْ مَسْجِدُ الْوَقْتِ الْجَامِعِ، جَانِبِ الْغَرْبِیِّ اَیْ جَانِبِ الْمَکَانِ الْغَرْبِیِّ، صَلَاۃُ الْاُوْلٰی اَیْ صَلَاۃُ السَّاعَۃِ الْاُوْلٰی، بَقْلَۃُ الْحَمْقَاءِ اَیْ بَقْلَۃُ الْحَبَّۃِ الْحَمْقَاءِ۔

۲۔ صفت بلحاظ معنی وصفی کے موصوف کی طرف مضاف نہیں ہوسکتی اس لئے کہ صفت تابع ہے اور تابع متبوع کے بعد آتا ہے جبکہ مضاف پہلے ہوتا ہے، بعض مرکبات میں بظاہر ایسے لگتا ہے کہ جیسے صفت اپنے موصوف کی طرف مضاف ہے مثلاً جَرْدُ قَطِیْفَۃٍ اَیْ قَطِیْفَۃٌ جَرْدٌ، اِخْلَاقُ ثِیَابٍ اَیْ ثِیَابٌ اِخْلَاقٌ (۱) اس میں عام کی اضافت خاص کی طرف ہے (۲) ممیز کی تمیز کی طرف اضافت ہے۔

۳۔ جب دو لفظ ہم معنی ہوں یا دونوں کا مصداق ایک ہو تو ان میں اضافت نہیں ہوسکتی مثلاً منع و حبس، لیث و اسد انسان و ناطق میں مَنْعُ حَبْسٍ کہنا غلط ہے کیونکہ اس اضافت کا فائدہ نہیں ہے اس سے دور لازم آتا ہے اور ایک چیز کی اضافت اس کے نفس کی طرف کر دینا لازم آتا ہے لہٰذا یہ اضافت جائز نہیں

۴۔ بعض الفاظ متوغل فی الابہام ہوتے ہیں یعنی ان میں اس قدر ابہام ہوتا ہے اگرچہ ان کو اعرف المعارف کی طرف بھی مضاف کریں پھر بھی یہ تعریف یا تخصیص کا فائدہ نہیں دیتے۔ مثلاً غیر، مثل، سوئ، نحو وغیرہ البتہ جب یہ ضدّین کے درمیان آجائیں تو اس وقت یہ تعریف یا تخصیص کا

فائدہ دیتے ہیں۔ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ میں غیر نے تعریف حاصل کر لی ہے۔

فائدہ: تخفیف کبھی صرف مضاف میں ہوتی ہے۔ جیسے ضَارِبُ زَيْدٍ کبھی صرف مضاف الیہ میں۔ جیسے اَلْقَائِمُ الْغُلَامِ اصل میں غُلَامُهٗ تھا۔ کبھی مضاف اور مضاف الیہ دونوں میں تخفیف ہوتی ہے۔ جیسے حَسَنُ الْوَجْهِ اصل میں حَسَنٌ وَجْهُهٗ تھا۔

فعل

تعریف: لُغَةً: حدث [1] (کام) کو کہتے ہیں۔ کھانا، پینا، مارنا، چلنا، مدد کرنا، مرنا، زندہ ہونا۔

اِصْطِلَاحًا: كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِىْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُّقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ كَضَرَبَ، يَضْرِبُ، اِضْرِبْ۔

وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہو اور تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانے سے ملا ہوا ہو۔

وجہ تسمیہ: فعل کو فعل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مصدر سے ماخوذ ہے اور مصدر خود کسی فاعل کا فعل ہوتا ہے اس لئے اس کو اپنے اصل کا نام دیتے ہیں یعنی "فاعل کا فعل"

اِصْطِلَاحًا: فعل کو فعل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی حدث پر مشتمل ہوتا ہے اس لئے اصطلاحی فعل تین چیزوں سے مرکب ہے حدث، زمانہ، نسبت مثلاً ذَهَبَ (وہ گیا) اس میں "جانا" حدث ہے "گزشتہ" زمانہ ہے اور "وہ" نسبت ہے۔

فعل کے خواص: ۱۔ لفظ قد کا شروع میں آنا۔ جیسے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ۲۔ س کا شروع میں آنا۔ جیسے كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ

۳۔ سوف کا شروع میں آنا۔ جیسے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۴۔ حروف جوازم کا شروع میں آنا۔ جیسے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا ۵۔ ضمیر مرفوع متصل کا آخر میں آنا۔ جیسے ضَرَبْتُ ۶۔ تائے تانیث ساکنہ کا آخر میں آنا۔

---

(۱) حدث وہ معنی ہے جو خود بخود قائم نہ رہے بلکہ غیر کے ساتھ قائم ہو اس غیر سے صادر ہو یا نہ ہو۔ جیسے ضرب، نصر، موت وغیرہ

جیسے عَلِمَتْ نَفْسٌ ۷۔امر کا صیغہ ہونا جیسے اُکْتُبْ ۸۔نہی کا ہونا۔جیسے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ ۹۔نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کا لاحق ہونا۔جیسے لَاَنْصُرَنَّ ۱۰۔مسند ہونا جیسے قَامَ زَیْدٌ ۱۱۔فعل ماضی ہو۔جیسے ضَرَبَ ۱۲۔مضارع ہو۔جیسے یَضْرِبُ۔
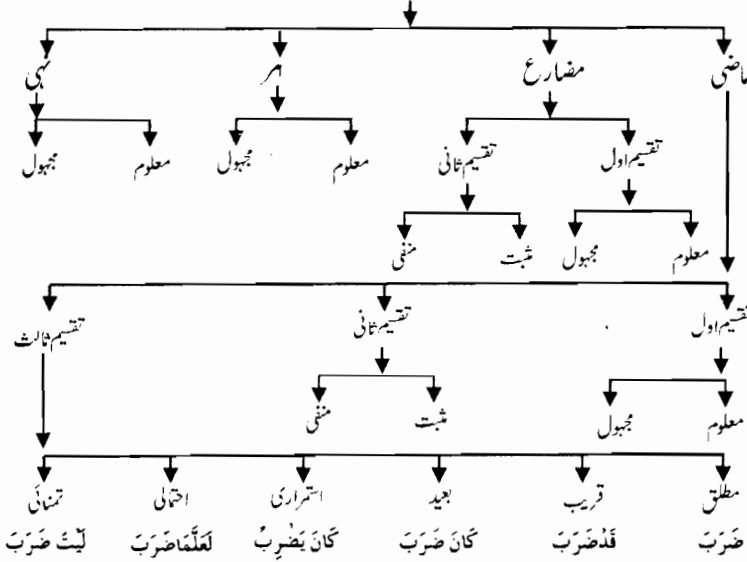
فعل ماضی

تعریف: لُغَۃً: ماضی مَضٰی یَمْضِیْ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے گزرنے والا۔

اِصْطِلَاحًا: وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے سے تعلق رکھتا ہو۔جیسے خَلَقَ، حَمِدَ۔

اعراب الفعل الماضی: فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتی ہے جب اس کے ساتھ ضمیر مرفوع ملی ہوئی نہ ہو۔جیسے ضَرَبَ مگر جب اس کے ساتھ ضمیر مرفوع مل جائے تو اس وقت مبنی علی السکون۔جیسے ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَ اور ضَرَبْنَا اور جب واؤ جمع کی ہو تو مبنی علی الضم۔جیسے ضَرَبُوْا

ماضی معروف: وہ فعل ہے جس میں نسبت فاعل یعنی کام کرنے والے کی طرف کی جائے جیسے نَصَرَزَیْدٌ، قَدْسَمِعَ اللّٰہُ۔

ماضی مجہول: وہ فعل ہے جس میں نسبت بجائے فاعل کے مفعول کی طرف کی جائے۔ جیسے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔

ماضی مثبت: وہ فعل ہے جس میں کسی فعل (کام) کا اثبات یعنی کرنا یا ہونا بیان کیا جائے۔ جیسے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ، ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً

ماضی منفی: وہ فعل ہے جس میں کسی فعل کی نفی یعنی نہ کرنا یا نہ ہونا بیان کیا جائے۔ جیسے مَاقَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ

اقسام فعل ماضی: ماضی کی کل چھ قسمیں ہیں۔

۱۔ فعل ماضی مطلق ۲۔ ماضی قریب ۳۔ ماضی بعید ۴۔ ماضی استمراری ۵۔ ماضی تمنائی ۶۔ ماضی احتمالی

فعل ماضی مطلق: وہ ماضی جو بغیر کسی قید کے ہو۔ جیسے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی، قَالَ الرَّسُوْلُ ﷺ،

۲۔ ماضی قریب: وہ فعل ماضی ہے جس کے شروع میں لفظ قد بڑھایا گیا ہو۔ جیسے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ۔

۳۔ ماضی بعید: وہ فعل ماضی ہے جس کے شروع میں لفظ کان بڑھایا گیا ہو۔ جیسے کَانَ ضَرَبَ۔

۴۔ ماضی استمراری: وہ فعل مضارع جس کے شروع میں کان زیادہ کیا گیا ہو۔ جیسے کَانَ یَضْرِبُ۔

۵۔ ماضی تمنائی: وہ فعل ماضی ہے جو ماضی مطلق کے شروع میں لیت لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے لَیْتَ نَصَرَ۔

۶۔ ماضی احتمالی: وہ فعل ماضی ہے جو ماضی مطلق کے شروع میں لعلما لگانے سے بنتی ہے۔ جیسے لَعَلَّمَاضَرَبَ۔

فعل مضارع

لُغَۃً: مضارع باب مفاعلہ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے مشابہ ہونا۔

اِصْطِلَاحًا: فعل مضارع وہ فعل ہے جو کسی کام کے زمانہ حال یا زمانہ استقبال میں ہونے کو بتلائے۔ جیسے یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا)

وجہ تسمیہ: مضارع کو مضارع اس لئے کہتے ہیں کہ مضارع کا معنی ہے مشابہ ہونا اور مضارع اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے یہ مشابہت پانچ طرح سے ہوتی ہے۔

۱۔تعداد حروف ۲۔حرکات وسکنات ۳۔زمانہ ۴۔معنی جیسے ضَارِبٌ یَضْرِبُ ۵۔لام تاکید داخل ہونے میں۔جیسے اِنَّ زَیْدًا لَیَقُوْمُ۔ اِنَّ زَیْدَ الْقَائِمٌ۔

فعل امر

لُغَۃً: اَمَرَ یَاْمُرُ سے مصدر ہے جس کا معنی ہے حکم دینا۔

اِصْطِلَاحًا: وہ فعل جس کے ذریعے فاعل مخاطب کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے۔ جیسے اُنْصُرْ (تو مدد کر)

فعل نہی

لُغَۃً: مصدر ہے جس کا معنیٰ ہے روکنا

اِصْطِلَاحًا: وہ فعل جس کے ذریعے فاعل مخاطب کو کسی کام کے کرنے سے روکا جائے۔ جیسے لَاتَکْذِبْ وغیرہ۔
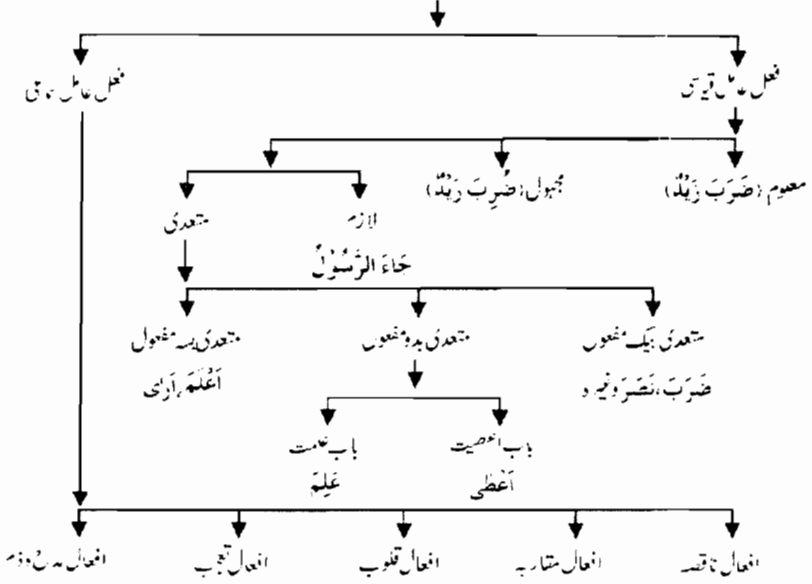
فعل لازم: (۱) وہ فعل جس کا اثر فاعل تک تمام ہو جائے

(۲) وہ فعل جو صرف فاعل کے ملنے سے بات پوری کر دے جیسے جَاءَ الرَّسُوْلُ ۔

فعل متعدی: (۱)۔ وہ فعل جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول بہ تک پہنچے۔ جیسے أَنْزَلَ اللّٰهُ الْكِتَابَ۔

(۲) وہ فعل جس کو فاعل کے علاوہ مفعول بہ کی بھی ضرورت ہو۔

اقسام: اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ فعل متعدی بیک مفعول: ہر وہ فعل جو صرف ایک مفعول کا تقاضا کرے۔ جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ وغیرہ

۲۔ فعل متعدی بدو مفعول: ہر وہ فعل جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ باب اعطیت　　　۲۔ باب علمت

۱۔ باب اعطیت: وہ فعل جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے اور وہ دونوں مفعول آپس میں لازم وملزوم یعنی مبتدا وخبر نہ ہوں۔ جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا ۔

۲۔ باب علمت: وہ فعل جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے اور دونوں مفعول آپس میں لازم وملزوم یعنی مبتداو خبر ہوں کسی ایک کو حذف کر کے دوسرے پر اکتفاء جائز نہ ہو۔ جیسے افعال قلوب کے مفعول آپس میں مبتدا خبر ہوتے ہیں۔ مثلاً عَلِمْتُ زَيْدًا عَالِمًا ۔

فعل متعدی بسہ مفعول (افعال تصییر)

وہ افعال جو دو سے زیادہ مفاعیل کا تقاضا کرتے ہیں اور ان میں بھی دوسرے اور تیسرے مفعول پر اکتفاء جائز نہیں جیسے اَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًوا خَيْرَ النَّاسِ، فَمَنْ خَبَّرَكَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ قَاعِدًا فَلَا تُصَدِّقْهُ ۔

ماضی مجہول بنانے کا طریقہ: ۱۔ جن ابواب کے شروع میں ہمزہ وصل اور تاءزائدہ نہ ہو تو ان کے پہلے حرف کو ضمہ اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دینے سے ماضی مجہول بن جاتی ہے جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ، دَحْرَجَ سے دُحْرِجَ ۲۔ جن ابواب کے شروع میں تاءزائدہ ہو تو وہاں اس کے اول دونوں حرف مضموم ہوں گے اور آخر کا ماقبل مکسور ہوگا۔ تَضَارَبَ سے تُضُوْرِبَ۔

۳۔ جن ابوب کے شروع میں ہمزہ وصلی ہوگا ان کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہوگا اور آخر کا ماقبل مکسور ہوگا۔ جیسے اِسْتَخْرَجَ سے اُسْتُخْرِجَ، اِنْصَرَفَ سے اُنْصُرِفَ۔

مضارع مجہول بنانے کا طریقہ: یہ ہے کہ علامت مضارع مضموم اور آخر کا ماقبل مفتوح ہوگا۔ جیسے يَضْرِبُ سے يُضْرَبُ

فائدہ: تمام ابواب میں فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول کو رفع دیتا ہے جسے اس فعل کا نائب الفاعل کہتے ہیں۔

فعل عامل سماعی

نوٹ: افعال ناقصہ کی تفصیلی بحث پیچھے مرفوعات میں گزر چکی ہے۔

۲۔ افعال مقاربہ (کادواخواتھا)

تعداد: یہ چار فعل ہیں: عَسٰی، کَادَ، کَرُبَ، أَوْشَكَ۔

عمل: ان کا عمل کان جیسا ہے اپنے اسم کو رفع اور خبر نصب دیتے ہیں لیکن ان افعال میں شرط یہ ہے کہ ان کی خبر جملہ فعلیہ اور فعل بھی مضارع مع اَنْ یا بغیر اَنْ کے ہوتی ہے۔

اقسام: استعمال کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) افعال رجاء (۲) افعال مقاربہ (۳) افعال شروع

(۱) افعال رجاء (امید): جو افعال خبر کے واقع ہونے کی امید پر دلالت کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔ عَسٰی، حَرٰی، اِخْلَوْلَقَ، وَحَرٰی هٰؤُلَاءِ اَنْ يَنْجَحُوا۔ ان کی خبر پر اکثر اَنْ آتا ہے۔ جیسے عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ۔

(۲) افعال مقاربہ: یہ افعال قرب خبر کے واسطے آتے ہیں اور یہ کل تین ہیں کَادَ، اَوْشَكَ، كَرُبَ۔ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ، يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْءُ، كَادَ قَلْبِيْ اَنْ يَّطِيْرَ۔ کَادَ کی خبر اکثر بغیر اَنْ کے آتی ہے۔ اَوْشَكَ زَيْدٌ اَنْ يَّأْتِيَ كَرُبَ الْقَلْبُ يَذُوْبُ۔

(۳) افعال شروع: جو اسم کی خبر کے شروع پر دلالت کرتے ہیں یہ بہت سارے افعال ہیں۔ مثلاً شَرَعَ، اَنْشَأَ، عَلَقَ طَفِقَ، اَخَذَ، بَدَأَ، جَعَلَ وغیرہ ان کی خبر پر اَنْ لانا جائز نہیں ہے۔ جیسے طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ شَرَعَ الطُّلَّابُ يَدْرُسُوْنَ لِلْاِمْتِحَانِ۔

۳۔ افعال قلوب (افعال شک ویقین)

وجہ تسمیہ: افعال قلوب کو افعال قلوب اس لئے کہتے ہیں کہ ان افعال کا تعلق دل سے ہوتا ہے نہ کہ ہاتھ

پاؤں سے معنوی اعتبار سے چونکہ شک ویقین کا صدور دل سے ہوتا ہے اس لئے ان کو افعال شک ویقین بھی کہتے ہیں۔

تعداد: یہ کل سات فعل ہیں ان میں سے تین یقین کیلئے عَلِمَ، رَاٰی، وَجَدَ اور تین شک کیلئے حَسِبَ، خَالَ، ظَنَّ اور ایک شک ویقین میں مشترک ہے زَعَمَ۔

عمل: یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو نصب دیتے ہیں اور وہ دونوں بمنزل ایک مفعول بہ کے ہوتے ہیں۔

احکام: ۱۔ جب ایک مفعول کا ذکر کیا جائے تو دوسرے مفعول کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ یہ دون بمنزل ایک مفعول بہ کے ہوتے ہیں مگر جب عَلِمَ بمعنی عَرَفَ، رَأی بمعنی اَبْصَرَ، وَجَدَ بمعنیٰ أَصَابَ، ظَنَّ بمعنی اِتَّهَمَ ہوتو صرف ایک مفعول کو نصب دیں گے اس وقت عام افعال کی طرح ہوں گے۔

عمل کا ابطال: ۱۔ جب یہ افعال مبتدا وخبر کے درمیان آجائیں تو عمل نہیں کریں گے۔ جیسے زَیْدٌ ظَنَنْتُ عَالِمٌ۔

۲۔ جب یہ مانافیہ اور لام ابتدا سے پہلے آجائیں تب بھی عمل نہیں کریں گے۔ جیسے عَلِمْتُ مَازَیْدٌ فِی الدَّارِ۔

فائدہ: دو مفعولوں کو نصب دینے کے اعتبار سے افعال کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ افعال قلوب　　۲۔ باب اعطیت　　۳۔ افعال تصییر

افعال تصییر: وہ افعال جو ایک چیز کو اس کی اصلی حالت سے پھیرنے کیلئے آئیں۔ جیسے صَیَّرَ، اِتَّخَذَ، جَعَلَ، خَلَقَ، تَرَكَ وغیرہ اِتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا، جَعَلَ الْاَرْضَ فِرَاشًا، خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا، صَیَّرَتِ الطِّیْنُ خَزَفًا، تَرَكْتُهٗ حَیْرَانًا یہ افعال چونکہ مبتدا وخبر پر داخل ہوتے ہیں (بخلاف افعال اعطیت کے) اس لئے ان افعال کو افعال قلوب کی بحث میں ذکر کرتے ہیں۔

۴۔افعال تعجب

تعریف: مَاوُضِعَ لِاِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ وَالْحَيْرَة۔ وہ افعال جو تعجب اور حیرت کو پیدا کرنے کیلئے بنائے گئے ہیں۔

تعجب کا مطلب یہ ہے کہ نفس کا کسی چیز کے معلوم ہونے پر متأثر ہونا جبکہ اس کا سبب مخفی ہو اصلاً تعجب حروف سے پیدا ہوتا ہے ان افعال کی بھی حروف سے مشابہت ہے اس لئے ان سے بھی تعجب کا معنی لیا جاتا ہے۔

تعداد: یہ کل دو فعل ہیں۔۱۔ مَا اَفْعَلَهٗ جیسے مَا أَكْفَرَهٗ، فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۲۔ اَفْعِلْ بِهٖ جیسے اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ۔

فعل تعجب کے احکام: ۱۔ یہ دونوں فعل غیر متصرف ہیں مَا اَفْعَلَهٗ سے مضارع اور اَفْعِلْ بِهٖ سے ماضی اور مضارع دونوں ہی نہیں آتے اور نہ ہی ان کے مجہول ومؤنث آتے ہیں۔

۲۔ یہ ان افعال سے بنتے ہیں جن سے اسم تفضیل بنانا درست ہوتا ہے کیونکہ فعل تعجب کو اسم تفضیل کے ساتھ خصوصیت ہے جیسے اسم تفضیل مبالغہ وتاکید پر دلالت کرتا ہے ایسے یہ فعل بھی مبالغہ وتاکید کیلئے آتے ہیں۔

۳۔ ثلاثی مجرد سے بنتے ہیں اور اگر غیر ثلاثی مجرد سے بنانا مقصود ہو تو لفظ اَشَدُّ اس فعل کے مصدر کے شروع میں لگاتے ہیں جیسے مَا أَشَدَّ اسْتِخْرَاجَهٗ وَاَشْدُدْ بِاسْتِخْرَاجِهٖ۔

۴۔ ان کے معمول کو عامل سے مقدم کرنا جائز نہیں۔ مثلاً زَيْدًا مَا اَحْسَنَ اور بِزَيْدٍ اَحْسِنْ کہنا درست نہیں (اس کی وجہ یہ ہے ما تعجبیہ صدارت کلام کو چاہتی ہے)

۵۔ ان افعال اور ان کے معمول میں اجنبی کا فاصلہ جائز نہیں۔ جیسے مَا اَحْسَنَ فِی الدَّارِ زَيْدًا، اَكْرِمُ الْيَوْمَ بِزَيْدٍ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کمزور عامل ہونے کے اعتبار سے معمول مقدم اور معمول مفصول میں عمل نہیں کرتے۔

ترکیب: مَا اَحْسَنَ زَیْدًا۔

عند البصریین: مَا نکرہ بمعنی شَیْءٌ مبتدا اَحْسَنَ زَیْدًا جملہ فعلیہ خبر (محلًا مرفوع)

عند الاخفش: مَا موصولہ اور بعد والا جملہ صلہ موصول صلہ مل کر مبتدا اور خبر محذوف ہوگی۔ اصل عبارت یوں ہے اَلَّذِیْ اَحْسَنَ زَیْدًا شَیْءٌ عَظِیْمٌ۔

عند الامام الفراء: ما استفہامیہ (متضمن معنی) مبتدا بعد والا جملہ خبر بنے گا۔

اَحْسِنْ بِزَیْدٍ: اَحْسِنْ صیغہ امر باء زائدہ زَیْدٍ لفظًا مجرور محلًا منصوب مفعول ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ یا اَحْسِنْ صیغہ امر بمعنی ماضی باء زائدہ زَیْدٍ فاعل فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بمعنی انشاء۔

۵۔ افعال مدح وذم

تعریف: مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ مَدْحٍ وَذَمٍّ۔

تعداد: یہ کل چار فعل ہیں دو مدح کیلئے نِعْمَ، حَبَّذَا اور دو ذم کیلئے بِئْسَ، سَاءَ۔

فائدہ: نِعْمَ اور بِئْسَ کی اصل نَعِمَ اور بَئِسَ تھا بنو تمیم کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جب کسی فعل کا فاکلمہ مفتوح اور عین کلمہ میں حروف حلقیہ میں سے کوئی حرف ہو تو ایسے فعل میں چار لغات جائز ہیں:

نَعِمَ، نَعْمَ، نِعِمَ، نِعْمَ، بَئِسَ، بَئْسَ، بِئْسَ، بِئِسَ۔

خواص: (۱) نِعْمَ اور بِئْسَ کے فاعل کیلئے تین شرطوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ فاعل معرف باللام ہو۔ جیسے نِعْمَ الْعَبْدُ اَیُّوْبُ ۲۔ اگر فاعل معرف باللام نہ ہو تو معرف باللام اسم کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الرَّجُلِ زَیْدٌ ۳۔ ان کا فاعل ضمیر مستتر ہو اور اس کی تمیز نکرہ منصوبہ واقع ہو یا کلمہ مَا اس کی تمیز ہو جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ، فَنِعِمَّا هِیَ اصل عبارت یوں ہے نِعْمَ شَیْئًا هِیَ۔

۲۔ جیسا ان کا فاعل ہوگا ویسا ہی مخصوص بالمدح والذم ہوگا۔ مثلاً نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ، نِعْمَ الرَّجُلَانِ الزَّیْدَانِ، نِعْمَ الرِّجَالُ الزَّیْدُوْنَ لیکن قرآن میں اس کے خلاف بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا

ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تاویل کریں گے یعنی اصل عبارت یوں تھی۔ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوا اب مطابقت ہوگئی۔

۳۔ کبھی مخصوص کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جیسے فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ أَىْ فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ نَحْنُ۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ يَانِعْمَ الْمَوْلٰى اللّٰهُ۔

ترکیب: نِعْمَ فعل اور اَلْمَاهِدُوْنَ فاعل نَحْنُ مخصوص بالمدح مبتدا موخر فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مقدم یا نِعْمَ الرَّجُلُ ایک جملہ اور ضمیر مبتدا محذوف اور زَيْدٌ خبر مبتدا خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
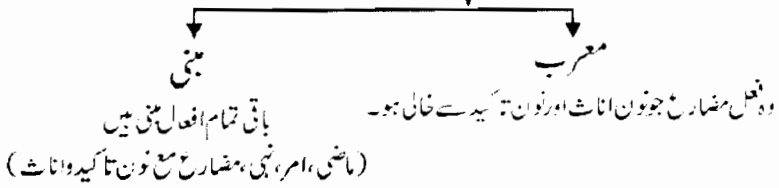
فعل مضارع کا اعراب: اس کے اعراب کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ رفع، نصب، جزم لفظی ہوگا جب فعل مضارع صحیح نون اعرابی سے خالی ہو۔ جیسے يَضْرِبُ، لَنْ يَّضْرِبَ، لَمْ يَضْرِبْ۔

۲۔ رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ لفظی اور جزم حذف لام سے ہوگا جب فعل مضارع ناقص واوی یا یائی ہو اور نون اعرابی سے خالی ہو۔ جیسے يَدْعُوْ، لَنْ يَّدْعُوَ، لَمْ يَدْعُ۔

۳۔ رفع و نصب تقدیری، جزم حذف لام سے جب فعل مضارع ناقص الفی ہو اور نون اعرابی سے خالی ہو۔ جیسے يَرْضٰى،
لَنْ يَرْضٰى، لَمْ يَرْضَ۔

۴۔ رفع اثبات نون سے، نصب اور جزم حذف نون سے جب فعل مضارع کے آخر میں نون اعرابی ہو فعل

مضارع صحیح ہو یا صحیح نہ ہو۔ جیسے یَضرِبَانِ،لَنْ یَّضرِبَا،لَمْ یَضرِبَا۔

تنازع الفعلان

تعریف: ایسے دو فعل جن کے بعد ایک اسم ظاہر ہو اور ان میں سے ہر فعل تقاضا کرے کہ اسم ظاہر میرا معمول بنے اور یہ تقاضا چار صورتوں میں متصور ہوتا ہے۔

۱۔ دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں ۔۲۔ دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں ۔۳۔ پہلا فعل فاعل اور دوسرا مفعول کا تقاضا کرے ۔۴۔ پہلا فعل مفعول کا اور دوسرا فاعل کا تقاضا کرے۔

تمام نحویوں کے نزدیک سوائے امام فراء کے اسم ظاہر پہلے فعل کا معمول بھی بن سکتا ہے اور دوسرے فعل کا بھی معمول بن سکتا ہے۔ امام فراء کے نزدیک پہلی اور تیسری صورت میں اسم ظاہر دوسرے کا معمول نہیں بن سکتا کیونکہ اگر ضمیر نکالیں تو اس سے ضمیر کا قبل الذکر آنا لازم آتا ہے اگر حذف کریں تو عمدہ کا حذف ہونا لازم آتا ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ پہلے فعل کو عمل دینا مختار ہے یا دوسرے کو بصری کہتے ہیں کہ دوسرے فعل کو عمل دینا مختار ہے اس لئے ہے کہ اصول ہے اَلْحَقُّ لِلْجَارِ ہمسایہ زیادہ حقدار ہوتا ہے اور کوفی کہتے ہیں کہ پہلے فعل کو عمل دینا مختار ہے اس لئے کہ یہ اصول ہے اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ پہلا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔

فائدہ: جب اسم ظاہر کو ایک فعل کا معمول بنا دیں گے تو دوسرے فعل کے معمول کی تین صورتیں ہوں گی۔

۱۔ اسم ظاہر لائیں گے ۲۔ اسم ضمیر نکالیں گے ۳۔ حذف مانیں گے۔

بصریوں کا مذہب: جب اسم ظاہر کو دوسرے فعل کا معمول بنائیں گے تو پہلے فعل کو دیکھیں

۱۔ اگر وہ فاعلیت کا تقاضا کرتا ہے تو اس کیلئے اسم ظاہر کے مطابق ضمیر نکالیں گے کیونکہ اگر حذف مانیں تو عمدہ کا حذف کرنا لازم آئے گا۔ اور اگر ظاہر لائیں تو اس سے تکرار لازم آئے گا لہٰذا ضمیر ہی نکالیں گے اور عمدہ کی ضمیر کا بشرط تفسیر قبل الذکر آنا جائز ہے[1]۔ مثلاً

(۱) امام کسائی کے نزدیک ضمیر قبل الذکر کسی طرح جائز نہیں لہٰذا ان کے نزدیک فاعل حذف ہوگا کیونکہ ذہن اس کی طرف سبقت کرتا ہے تو گویا وہ مذکور ہے۔

پہلی صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ، ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدُوْنَ۔

تیسری صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا، ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

٢۔ اگر پہلا فعل مفعولیت کا تقاضا کرے تو حذف مانیں گے کیونکہ یہ فض ہے اور فضلہ کو حذف کرنا جائز ہے اگر ظاہر لائیں تو تکرار لازم آتا ہے اگر ضمیر نکالیں ت ضلہ کی ضمیر کا ں الذکر آنا لازم آتا ہے لہٰذا حذف ہی مانیں گے بشرطیکہ وہ افعال قلوب نہ ہو۔ جیسے

دوسری صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

چوتھی صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدُوْنَ۔

اگر وہ افعال قلوب ہوں تو اسم ظاہر لائیں کیونکہ افعال قلوب کے ایک مفعول کو حذف کرنا اور دوسرے کو ذکر کرنا درست نہیں دونوں ذکر ہوں گے یا دونوں حذف ہوں گے اور اگر ضمیر لائیں تو قبل الذکر آئے گی۔ جیسے حَسِبَنِیْ مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَیْدًا مُنْطَلِقًا۔

کوفیوں کا مذہب: اسم ظاہر کو پہلے فعل کا معمول بنائیں گے اور دوسرے کو دیکھیں گے۔

١۔ اگر وہ فاعلیت کا تقاضا کرتا ہے تو ضمیر نکالیں گے کیونکہ اگر اسم ظاہر لائیں تو اس سے تکرار لازم آتا ہے اور حذف کریں تو اس سے عمدہ کا حذف ہونا لازم آتا ہے جو درست نہیں ہے لہٰذا ضمیر ہی نکالیں گے (یہ پہلی اور چوتھی صورت میں ہوگا)

پہلی صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَانِیْ الزَّیْدَانِ، ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمُوْنِیْ الزَّیْدُوْنَ

چوتھی صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَانِی الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمُوْنِی الزَّیْدِیْنَ۔

۲۔ اگر دوسرا فعل مفعولیت کا تقاضا کرے تو اس کے لئے ضمیر بھی نکال سکتے ہیں اور حذف بھی کر سکتے ہیں دونوں طرح جائز ہے ظاہر نہیں لائیں گے کیونکہ اس سے تکرار لازم آتا ہے بشرط کہ وہ افعال قلوب نہ ہوں (یہ دوسری اور تیسری صورت میں ہوگا)

دوسری صورت: ا۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُہٗ زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُھُمَا الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُھُمْ الزَّیْدِیْنَ۔

۲۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ

تیسری صورت: ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُہٗ زَیْدٌ، ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُھُمَا الزَّیْدَانِ، ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُھُمْ الزَّیْدُوْنَ۔

۲۔ ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ، ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَانِ، ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدُوْنَ

اگر وہ افعال قلوب ہوں تو اسم ظاہر لائیں گے کیونکہ ایک مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں اور ضمیر نکالنا بھی درست نہیں کیونکہ اگر ضمیر مفرد کی نکالیں تو پہلے مفعول سے مطابقت نہیں ہوگی اور اگر تثنیہ کی نکالیں تو مرجع سے مطابقت نہیں ہوگی لہٰذا اسم ظاہر ہی نکالیں گے۔ حَسِبَنِی وَحَسِبْتُھُمَا الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا سے حَسِبَنِی الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُھُمَا مُنْطَلِقَیْنِ۔

حرف

تعریف۔ لُغۃً: یہ "حرف الوادی" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کنارہ

اِصْطِلَاحًا: حرف وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی خاص پر خود بخود دلالت نہ کرے بلکہ اس پر دلالت کرنے میں اور کلمہ ملانے کی ضرورت ہو۔ جیسے لفظ مِنْ اس کا خاص معنی ہے ابتداء یہ اس معنی پر اس وقت تک دلالت نہیں کرے گا جب تک خاص جگہ کا ذکر نہ کریں۔ مثلاً المدینہ، المکۃ وغیرہ سِرْتُ مِنَ الْمَکَّۃِ اِلَی

الْمَدِیْنَةِ۔

وجہ تسمیہ: حرف کا نام حرف اس لئے رکھا گیا ہے کہ حرف کا معنی ہے کنارہ چونکہ حرف بھی کلام کی ایک طرف میں واقع ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام حرف رکھا گیا ہے، طرف کا معنی ہے کہ یہ کلام میں مسند اور مسندالیہ کی طرح مقصود بالذات نہیں ہوتا۔

خواص: حرف کا خاصہ یہ کہ حرف وہ کلمہ ہے جس میں اسم اور فعل کی کوئی علامت یا خاصہ نہ پایا جائے۔
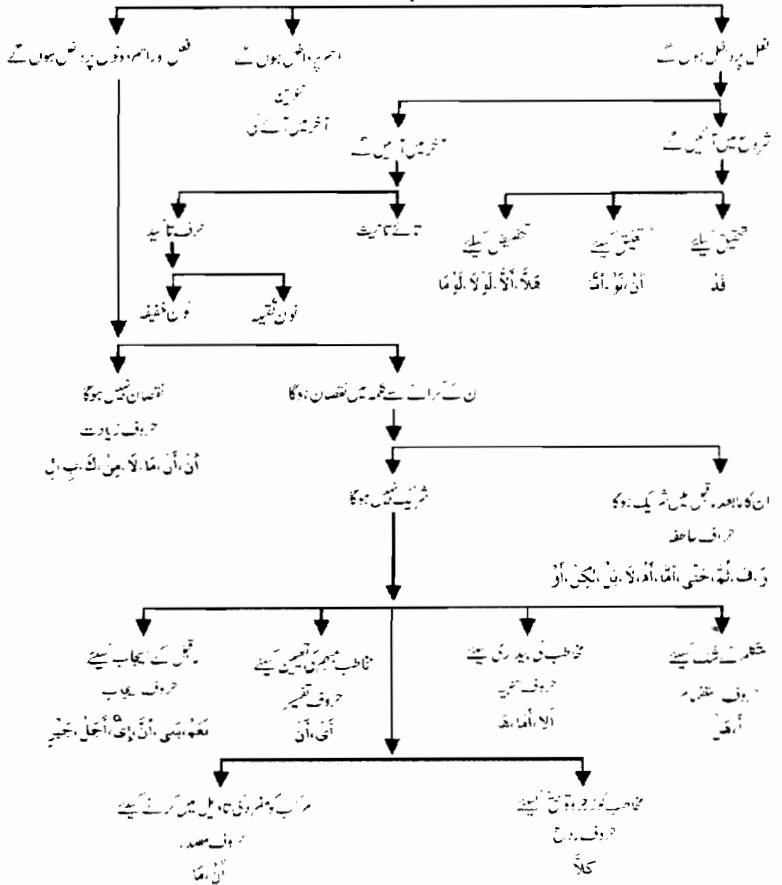
نوٹ: حروف عاملہ اور غیر عاملہ کی تقریباً بائیس اقسام بنتی ہیں۔

حروف عاملہ

حروف عاملہ کی کل سات قسمیں اور بیالیس حروف ہیں۔

۱۔حروف ناصبہ للفعل: یہ چار ہیں۔۱۔ اَنْ ۲۔ لَنْ ۳۔ کَیْ ۴۔ اِذَنْ

اَنْ: یہ حرف مصدر ہے فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اسے مصدر مؤول کہتے ہیں۔ جیسے یُرِیْدُاللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ اَیْ یُرِیْدُ اللّٰہُ تَخْفِیْفَکُمْ،اُحِبُّ اَنْ تَقْرَأَ اَیْ اُحِبُّ قِرَأَتَکَ۔

اس کی دوصورتیں ہیں ۱۔ أن ملفوظة ۲۔ أن مقدرة

۱۔ أن ملفوظة: جوعبارت میں مذکور ہو جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

۲۔ أن مقدرة: جوعبارت میں مذکور نہ ہو اس کے مقدر ہونے کے چھ مقام ہیں۔

۱۔حتیٰ کے بعد۔ جیسے وَزُلْزِلُوْاحَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ

۲۔لام کَیْ کے بعد: جیسے اِنَّافَتَحْنَالَکَ فَتْحًامُّبِیْنًالِّیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ

۳۔لام جحد کے بعد: جیسے وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ

۴۔او کے بعد جو بمعنی اِلٰی، أنْ یا اِلَّا أنْ کے ہو: جیسے لَاَحْبِسَنَّکَ اَوْتُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ اَیْ اِلٰی أَنْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ، لَاَقْتُلَنَّالْکَافِرَ اَوْ یُسْلِمَ اَیْ اِلَّا أَنْ یُسْلِمَ

۵۔ فاسببیہ کے بعد جب کہ وہ امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی، عرض میں سے کسی کے بعد ہو۔ **۱۔امر۔** جیسے زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ **۲۔نہی:** جیسے لَاتَطْغَوْا فِیْہِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ **۳۔نفی:** جیسے لَایُقْضٰی عَلَیْہِمْ فَیَمُوْتُوْا **۴۔استفہام:** جیسے أَیْنَ بَیْتُکَ فَاَزُوْرَکَ **۵۔تمنی:** جیسے یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَہُمْ فَأَفُوْزَ فَوْزًاعَظِیْمًا **۶۔عرض:** اَلَا تَنْزِلُ بِنَافَتُصِیْبَ خَیْرًا

۶۔واؤمعیت کے بعد جب کہ یہ مذکورہ چھ چیزوں کے بعد آئے نفی کے بعد: وَلَمَّایَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصَّابِرِیْنَ تمنی کے بعد: یَالَیْتَنَانُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

فائدہ: جو أنْ عَلِمَ کے بعد آئے وہ مضارع کو نصب نہیں دیتا بلکہ وہ مخففہ من المثقلہ ہوتا ہے۔ جیسے عَلِمَ أنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى اور جو ظَنَّ کے بعد آئے اس کی دو حالتیں ہیں۔

۱۔ مصدریہ ۲۔ مخففہ من المثقلہ

۲۔ حروف جازمہ للفعل: یہ پانچ حروف ہیں: اِنْ، لَمْ، لَمَّا، لام امر، لام نہی۔

اِنْ: یہ دو فعلوں کو جزم دیتا ہے پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔ اِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ۔

لَمْ . لَمَّا: یہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، لَمَّا يَقْضِ مَا اَمَرَهٗ دونوں میں فرق یہ ہے کہ لم مطلق منفی کے لئے آتا جبکہ۔ لمّا ماضی منفی کے استغراق کے واسطے آتا ہے۔

لام امر: یہ فعل میں طلب فعل کے معنی پیدا کر دیتا ہے۔ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ۔

لام نہی: یہ فعل میں ترک طلب فعل کے معنی پیدا کر دیتا ہے۔ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ۔

۳۔ حروف ناصبہ: یہ سات حرف ہیں: يَا، اَيَا، هَيَا، اَیْ، همزه، واؤ، اِلَّا۔

يَا . اَيَا . هَيَا . اَیْ . همزه: یہ حروف ندا ہیں یا قریب اور بعید دونوں کے لئے آتی ہے۔ ایا اور هَيَا بعید کیلئے اور اَیْ اور همزہ قریب کے لئے آتے ہیں یا اپنے مابعد کو اس وقت نصب دیتے ہیں جب وہ مضاف یا شبہ مضاف یا نکرہ غیر معینہ ہو اگر وہ مفرد معرفہ ہو تو مبنی پر علامت رفع ہوتا ہے۔ جیسے يَا عَبْدَ اللّٰهِ، يَا رَاكِبًا فَرَسًا، يَا رَجُلًا، يَا زَيْدُ۔

واؤ: بمعنی مع کے ہوتی ہے۔ اِسْتَوَى الْمَآءُ وَالْخَشَبَةَ

اِلَّا: یہ استثناء کے واسطے آتا ہے۔ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا۔

۴۔ حروف جارہ للاسم: یہ سترہ حروف ہیں اپنے مابعد کو جر دیتے ہیں اور یہ کئی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

۱۔ باء: یہ دس معنوں کے لئے آتی ہے ۱۔ **الصاق**۔ مثلاً بِهٖ دَاءٌ ۲۔ **استعانت کیلئے**۔ مثلاً كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ ۳۔ **تعلیل کیلئے**۔ مثلاً اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ ۴۔ **مصاحبت کیلئے**۔ اِشْتَرَيْتُ

اَلْفَرَسَ بِسَرْجِهٖ **۵۔تعدیہ کیلئے**۔مثلاً ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ **۶۔مقابلہ کیلئے**۔مثلاً اِشْتَرَیْتُ الْفَرَسَ بِالْعَبْدِ **۷۔قسم کیلئے**۔مثلاً بِاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا **۸۔نرمی کیلئے**۔مثلاً اِرْحَمْ بِزَیْدٍ **۹۔ظرفیت کیلئے**۔ مثلاً زَیْدٌ بِالْبَلَدِ **۱۰۔زیادت کیلئے**۔مثلاً وَلَاتُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ۔

۳،۲: تاء، واؤ: یہ دونوں قسم کے لئے آتے ہیں۔وَاللّٰهِ تَاللّٰهِ لَاَعْطِفَنَّ عَلَی الْفَقِیْرِ۔

۴۔کاف: یہ تشبیہ کے لئے آتا ہے۔مثلاً زَیْدٌ کَالْاَسَدِ **۵۔لام:** یہ اختصاص کے لئے آتا ہے۔لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ **۷،۶: مذ، منذ:** یہ ابتدائے مدت کے لئے اور کبھی جمیع مدت کے لئے آتے ہیں۔جیسے مَارَأَیْتُهٗ مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ،مَارَأَیْتُهٗ مُذْیَوْمَیْنِ **۸،۹،۱۰: حاشا، خلا، عدا:** یہ استثناء کیلئے آتے ہیں۔جَاءَنِی الْقَوْمُ حَاشَازَیْدٍ وَخَلَا زَیْدٍ وَعَدَا زَیْدٍ البتہ بعض کے نزدیک یہ فعل استعمال ہوتے ہیں اس و ن کا مابعد منصوب ہوتا ہے اوران کا فاعل ہمیشہ ضمیر ہوتا ہے۔ **۱۱ رُبَّ:** یہ تقلیل کیلئے آتا ہے۔رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُهٗ **۱۲۔من:** یہ ابتدا کے لئے آتا ہے۔ سِرْتُ مِنَ الْمَکَّةِ اِلَی الْمَدِیْنَةِ **۱۳،۱۴ حتیٰ، الیٰ:** یہ انتہیٰ کے لئے آتے ہیں۔فَاغْسِلُوْاوُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ،حَتّٰی مَطْلَعَ الْفَجْرِ **۱۵۔فی:** یہ ظرفیت کے لئے آتا ہے۔ اَلْمَالُ فِی الْکِیْسِ **۱۶۔عن:** یہ بُعْد اور مجاوزت کیلئے آتا ہے۔مثلاً رَمَیْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ **۱۷۔علیٰ:** یہ بلندی کے معنیٰ کیلئے آتا ہے۔زَیْدٌ عَلَی السَّطْحِ۔

نوٹ: حروف مشبہ بالفعل، ماولا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس کا بیان مرفوعات میں گزر چکا ہے۔

حروف غیر عاملہ

ا۔تحقیق کیلئے: قـــد یہ حرف فعل ماضی اور مضارع متصرف مثبت پرداخل ہوتا ہے فعل مضارع کے لئے ضروری ہے کہ وہ عوامل ناصب و جازم، س اور سوف سے خالی ہو، جب یہ فعل ماضی پرداخل ہو تو تحقیق اور تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔قَدْاَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا جب یہ فعل مضارع پر داخل ہو تو شک کا فائدہ دیتا ہے۔جیسے

قَدْ يَأْتِي الْيَوْمُ الَّذِىْ تَنْدِمُ فِيْهِ عَلٰى كَسْلِكَ، اور جب قرینہ پایا جائے تو یہ تقلیل اور تکثیر کا فائدہ بھی دیتا ہے۔قَدْ يَجُوْدُ الْبَخِيْلُ ،قَدْ يَشْهَدُ الْفَارِسُ الْغَارَةَ الشَّعْوَاءَ اکثر شاہسوار عمومی جملہ میں حاضر ہوتا ہے کبھی قد مضارع پر داخل ہو کر تحقیق کا معنیٰ بھی دیتا ہے۔جیسے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ

۲۔تعلیق کیلئے: اِنْ ،لَوْ ،اِمَّا: (ا)۔ اِنْ یہ کئی ایک معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً **ا۔شرطیہ**: یہ شرط اور جزا دونوں کو جزم دیتا ہے۔جیسے اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفِرْلَهُمْ مَّاقَدْسَلَفَ **۲۔نافیہ**: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور لیس کی طرح عمل کرتا ہے جیسے اِنْ اَحَدٌ خَيْرًا مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰى،

۳۔مخففہ من المثقلہ : یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے بعض کے نزدیک عامل اور بعض کے نزدیک اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے جیسے اِنِ الْحَقُّ لَمُنْتَصِرٌ۔

۴۔وصلیہ زائدہ: اکثر یہ ما نافیہ کے بعد آتا ہے اور اس کے عمل کو باطل کر دیتا ہے۔جیسے مَا اِنْ هُمْ قَادَةُ الْاُمَّةِ۔

۲۔ لَوْ: یہ چھ معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے

ا۔حرف شرط امتناعی غیر جازمہ۔جیسے وَلَوْشَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۲۔حرف شرط غیر امتناعی غیر جازمہ یہ زمانہ استقبال کے واسطے آتا ہے۔جیسے لَوْتَزُوْرُنَا لَنَسُرُّ بِلِقَائِكَ ۳۔حرف تمنی بمعنی لیت جیسے لَوْيُبَادِلُنِىْ صِدِّيْقِىْ اَلْاِحْسَانُ بِالْاِحْسَانِ ۴۔حرف عرض: جیسے لَوْتَنْزِلُ فِي رُبُوْعِنَافَتُصِيْبَ خَيْرًاوَّمَصِيْرًا ۵۔حرف مصدر: جیسے يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْيَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍبِبَنِيْهِ ٦۔حرف تعلیل: تَصَدَّقْ وَلَوْبِدِرْهَمٍ

۳۔ اِمَّا: حرف عطف یہ شرط کے لئے آتا ہے۔جیسے اِمَّا تَجْتَهِدْ تَنْجَحْ فِي صَفِّكَ کبھی یہ تفصیل، اباحت، شک اور تخییر کے لئے بھی آتا ہے۔

فائدہ: بعض کے نزدیک یہ ان اور ما زائدہ سے مرکب ہے۔اس کو امامرکبہ بھی کہتے ہیں۔

۳۔تحضیض کیلئے: یہ چار حرف ہیں۔هَلَّا، اَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا۔ جب یہ فعل مضارع پر داخل ہوں تو تحضیض ابھارنے کا فائدہ دیتے ہیں۔جیسے هَلَّا تَصْلُحُ بَيْنَ الْمُتَخَاصِمَيْنِ اور جب یہ فعل ماضی پر داخل ہو تو

توبیخ اور ڈانٹ کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے هَلاَّ اِجْتَهَدْتَّ قَبْلَ مَوْعِدَ الْاِمْتِحَانِ۔

۴۔تائے تانیث: فعل اور اسم دونوں پر آتی ہے۔ قالتْ، ضاربۃٌ۔

۵۔حرف تاکید: حرف تاکید سے مراد نون تاکید ہے نون تاکید وہ ہے جو امر اور اس مضارع کی تاکید کیلئے وضع کیا گیا ہو جس میں طلب کے معنی ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔نون ثقیلہ ۲۔نون خفیفہ

۱۔نون ثقیلہ: یہ ہمیشہ مشدد ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف نہ ہو تو یہ مفتوح ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف ہو تو مکسور ہوتا ہے

۲۔نون خفیفہ: یہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔نون ثقیلہ کا ما قبل جمع مذکر کے صیغوں میں مضموم، واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں مکسور اور باقی تمام صیغوں میں مفتوح ہوتا ہے۔نون خفیفیہ بھی اسی طرح ہے اور صرف آٹھ صیغوں کے آخر میں آتا ہے جن کے آخر میں الف ہو ان کے آخر میں یہ نہیں آتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اجتماع ساکنین علی حدہ لازم آتا ہے جو کہ کلام عرب میں ناجائز سمجھا جاتا ہے۔

۶۔نون تنوین: وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو اور تاکید فعل کے لئے نہ ہو۔

اس کی چھ قسمیں ہیں۔ ۱۔تمکن ۲۔تنکیر ۳۔عوض ۴۔مقابلہ ۵۔ترنم ۶۔غالی

پہلی چار اسم کے ساتھ خاص ہیں آخری دو اسم، فعل، حرف تینوں پر آجاتی ہیں۔

۱۔تنوین تمکن: جو اسم کے منصرف ہونے پر دلالت کرے۔ زَیْدٌ، رَجُلٌ

۲۔تنوین تنکیر: جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے۔ صَہٍ

۳۔عوض: جو مضاف الیہ کے عوض میں ہو۔ حِیْنَئِذٍ اَیْ حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا

۴۔مقابلہ: جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں ہو۔ مُسْلِمَاتٌ یہ جمع مذکر سالم کے واؤ نون کے مقابلہ میں آتی ہے۔

۵۔ترنم: یہ شعروں کی قافیہ بندی کے لئے آتی ہے۔جیسے

أَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلِ وَالْعِتَابَنْ وَقُولِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

۶۔تنوین غالی: یہ شعروں کے آخر میں قوافی مقیّدہ پر آتی ہے۔جیسے وَقَاتِمِ الْاَعْمَاقِ خَاوِیُ الْمُخْتَرَقَنْ۔

۷۔حروف عاطفہ: یہ اپنے مابعد کو ماقبل کے ساتھ ایک حکم میں شریک کرنے کیلئے آتے ہیں ان کے مابعد کو معطوف اور ماقبل کو معطوف علیہ کہتے ہیں یہ کل دس ہیں۔ واؤ۔فا۔ثمّ،حتی، او ،اِمّا،ام،لا، بل،لکن۔

ا۔واو: یہ مطلق جمع کیلئے آتی ہے۔جیسے جَاءَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرَ

۲۔فا: یہ ترتیب وتعقیب مع الوصل کیلئے آتی ہے۔جیسے جَاءَ الْاِمَامُ فَوَقَفَ النَّاسُ

۳۔ثم: یہ ترتیب مع التراخی کیلئے آتا ہے۔ جَاءَ الرَّاکِبُ ثُمَّ الْمَاشِیُ

۴۔حتیٰ: یہ بھی ترتیب مع التراخی کیلئے آتا ہے۔جیسے مَاتَ النَّاسُ حَتَّی الْاَنْبِیَاءُ

۵۔او: یہ شک کیلئے آتا ہے۔ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَوِ امْرَأَۃٍ

۶۔اِمّا: یہ دو چیزوں میں سے ایک مبہم چیز کیلئے حکم کو ثابت کرنے کیلئے آتا ہے۔جیسے اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَّاِمَّافَرْدٌ

۷۔اَمْ: اس کی دو قسمیں ہیں: ا۔متصل ۲۔منقطعہ

ا۔ام متصلہ: یہ دو مساوی امور میں سے ایک کی تعیین کیلئے ہمزہ استفہام کے بعد آتا ہے اس میں سوال کرنے والا دو امور میں سے ایک مبہم غیر معین کے ثبوت کو جانتا ہے اور اس کے بعد وہی لفظ آتا ہے جو ہمزہ کے بعد آتا ہے۔یعنی اگر ہمزہ کے بعد اسم ہو تو اس کے بعد بھی اسم ہوتا ہے اگر وہاں فعل ہو تو یہاں بھی فعل ہوتا ہے جیسے أَقَرَأْتَ الدَّرْسَ اَمْ کَتَبْتَہٗ اس کا جواب ہمیشہ ایک چیز کو متعین کرنے کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

۲۔ام منقطعہ: وہ ہے جو بمعنی بل اور ہمزہ ہو یعنی اوّل کلام سے اعراض اور اس کے مابعد کلام کا سوال ہو۔

جیسے کوئی آدمی دور سے ایک نقش سا دیکھتا ہے کہتا ہے۔ اِنَّهَا لَاِبِلٌ جب تھوڑا نزدیک جاتا ہے تو کہتا ہے
اَمْ هِیَ شَاةٌ۔

۱۰،۹،۸۔ لَا، بَلْ، لٰكِنْ: یہ تینوں ایک معین چیز کے لیے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں۔

لَا: یہ اس حکم کی نفی کرتا ہے جو اس کے ماقبل کے لیے ثابت ہو۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو

بَلْ: ماقبل سے اعراض اور مابعد کے لیے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو۔ بَلْ رَفَعَ اللّٰهُ اِلَیْهِ

لٰكِنْ: یہ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی ماقبل سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے مَاجَاءَنِیْ زَیْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو

۸۔ حروف استفہام: یہ دو ہیں۔ ۱۔ ہمزہ ۲۔ ھل۔ یہ دونوں ہمیشہ ابتدائے کلام میں آتے ہیں اور جملہ پر داخل ہوتے ہیں جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ جیسے أَزَیْدٌ قَائِمٌ؟۔ هَلْ قَامَ زَیْدٌ؟۔ ہمزہ استفہام کبھی مفرد کے بارے اس کی تعیین کا سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے أَخَلِیْلٌ مُسَافِرٌ أَمْ اِبْرَاهِیْمَ؟۔ اور کبھی حقیقت سے التباس کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے أَیَصْدَأُ النُّحَاسُ؟

۹۔ حروف تنبیہ: یہ تین حروف ہیں۔ أَلَا، أَمَا، هَا۔ مخاطب کو خبردار کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں تاکہ اس کلام کا کوئی حصہ فوت نہ ہو جائے۔ یہ جملہ اسمیہ خبریہ پر داخل ہوتے ہیں البتہ ھا مفرد یعنی اسم اشارہ پر بھی داخل ہو جاتی ہے۔ جیسے أَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ، هٰذَا

۱۰۔ حروف تفسیر: یہ دو ہیں۔ ۱۔ أَیْ ۲۔ أَنْ۔ یہ دونوں اپنے ماقبل کی وضاحت کے لیے آتے ہیں۔ ان کے ماقبل کو مفسَّر اور مابعد کو مفسِّر کہا جاتا ہے۔

أَیْ: ہر مبہم چیز کی تفسیر کے لیے آتا ہے وہ مبہم چیز مفرد ہو۔ جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ أَیْ اَهْلَ الْقَرْیَةِ۔ خواہ وہ مبہم چیز جملہ ہو۔ جیسے قُطِعَ رِزْقُهٗ أَیْ مَاتَ رِزْقُهٗ

أَنْ: صرف اس فعل کی تفسیر کرتا ہے جو بمعنی قول کے ہو۔ جیسے وَنَادَیْنَاهُ أَنْ یَّاۤاِبْرَاهِیْمَ

۱۱۔ حروف ایجاب: یہ کل چھ حرف ہیں۔ نَعَمْ، بَلٰی، أَیْ، أَجَلْ، جَیْرِ، أَنَّ

۱۔**نَعَمْ:** یہ کلام سابق کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے خواہ وہ کلام مثبت ہو یا منفی۔ جیسے أَجَاءَ زَیْدٌ؟ کے جواب میں نَعَمْ جَاءَ زَیْدٌ۔ أَمَاجَاءَ زَیْدٌ کے جواب میں نَعَمْ مَاجَاءَ زَیْدٌ

۲۔**بَلٰی:** یہ کلام منفی کے بعد اثبات کے لیے آتا ہے۔ جیسے أَلَمْ یَقُمْ زَیْدٌ؟ کے جواب میں بَلٰی قَدْ قَامَ

۳۔**أَیْ:** یہ استفہام کے بعد اثبات کے لیے آتا ہے۔ جیسے هَلْ کَانَ کَذَا؟ کے جواب میں أَیْ وَاللّٰهِ

۴،۵،۶: **أَجَلْ، جَیْرِ، أَنَّ:** یہ تینوں خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں۔ جیسے أَجَاءَ زَیْدٌ؟ کے جواب میں أَجَلْ، جَیْرِ، أَنَّ

۱۲۔**حروف ردع:** یہ صرف ایک ہی حرف ہے۔ کَلَّا۔ جو متکلم کو زجر کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ جیسے وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهُ فَیَقُوْلُ رَبِّیْ أَهَانَنِ کَلَّا۔ کبھی یہ بمعنی حَقًّا یعنی مضمون جملہ کو پکا کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

۱۳۔**حروف مصدر:** یہ تین حرف ہیں۔ أَنْ، مَا، أَنَّ۔ یہ حروف جملہ کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں اسے مصدر مؤول کہتے ہیں۔ أن اور ما جملہ فعلیہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں۔ جیسے وَضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ أَیْ بِرُحْبِهَا۔ اور أَنَّ جملہ اسمیہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جیسے عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ أَیْ عَلِمْتُ قِیَامَكَ

۱۴۔**حروف زیادت:** یہ کل آٹھ حروف ہیں۔ أَنْ، أَنْ، مَا، لَا، مِنْ، کاف، باء، لام

فائدہ: زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو کلام میں سے حذف کر دیا جائے تو اصل کلام کے معنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ بالکل بے فائدہ ہیں۔ یہ کلام میں لفظی خوبصورتی اور تاکید معنوی کا فائدہ دیتے ہیں اور زائد ہونے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہر جگہ زائد ہوتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کلام میں کسی حرف کو زائد کیا جائے گا تو وہ ان حروف میں سے ہوگا۔

۱۔**أَنْ:** یہ ما نافیہ، ما مصدریہ اور لَمَّا کے بعد زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے مَا أَنْ زَیْدٌ قَائِمٌ

۲۔**أَنْ:** یہ لَمَّا کے بعد اور لَوْ اور قسم کے درمیان زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ

۳۔**مَا:** یہ کلمات شرط اور بعض حروف جارہ کے بعد زائد ہوتی ہے۔ جیسے إِذَا مَا صُمْتَ صُمْتُ۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ۔ مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا، أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

۴۔ **لا:** واؤ عاطفہ کے ساتھ جو نفی کے بعد ہو اور اَن مصدریہ کے بعد اور قسم سے پہلے۔ جیسے مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَلَا عَمْرٌو، مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ، لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ

۵۔ **مِنْ:** جیسے وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوَاتِ

۶۔ **کاف:** جیسے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ

۷۔ **باء:** جیسے مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ

۸۔ **لام:** جیسے رَدِفَ لَكُمْ أَیْ رَدِفَكُمْ

مرکب

تعریف۔ لُغَۃً: یہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے جوڑا ہوا۔

اِصْطِلَاحًا: وہ لفظ جو دو یا دو سے زیادہ کلمات کو جوڑ کر بنایا جائے۔

اقسام:

الکلام

تعریف: (۱) هُوَ مَا رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ أُسْنِدَتْ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى عَلَى جِهَةِ الْإِفَادَةِ التَّامَةِ الَّتِي يَحْسُنُ السُّكُوتُ عَلَيْهَا۔ نَحْوُ: اَللّٰهُ قَدِيرٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ

(۲) اَلْكَلَامُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ كَلِمَتَيْنِ بِالْإِسْنَادِ۔ (۳) اَلْكَلَامُ لَفْظٌ مُّفِيدٌ

اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کلام خبریہ (۲) کلام انشائیہ

۱۔ کلام خبریہ: وہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔

کلام خبریہ کی اقسام: کلام خبریہ کی تقسیم دو طرح سے ہے۔ (۱) ذاتی اعتبار سے (۲) صفاتی اعتبار سے

۱۔ ذاتی اعتبار سے: اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) کلام اسمیہ: جس کا پہلا جز واسم ہو دوسرا خواہ اسم ہو یا فعل۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ

(۲) کلام فعلیہ: جس کا پہلا جز و فعل ہو اور دوسرا جز و اسم ہو۔ جیسے قَامَ زَيْدٌ

(۳) کلام ظرفیہ: جس کا پہلا حصہ ظرف یا جار مجرور ہو۔ جیسے عِنْدِيْ مَالٌ ،فِي الدَّارِ زَيْدٌ

(۴) کلام شرطیہ: وہ کلام جو شرط کے معنی پر مشتمل کلمہ سے شروع ہو۔اس کی چار اقسام ہیں۔

۱۔شرط اور جزاء دونوں ماضی ہوں۔ جیسے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ

۲۔شرط اور جزاء دونوں مضارع ہوں۔ جیسے اِنْ تُبْدُوْا مَافِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

۳۔شرط فعل ماضی اور جزاء فعل مضارع ہو۔ جیسے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ

۴۔شرط فعل ماضی اور جزاء فعل مضارع ہو۔ جیسے اِنْ تَضْرِبْ ضَرَبْتُ (یہ شاذ و نادر ہے)

جملہ	کلام	کلمہ	امثلہ
✓	×	✓	اِنْ قَامَ زَيْدٌ
✓	×	✓	اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ
✓	✓	✓	قَدْ قَامَ زَيْدٌ
✓	✓	×	زَيْدٌ قَائِمٌ

(۲) صفاتی اعتبار سے اقسام: اس کی دس اقسام ہیں۔

(۱) کلام مبینہ: وہ کلام جس سے قبل کوئی مہمل یا مجمل کلام ہو۔اور یہ اس کا بیان واقع ہو۔ جیسے اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ

(۲) کلام معللہ: ایسی کلام جو پہلے جملے کی علت بیان کرے کلام معللہ کہلاتی ہے۔ جیسے اَلْهِرَّةُ لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اَنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ،لَاتَكْذِبْ فَاِنَّ الْكِذْبَ حَرَامٌ

اگر فائدہ نہ دے تو جملہ ہوگا مگر کلام نہیں ہوگی۔ جیسے اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ

(۳) کلام معترضہ: جو دو کلاموں کے درمیان بے ربط ہو (لفظا ترکیبی طور پر) جیسے قَالَ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

(۴) کلام مستأنفہ: جس سے نیا کلام شروع ہو۔ جیسے اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ

(۵) کلام حالیہ: وہ جملہ جو حال واقع ہو۔ جیسے جَاءَنِیْ زَيْدٌ وَهُوَ رَاكِبٌ

(۶) کلام معطوفہ: وہ کلام جس کا پہلے جملے پر عطف ہو۔ جیسے جَاءَنِیْ زَيْدٌ وَذَهَبَ عَمْرٌو

(۷) کلام مقطوعہ: وہ کلام جو کسی چیز کے ساتھ مربوط نہ ہو اور عدد پر مشتمل ہو۔ جیسے اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِی الْمَنْصُوْبَاتِ

(۸) کلام نتیجہ: ایسی کلام جو سابق کلام سے پیدا ہو۔ جیسے زَيْدٌ صَادِقٌ فَهُوَ لَيْسَ بِكَاذِبٍ

(۹) جواب قسم: جو قسم کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے أَنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ یہ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ کے جواب میں واقع ہوئی ہے۔

(۱۰) جواب شرط: جو شرط کا جواب ہو۔ جیسے لَأَكْرَمْتُكَ یہ جواب ہے أنْ جِئْتَنِی کا۔

۲۔ کلام انشائیہ: اس کی دس قسمیں ہیں۔

(۱) امر: اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ **(۲) نہی:** لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ **(۳) استفہام:** أَأَنَّكَ لَأَنْتَ يُوْسُفُ **(۴) تمنی:** يٰلَيْتَنِیْ كُنْتُ تُرَابًا۔ **(۵) ترجی:** لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ۔ **(۶) عقود:** وہ جملے جو کسی معاملے کے انعقاد کے متعلق ہوں۔ اِشْتَرَيْتُ، نَكَحْتُ، قَبِلْتُ۔ **(۷) نداء:** يٰيَحْيٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ۔ **(۸) عرض:** أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا۔ **(۹) قسم:** تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ۔ **(۱۰) تعجب:** قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهٗ

مرکب مفید (بلحاظ محل اعراب)

وہ جملے جو محل اعراب میں ہوتے ہیں۔	جن جملوں کا محل اعراب نہیں ہوتا۔

ا۔ جو جملے میں محل اعراب ہوتے ہیں۔

(۱) وہ جملہ جو مسند الیہ واقع ہو۔ جیسے أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌلَّكُمْ أَىْ صِيَامُكُمْ خَيْرٌلَّكُمْ (یہ محل مرفوع ہے)

(۲) وہ جملہ جو مبتدا کی خبر واقع ہو۔ جیسے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ (یہ محلا مرفوع ہے)

(۳) وہ جملہ جو ان عوامل کی خبر ہو جو مبتدا و خبر پر آتے ہیں۔ جیسے مَاكَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (یہ محلا منصوب ہے)

(۴) وہ جملہ جو حال واقع ہو (جملہ حالیہ)۔ جیسے لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى (یہ محلا منصوب ہے)

(۵) وہ جملہ جو مفعول واقع ہو یا مقولہ ہو (جملہ مفعولیہ)۔ جیسے أَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌرَّحِيْمٌ (مفعول محلا منصوب ہے) مقولہ کی مثال: قَالَ أَنِّى عَبْدُاللّٰهِ (یہ محلا منصوب ہے)

(۶) وہ جملہ جو مضاف الیہ واقع ہو جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ جیسے وَاذْكُرُوْا أُذْأَنْتُمْ قَلِيْلٌ، هٰذَا يَوْمٌ لَّايَنْطِقُوْنَ (محلا مجرور ہے)

(۷) وہ جملہ جو شرط کی جزاء واقع ہو۔ جیسے وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِىَ لَهٗ (محلا مجزوم ہوتا ہے)

(۸) وہ جملہ جو مفرد کا تابع ہو تو جو اعراب مفرد کا ہوگا وہی اعراب اس کا ہوگا وہ تابع خواہ صفت ہو خواہ بدل ہو۔ جیسے يَوْمٌ لَّابَيْعٌ فِيْهِ، وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّاتَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ

(۹) وہ جملہ جو کسی جملے کا تابع ہو۔ جیسے أَمَدَّكُمْ بِمَاتَعْلَمُوْنَ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ

(۱۰) جملہ استثنائیہ محلا منصوب ہوگا اور مستثنی واقع ہوگا۔ جیسے أَلَا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ

۲۔ وہ جملے جن کا محل میں اعراب نہیں ہوتا۔

(جو مستقل بالمفہوم ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا)

(۱) جملہ مستانفہ: جیسے قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ

(۲) جملہ معترضہ: جیسے أَنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

(۳) جملہ مفسرہ (مبینہ): جیسے أَنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ

(۴) صلہ واقع ہو۔ جیسے رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

(۵) جواب قسم واقع ہو۔ جیسے وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ أَنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

(۶) جواب شرط غیر جازم واقع ہو۔ جیسے لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا

(۷) وہ جملہ جو ایسے جملے کا تابع ہو جو جملہ محل اعراب میں نہیں ہے۔ جیسے فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

مرکب غیر مفید

تعریف: مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب متکلم بات کر کے چپ ہو جائے تو سننے والے کو کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم نہ ہو بلکہ کسی اور چیز کے سننے کا انتظار باقی رہے۔ جیسے کِتَابُ زَيْدٍ۔ اس کو مرکب ناقص بھی کہتے ہیں۔

اقسام: اس کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام ہیں۔

۱۔ مرکب اضافی ۲۔ مرکب توصیفی ۳۔ مرکب بنائی (عددی) ۴۔ مرکب صوتی
۵۔ مرکب مزجی (منع صرف)

۱۔ مرکب اضافی: وہ مرکب ہے جس میں ایک اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف بتقدیر حرف جر کے ہو۔ پہلے کلمہ کو مضاف اور دوسرے کلمہ کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ مضاف کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے جبکہ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ اس کے اردو ترجمہ میں کا، کے، کی جیسے الفاظ آتے ہیں۔ مثلاً: بَيْتُ اللّٰهِ

۲۔ مرکب توصیفی: وہ مرکب جس میں دوسرا کلمہ پہلے کلمے کی اچھی یا بری صفت بیان کرے اور اس میں پائے جانے والے معانی پر دلالت کرے۔ پہلے کلمہ کو موصوف اور دوسرے کو صفت کہتے ہیں۔ جیسے هٰذَا رَجُلٌ عَالِمٌ۔ اس میں رَجُلٌ موصوف اور عَالِمٌ اس کی صفت ہے۔

۳۔مرکب بنائی: وہ مرکب ہے جس میں دو کلمے بغیر اضافت اور اسناد کے مل کر ایک کلمہ بن گئے ہوں اور دونوں کو ربط دینے والا کوئی حرف بھی ہو۔ جیسے أَحَدَعَشَرَ سے لے کر تِسْعَةَ عَشَرَ تک دونوں جزو مبنی بر فتح ہوتے ہیں سوائے اِثْنَاعَشَرَ کے اس کا پہلا جزو معرب ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تثنیہ مضاف کے مشابہ ہے۔

۴۔مرکب صوتی: وہ مرکب ہے جس کے ساتھ کسی جاندار یا کسی بے جان چیز کی آواز کو نقل کیا جائے یا کسی جاندار کو آواز دی جائے۔ جیسے غَاقِ غَاقِ (کوے کی آواز کی نقل) أُحِ أُحِ (کھانسی کی آواز) نخ نخ (وہ آواز جس سے اونٹ کو بٹھاتے ہیں)

۵۔مرکب مزجی: وہ مرکب ہے جس میں دو کلمے بغیر اضافت اور اسناد کے مل کر ایک کلمہ ہو کر کسی چیز کا نام بن گئے ہوں۔ جیسے بَعْلَبَكّ (شہر کا نام) جو بعل اور بك سے مرکب ہے۔ بعل ایک بت کا نام ہے اور بك بانی شہر کا نام ہے۔ دونوں کو ملا کر شہر کا نام رکھ دیا گیا ہے اس کا پہلا جزو ہمیشہ مبنی برفتحہ اور دوسرا جزو معرب باعراب غیر منصرف ہوتا ہے۔

مصدر اصل ہے یا فعل؟

بصریوں اور کوفیوں کا اس میں اختلاف ہے کہ مصدر اصل ہے یا فعل۔

بصری کہتے ہیں کہ مصدر اصل ہے اور بصری علماء میں سے امام خلیل، سیبویہ، اخفش اور یونس ہیں۔ جبکہ کوفی علماء کہتے ہیں کہ فعل اصل ہے اور کوفی علماء میں سے امام مبرد، کسائی، فراء اور ثعلب ہیں۔

کوفیوں کے دلائل:

۱۔پہلی دلیل: مصدر اکثر اعلال میں فعل کا تابع ہے (جیسے قِيَامٌ مصدر میں اس لیے تعلیل نہیں ہوئی ہے کہ اس کے فعل قَاوَمَ میں تعلیل نہیں ہوئی) اور اعلال امور لفظیہ سے ہے لہذا مصدر کو لفظ میں فعل کا تابع اور اس سے مشتق کہنا چاہیے۔

اعتراض ۱: دلیل سے تو فعل کا اصل ہونا صرف اعلال میں ثابت ہوتا ہے حالانکہ جھگڑا مشتق ہونے میں

ہے پس دلیل دعوی کے مطابق نہیں۔

جواب: اصالت وفرعیت کا تعلق امور لفظیہ سے ہے۔

اعتراض ۲: تعلیل اور اس جیسے احکام میں اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ باب کا حکم متحدر ہے اگر ایک صیغے میں تعلیل کا سبب قوی ہو تو تمام صیغوں میں تعلیل کر دیتے ہیں۔ جیسے یَعِدُ میں واوَ کو ثقیل ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا تو باب کا حکم متحدر کھنے کے لیے مضارع کے تمام صیغوں سے واوَ کو حذف کر دیا تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واحد مذکر غائب اصل ہے اور باقی اس کی فرع ہیں؟ یا اُکْـرِمُ واحد متکلم میں دو ہمزہَ ہونے کی وجہ سے ثقل ہو گیا تھا تو اس ہمزہَ کو حذف کر دیا اور باب کا حکم متحدر کھنے کے لیے مضارع کے تمام صیغوں سے ہمزہَ حذف کر دیا۔ تو کیا ہم واحد متکلم کے صیغہ کو اصل قرار دیں گے اور باقی کو فرع؟

۲۔ دوسری دلیل: جس کلمہ میں مادہ ہونے کی صلاحیت ہو وہی اشتقاق میں اصل ہوتا ہے اور مادہ ہونے کی صلاحیت فعل میں ہے۔ کیونکہ (ا) جو حرف فعل میں ہیں وہ مصدر میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جو حروف مصدر میں ہوں وہ فعل میں بھی ہوں جیسے ھَدیٰ فعل کے تمام حروف ھِدَایَۃٌ میں ہیں لیکن ھِدَایَۃٌ کے تمام حروف فعل میں نہیں ہیں۔ پس مادہ ہونے کی لیاقت وہی رکھتا ہے جو کہ تمام فروع میں پایا جائے۔ ایسے ہی صَلُحَ سے صَلَاحِیَّۃٌ

(۲) مصادر ثلاثی کے صرف سات وزن قَتْلٌ، فِسْقٌ، شُکْرٌ، طَلَبٌ، خَنِقٌ، صِغَرٌ، ھُدًی اور تَفَاعُلٌ، تَفَعَّلٌ اور تَفَعْلُلٌ کے علاوہ تمام اوزان میں مصادر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زائد ہیں۔ پس مزید علیہ میں مادہ ہونے کی صلاحیت ہے۔ پس فعل اشتقاق میں اصل ہے۔

اعتراض ا: اِدْھَامَّ اور اِخْشَوْشَنَ فعل اور ان کے مصادر اِدْھِیْمَامٌ اور اِخْشِیْشَانٌ ہیں۔ اِدْھَامَّ کا الف اور اِخْشَوْشَنَ کا واوَ مصدر میں نہیں ہیں۔

جواب: اِدْھِیْمَامٌ اور اَخْشَیْشَانٌ اصل میں اِدْھَامَامٌ اور اِخْشَوْشَانٌ تھے۔ واوَ اور الف ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یاء سے تبدیل ہو گئے پس اصل میں اِدْھَامَّ کا الف بھی اور اِخْشَوْشَنَ کی واوَ بھی موجود ہے اور اگر مادہ مصدر ہوتا تو ماضی اِدْھِیْمَمَ اور اِخْشِیْشَنَ آتی جبکہ ایسا نہیں ہے۔

اعتراض ۲: صَـرَّفَ باب تفعیل سے ماضی ہے اور اس کا عین کلمہ مکرر ہے جبکہ اس کے مصدر تَـصْـرِیْفٌ میں عین کلمہ مکرر نہیں ہے حالانکہ تمہاری دلیل کے مطابق ماضی کے تمام حروف مصدر میں ہونے چاہئے تھے اور مصدر تَصَرَّفٌ ہونا چاہیے تھا۔

جواب: باب تفعیل کے مصدر میں درحقیقت عین کلمہ مکرر ہی ہوتا ہے۔ مثلاً تَحْمِیْدٌ اصل میں تَحْمِمْدٌ تھا دوسری میم کو یاء سے بدل دیا اور مضاف میں اکثر حرف دوم کو رفع ثقل کے لیے حرف علت سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے دسّٰھَا اصل میں دَسَّسَھَا تھا دوسری سین کو الف سے بدل دیا۔ اسی طرح اَمْلَیْتُ اصل میں اَمْلَلْتُ تھا۔ دوسرے لام کو حرف علت یاء سے بدل دیا اس میں قاعدہ ابدال سماعی لگا ہے۔

اعتراض ۳: باب تفعیل کے مصادر تَبْـصِـرَـةٌ، تَسْـمِیَةٌ، سَلَامٌ، کَلَامٌ اور باب مفاعلہ کے قِتَـالٌ اور قِیْتَـالٌ میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں؟ اور ان میں تو عین کے بعد یاء بھی نہیں کہ جو عین مکرر سے بدلی ہوئی ہو۔

جواب: (۱) گفتگو اصل مصادر میں ہے جو کسی باب میں کلیۃ اور قاعدۃ ہوتے ہیں قلیل الوجود مصادر قابل لحاظ نہیں۔

(۲) جہاں تک تَبْصِرَةٌ اور تَسْمِیَةٌ کی بات ہے تو یہ تَفْعِلَةٌ کے وزن پر ہیں اور تَفْعِلَةٌ کی اصل تَفْعِیْلٌ قرار دی گئی ہے پس تَسْـمِیَةٌ اصل میں تَسْـمِیْـوٌ تھا۔ یاء کو حذف کر کے آخر میں تاء عوض لے آئے تو تَسْـمِـوَـةٌ ہو گیا۔ پھر واؤ چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گئی تو تَسْـمِیَةٌ ہو گیا۔ سَلَامٌ اور کَلَامٌ ویسے ہی اسم مصدر ہیں اور اسم مصدر میں بحث نہیں ہے۔ رہا قِیْتَـالٌ تو اس کی یاء اصل میں الف تھی لیکن ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے الف یاء سے بدل گیا اور قِتَـالٌ اسی کا مخفف ہے پس جملہ مصادر میں ماضی کے تمام حروف مصدر میں پائے جاتے ہیں۔

۳۔ تیسری دلیل: فعل بغیر مصدر کے پایا جاتا ہے جیسے لَیْـسَ اور عَسٰی جبکہ مصدر بغیر فعل کے نہیں پایا جاتا لہٰذا فعل اصل ہے کیونکہ اگر مصدر کو اصل مانیں تا فرع کا وجود اصل کے وجود کے بغیر آنا لازم آتا ہے۔

اعتراض ۱: لَیسَ فعل نہیں بلکہ حرف نفی ہے۔

جواب: حرف کی گردان نہیں بلکہ فعل کی گردان ہوتی ہے اور لیس کی گردان ہوتی ہے لہٰذا یہ فعل ہی ہے۔

اعتراض ۲: بعض مصادر عقیمہ ہیں ان سے کوئی فعل نہیں ہوتا پس جس طرح بعض فعل بغیر مصادر کے ہوتے ہیں اسی طرح بعض مصدر بھی بغیر فعل کے ہوتے ہیں۔ جیسے مَتْنٌ، تَقْسِیمٌ

جواب: بعض مصادر کو جو عقیمہ کہا جاتا ہے تو ان کا عقیمہ ہونا مسلم نہیں ہے بلکہ ان سے فعل آتے ہیں۔ چنانچہ ''مختار الصحاح مع الایضاح'' میں ہے کہ ''مَتُنَ الشَّیْءُ مَتْنًا اَیْ صَلُبَ بَابُهٗ کَرُمَ فَهُوَ مَتِیْنٌ'' اس سے ثابت ہوا کہ مَتْنٌ مصدر کی ماضی آتی ہے اسی طرح قاموس میں ہے ''قَسَّمَهٗ یُقَسِّمُهٗ جزاہ'' پس اس سے معلوم ہوا کہ تقسیم مصدر سے بھی ماضی اور مضارع دونوں فعل آتے ہیں۔

بصریوں کے دلائل:

۱۔ پہلی دلیل: مصدری معنی تمام مشتقات اور افعال میں پایا جاتا ہے چونکہ فعل بھی معنی میں مصدر کا محتاج ہے اس لیے مصدر اصل ہے کیونکہ اصل تمام فروعات میں پایا جاتا ہے۔

اعتراض ۱: دلیل سے تو مصدر کا اصل ہونا صرف معنی کے اعتبار سے ثابت ہوتا ہے اور اس میں اختلاف نہیں بلکہ اختلاف تو مشتق ہونے میں ہے اور اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ معنی مصدری میں مصدر ہی اصل ہے۔

جواب: جب یہ مان لیا گیا کہ مصدری معنی کی دلالت، افعال اور اسمائے مشتقات کے معنی کی دلالت کے لیے اصل ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ لفظ فعل کے لیے اصل ہے۔ کیونکہ ''اصل کا وجود فرع کے وجود سے پہلے ہوتا ہے'' جیسے سونا اصل ہے اور زیور اس کی فرع ہے سونا زیور سے پہلے ہوتا ہے زیور بعد میں وجود میں آتا ہے۔ اسی طرح پہلے مصدری معنی کی دلالت وجود میں آئی بعد میں افعال اور مشتقات کے معنی کی دلالت وجود میں آئی۔ اور ''لفظ کے وجود اور اس کے معنی کی دلالت کے وجود کا زمانہ ایک ہوتا ہے لہٰذا جب مصدری معنی کی دلالت کا وجود فعل کے معنی کی دلالت کے وجود سے مقدم ہے تو لفظ مصدر بھی لفظ فعل سے

مقدم ہے اور ظاہر ہے کہ مشتق منہ لفظ ہی مقدم ہوسکتا ہے نہ کہ مشتق پس فعل مشتق ہے اور مصدر مشتق منہ

اعتراض: اشتقاق لفظی کی حقیقت میں غور کیا جائے تو یہ بات محض باطل ہوکر رہ جاتی ہے کہ "مصدری معنی کو فعل کے معنی کے لیے اصل ماننے سے لفظ مصدر کو لفظ فعل کے لیے اصل ماننا لازم ہو جاتا ہے" کیونکہ اشتقاق لفظی کی حقیقت یہ ہے کہ "دو لفظوں میں لفظا اور معنا مناسبت ہوتی ہے اور ان میں سے ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے ماخوذ فرض کرنا آسان ہوتا ہے تو اس میں سے ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے ماخوذ اور مشتق قرار دے دیتے ہیں لیکن مشتق اور مشتق منہ وضع اور استعمال کے اعتبار سے ایک ہی زمانے میں پائے جاتے ہیں" لہٰذا معنی مصدری اور معنی فعل کا تحقق ایک ہی زمانے میں ہوتا ہے یہ نہیں کہ پہلے معنی مصدری وجود میں آئے اور پھر ان میں اضافہ کر کے معنی فعل وجود میں آیا ہو۔ معنی مصدری تقدم ایک مادہ کے تمام کلمات میں پایا جاتا ہے اور معنی فعل تمام کلمات میں نہیں پایا جاتا اور سونا زیور سے بناتے ہیں تو سونا پہلے پایا جاتا ہے زیور بعد میں اس سے تیار کیا جاتا ہے ادھر اصل اور فرع کا زمانہ مختلف ہوتا ہے۔ پس سونے سے زیور بنانے پر اشتقاق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے جب قیاس مع الفارق ہے تو استدلال کیسا؟

۲۔ دوسری دلیل: مصدر صرف ایک چیز (معنی) اس لیے یہ "بسیط" ہے اور فعل دو چیزوں (معنی اور زمانہ) پر دلالت کرتا ہے اس لیے یہ "مرکب" ہے۔

اصل بات تو یہ ہے کہ جھگڑا ہے ہی نہیں کیونکہ کوفی امور لفظیہ کا خیال کرتے ہیں جبکہ بصری امور معنویہ کا خیال رکھتے ہیں۔ اختلاف تب ہوتا جب دونوں گروہ ایک ہی چیز کا اعتبار کرتے۔

عوامل مائۃ
لفظیہ
معنویہ
سماعیہ
قیاسیہ
ابتداء
(مبتدا پر)
خلو
(فعل مضارع پر)
۱۔ حروف جارہ (۱۷)
۲۔ حروف مشبہ بالفعل (۶)
۳۔ ما ولا مشابہ بلیس (۲)
۴۔ حروف ناصبہ لاسم (۷) [و، إلا، یا، أیا، هیا، أی، ء]
۵۔ حروف ناصبہ للفعل (۴)
۶۔ حروف جازمہ (۵)
۷۔ اسمائے جازمہ (۹) کلمات المجازات
۸۔ اسمائے ناصبہ (۴) [احد عشر تا تسع و تسعون، کم، کذا، کأین]
۹۔ اسماء الافعال (۹) [۶ امر، ۳ ماضی]
۱۰۔ افعال ناقصہ (۱۳)
۱۱۔ افعال مقاربہ (۴)
۱۲۔ افعال مدح وذم (۴)
۱۳۔ افعال قلوب (۷)
۱۔ اسم فاعل
۲۔ اسم مفعول
۳۔ اسم تفضیل
۴۔ صفت مشبہ
۵۔ مصدر
۶۔ مضاف
۷۔ اسم تام

عوامل مائۃ
وجہ حصر
لفظی
معنوی
ابتداء
خلو
حروف
اسماء
افعال
داخل بر اسم
داخل بر فعل
ناصبہ
أنْ، لَنْ وغیرہ
جازمہ
أنْ، لَمْ، لَمَّا وغیرہ
بر مفرد
بر جملہ
حروف جارہ
حروف نداء
ما و لا مشابہ بلیس
لائے نفی جنس
حروف مشبہ بالفعل
مطلق
مقیدہ
معروف
مجہول
افعال ناقصہ
افعال مقاربہ
افعال مدح وذم
افعال تعجب
لازم
متعدی
یک مفعول
بدو مفعول
بسہ مفعول
ایک پر اکتفا جائز
باب أعطيت
ناجائز
قلوب
اسمائے شرطیہ
اسم فاعل
اسم مفعول
اسم تفضیل
مصدر
اسمائے تامہ
صفت مشبہ
مضاف
اسمائے کنایات
اسمائے افعال

اپنے بچوں کے روشن مستقبل کے لیے قرآن وسنت کی تعلیم کی معیاری درس گاہ

اسلامک ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ (دیپالپور)

کا انتخاب کیجیے

ادارہ کے مقاصد واہداف:

۱۔ایسے افراد تیار کرنا جو خالصتاً اسلامی تہذیب وثقافت سے آراستہ ہوں۔

۲۔اہل اسلام کی اصلاح اوران کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کرنا۔

۳۔ایسے محققین علماء کی کھیپ تیار کرنا جو دعوت وتبلیغ کے متعلق علوم وفنون سے بخوبی آگاہ ہوں اورعوام الناس کو پیش آمدہ مشکلات ومسائل کا حل کتاب وسنت سے تلاش کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

۴۔معاشرہ کی انفرادی اوراجتماعی زندگی کو اسلامی قالب میں ڈھالنا۔

۵۔ایک مثالی معاشرہ کا قیام جو خالص عبادت الٰہی اوراتباع سنت کا حامل ہو۔

۶۔مسلمانوں کے دلوں میں صحیح عقیدہ وایمان کو اجاگر کرنا تاکہ وہ کامل مسلمان بن سکیں۔

۷۔پانچ سال میں مکمل درس نظامی اوروفاق المدارس سے الحاق۔

ادارہ ایک نظر میں

۱۔صاف ستھرے اسلامی ماحول میں طلبہ کی تربیت۔

۲۔علام اسلامیہ کا آٹھ سالہ کورس پانچ سال میں۔

۳۔مستند، محنتی اور تجربہ کار سٹاف۔

۴۔داخلہ میرٹ پر صرف پہلی کلاس میں۔

۵۔فرقہ واریت سے بالا خالص کتاب وسنت کی تعلیم۔

۶۔عربی بول چال پر خصوصی توجہ۔

۷۔مرحلہ وار امتحانی سسٹم جس میں حاضری اوراخلاق کے خصوصی نمبر۔

۸۔مستحق طلبہ کے لیے تعلیم وظائف۔

۹۔ جدید سہولیات سے آراستہ کلاس رومز۔

۱۰۔ ہاسٹل اور میس کی فری سہولت۔

۱۱۔ بہترین گراسی لانز اور پلے گراؤنڈ۔

۱۲۔ ہم نصابی سرگرمیوں کا خصوصی اہتمام۔

۱۳۔ جمعرات کو مکمل پڑھائی۔ ماہانہ کوئی چھٹی نہیں۔

۱۴۔ وفاق سے ملحق اور اس کے امتحانات کا سنٹر۔

۱۵۔ مثالی لائبریری میں اسلامی کتب کے مراجع ومصادر کا عمدہ ذخیرہ اور کمیاب اسلامی کتب پر مشتمل سی۔ ڈیز

۱۶۔ اہل علاقہ کے بچوں کی اسلامی تربیت کے لیے انجمن ادارہ کے زیرِ انتظام اسلامک آئیڈیل ہائی سکول مصروف کار۔

۱۷۔ ادارہ ہٰذا میں ۲۷ شعبان سے لے کر ۲۷ رمضان تک دورہ صرف ونحو مع اجراء کے لیے۔

شیخ الحدیث ابو محمد ادریس اثری حفظہ اللہ، شیخ غلام یٰسین خان حفظہ اللہ اور شیخ محمد امین حفظہ اللہ کی تدریسی خدمات۔

شرائط داخلہ:

۱۔ میٹرک/ مڈل مع حفظ القرآن

۲۔ والد/ سرپرست کا ہمراہ آنا

۳۔ والد/ سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی

۴۔ تعلیم اسناد کی نقول

جامعہ کے دفاتر اور مین گیٹ کا اندرونی منظر

جامعہ کی خوبصورت مسجد کا اندرونی ہال

جامعہ کی وسیع بلڈنگ کا خوبصورت منظر

کلاس رومز کا بیرونی حصہ

پرسکون ماحول سے مزین کلاس رومز

طلبا کی رہائش کے لیے بہترین سہولیات کے ساتھ ہاسٹل

طلبا کو عصری تعلیم سے روشناس کروانے کے لیے کمپیوٹر لیب

جامعہ کی لائبریری کا ایک حصہ

ادارہ ایک نظر میں

۱ صاف ستھرے اسلامی ماحول میں طلبہ کی تربیت
۲ علوم اسلامیہ کا آٹھ سالہ کورس پانچ سال میں
۳ مستند، محنتی اور تجربہ کار سٹاف
۴ فرقہ واریت سے بالا خالص کتاب وسنت کی تعلیم
۵ عربی بول چال پر خصوصی توجہ
۶ مستحق طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف
۷ جمعرات کو مکمل پڑھائی۔ ماہانہ کوئی چھٹی نہیں
۸ وفاق سے ملحق اور اس کے امتحانات کا سنٹر
۹ اہل علاقہ کے بچوں کی اسلامی تربیت کے لیے انجمن ادارہ کے زیرِ انتظام اسلامک آئیڈیل ہائی سکول مصروف کار

اسلامک ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ

دیپالپور۔ پاکستان